ادب اطفال اور جدید رجحانات: تسنیم جعفری کے منتخب ناولوں میں ہارڈ اور سافٹ سائنس فکشن

مقالہ برائے ایم-فل (اردو)

مقالہ نگار:

مقدس اسد

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مارچ ۲۰۲۴ء

ادب اطفال اور جدید رجحانات: تسنیم جعفری کے منتخب ناولوں میں ہارڈ اور سافٹ سائنس فکشن

مقالہ برائے ایم-فل (اردو)

مقالہ نگار:

مقدس اسد

یہ مقالہ

ایم فل اُردو

کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا

فیکلٹی آف لینگو یجز

(اُردو زبان و ادب)

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مارچ ۲۰۲۴ء

مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے،وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف لینگو یجز کو اس مقالے کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان: ادب اطفال اور جدید رجحانات: تسنیم جعفری کے منتخب ناولوں میں ہارڈ اور سافٹ سائنس فکشن

پیش کار: مقدس اسد

رجسٹریشن نمبر: 42/MPhil/Urd/F21

ماسٹر آف فلاسفی

شعبہ:(اردو زبان وادب)

ڈاکٹر نازیہ یونس

____

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر جمیل اصغر جامی

____

ڈین فیکلٹی آف لینگو یجز

تاریخ:____________

اقرار نامہ

میں مقدس اسد اقرار کرتی ہوں کہ مقالہ ہذا بعنوان "ادب اطفال اور جدید رجحانات: تسنیم جعفری کے منتخب ناولوں میں ہارڈ اور سافٹ سائنس فکشن" میرا ذاتی کام ہے۔ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد کے ایم فل سکالر کی حیثیت سے ڈاکٹر نازیہ یونس کی زیر نگرانی کیا گیا ہے۔ میں نے یہ کام اس سے پہلے کسی اور یونیورسٹی یا ادارے میں حصول سند کے لیے پیش نہیں کیا ہے اور نہ ہی آئندہ کروں گی۔

مقدس اسد

مقالہ نگار

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

مارچ ۲۰۲۴ء

فہرست ابواب

عنوان	صفحہ نمبر
مقالہ کے دفاع اور منظوری کا فارم	iii
اقرار نامہ	iv
فہرست ابواب	v
Abstract	viii
اظہار تشکر	ix
باب اول: موضوع تحقیق کا تعارف، بنیادی مباحث	۱
الف۔ تمہید	۱
۱۔ موضوع کا تعارف	۱
۲۔ بیان مسئلہ	۲
۳۔ مقاصد تحقیق	۲
۴۔ تحقیقی سوالات	۲
۵۔ نظری دائرہ کار	۳
۶۔ تحقیقی طریقہ کار	۴
۷۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق	۴
۸۔ تحدید	۵
۹۔ پس منظری مطالعہ	۵
۱۰۔ تحقیق کی اہمیت	۵
ب۔ بنیادی مباحث	۶
۱۔ سائنس فکشن کا ارتقا	۷

۲۔ سائنس فکشن کیا ہے؟ ۱۳

۳۔ سائنس فکشن کی اقسام اور ذیلی شاخیں ۱۶

۴۔ سائنس فکشن کی اہمیت ۲۱

۵۔ اردو ادب میں سائنس فکشن ۲۴

۶۔ تسنیم جعفری اور بچوں کا سائنسی ادب ۲۸

حوالہ جات ۳۲

باب دوم: بچوں کا ادب اور تسنیم جعفری کے ناولوں میں سائنس فکشن کا تجزیاتی مطالعہ ۳۴

الف۔ تسنیم جعفری کے ہاں کے سائنس فکشن کے اثرات ۳۴

ب۔ سائنس کی ذیلی شاخیں ۳۴

حوالہ جات ۴۸

باب سوم: تسنیم جعفری کے ناولوں میں سماجی ونفسیاتی اثرات کا تجزیاتی مطالعہ ۴۹

الف۔ سماجی مثبت و منفی اثرات ۵۰

ب۔ نفسیاتی مثبت و منفی اثرات ۵۶

حوالہ جات ۶۷

باب چہارم: معاصر سائنس فکشن ادیبوں میں تسنیم جعفری کا مقام وانفرادیت کا ایک جائزہ ۶۹

الف۔ نوشاد عادل ۶۹

ب۔ شجاعت علی راہی ۷۰

ج۔ امجد جاوید ۷۵

د۔ مہوش اسد شیخ ۷۹

ہ۔ عشرت معین ۸۰

حوالہ جات ۸۷

باب پنجم: ماحصل ۸۸

الف۔ مجموعی جائزہ	۸۸
ب۔ تحقیقی نتائج	۹۲
ج۔سفارشات	۹۶
کتابیات	۹۷

ABSTRACT

The title of my Research, Thesis for my M.Phil. Urdu is "Modern Trends: Hard and Soft Science Fiction in the selected novels of Tasneem Jafri"

Tasneem Jaffrey is a famous name in science fiction. Who has made the subject of hard and soft science fiction? Since science fiction is the subject of modern era and the important need of this era, its importance cannot be denied .Science fiction is a new topic in children's literature. Today's era is associated with modern technology means that today's children will not be wrong if it is called a computer product and therefore children are not interested in traditional stories, they ask for solid arguments and explanations for everything.

Tasneem Jafari's scientific literature for children reveals about the mental level of the child. Today, because of the age of internet and technology, what kind of thinking does a child have, how far does his imagination go and what are the factors that influence his thinking?

Today's child has become addicted to the screen. Be it cartoon stories, Pokémon or computers, spaceships or rockets to other planets in deep space take us out of the world of imagination and introduce us to the mysteries of the universe. Which provide the material of interest to the children but deliver them to a world of reality where they are attracted to the red planet by removing the traditional concepts. If he does not grasp the mental level, he starts to distance himself from literature.

اظہار تشکر

اس مقالے کی تکمیل کے لیے میں خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنااور بے حد شکر گزاری کے اظہار کے بعد اس مقالے کے لیے اپنی نگران مقالہ ڈاکٹر نازیہ یونس صاحبہ کی انتہائی ممنون و مشکور و مقروض ہوں۔ جنہوں نے ابتدا سے اب تک ہر قدم پر میرا ساتھ دیا، ہر ہر مرحلے پر ان کی شفقت و محبت میرے شاملِ حال رہی اور مجھے جس وقت بھی ان کی ضرورت محسوس ہوئی وہ تمام کاموں کو پس پشت ڈال کر میری مدد کے لیے موجود رہیں۔

یہ تحقیقی مقالہ میرے والدین کی دعاؤں کا ثمر ہے جن کی دعاؤں سے میں اس قابل ہوئی۔ اپنے والدین کی نہایت ہی زیادہ شکر گزار ہوں۔ اپنی والدہ جنہوں نے اپنی آغوش سے لے کر اس مرحلے تک قدم قدم پر میری حوصلہ آفزائی کی، میری لغزشوں کو صرف نظر کیا اور مہربان و معاف کرنے والے خدا کی طرح میرے عیوب کی پردہ پوشی کی۔ ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ اپنے والد محترم جنہوں نے اپنی علمی بصیرت سے مجھے ابتدائی تعلیم سے لے کر تحقیقی سفر کی طرف والہانہ اظہار محبت سے راغب کیا۔ والدین کی سبق آموز صحبتیں اور زندگی کی مشکلات سے مقابلے کی ترغیب نے میرے عزم و حوصلے کو جن نئے راستوں سے آشنا کیا اس سے میرا مشکل سفر آسان سے آسان تر ہو تا گیا۔ اپنے بہن بھائیوں کی بھی شکر گزار ہوں جو ہمیشہ میرے لئے محبت و شفقت کا سر چشمہ رہے اور میری زندگی کے لئے متفکر رہے۔ ان تمام کا شکریہ فرداً فرداً ادا کرنا میرا فرض ہے۔ میں اپنی دوستوں کی خاص طور پر شکر گزار ہوں جنہوں نے ہر قدم پر میرا حوصلہ بڑھایا اور میرے لیے کتابوں کی فراہمی کو آسان اور سہل بنایا۔ اور جنہوں نے اپنے لیے مختص وقت میں سے مجھے یہ مقالہ مکمل کرنے کا موقع دیا اور نہ صرف میری از حد مصروفیات پر خندہ پیشانی سے پیش آئے بلکہ میرے کام کے حوالے سے مجھے تحریک دی تاکہ میں جلد از جلد اپنا کام مکمل کر سکوں۔

پیشِ نظر موضوع "ادب اطفال اور جدید رجحانات: تسنیم جعفری کے منتخب ناولوں میں ہارڈ اور سافٹ سائنس فکشن" بہت زیادہ تحقیق طلب اور تفصیل کا متقاضی تھا اور قلیل وقت میں اس وسیع موضوع کو سمونا دریا کو کوزے میں بند کر دینے کے مترادف بھی ہے۔ اس کے باوجود میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک طالب علمانہ کاوش ہے۔ اس میں اغلاط بھی ہوں گی اور لغزشیں بھی لیکن میں امید رکھتی ہوں کہ میری اس کاوش کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

مقدس اسد

سکالر ایم۔ فِل اُردو

باب اوّل

موضوع کا تعارف اور بنیادی مباحث

الف۔ تمہید

i۔ موضوع کا تعارف (Topic Introduction)

پیش نظر موضوع تحقیق "ادب اطفال اور جدید رجحانات: تسنیم جعفری کے منتخب ناولوں میں ہارڈ اور سافٹ سائنس فکشن" پر مشتمل ہے۔ دور حاضر کا ایک اہم اور دلچسپ موضوع سائنس فکشن ہے اور اسی کو بچوں کے ادب میں تسنیم جعفری نے اپنا موضوع بنایا ہے۔ جس میں بچوں کو مختلف سیاروں کے ساتھ ساتھ انسانی ڈھانچے کے بارے میں بھی معلومات دی گئی ہے۔ سائنس فکشن یعنی وہ ناول جن کی بنیاد سائنسی نظریات، تصورات اور ایجادات پر قائم ہوتی ہے۔ سائنس فکشن جدید صنف ہے مگر اس کی جڑیں صدیوں پرانے ادب میں پیوست ہیں۔ سب سے پہلے دوسری صدی عیسوی میں یونانی زبان میں اس پر ایک کتاب موجود ہے۔ اس کے بعد جاپان، عربی، لاطینی، فرانسیسی، امریکی برطانوی اور عربی ادب میں بھی سائنس فکشن پر مبنی چند ناول یا کہانیاں ملتی ہیں۔

اردو میں سائنس فکشن کے حوالے سے جو چند نام ہیں وہ منشی ندیم صبہائی فیروز پوری، خاں محبوب طرزی، اظہار اثر، ابن صفی، اشفاق احمد، طارق اسماعیل ساگر اور مظہر کلیم کے نام شامل ہیں اس کے بعد بیسویں صدی میں لکھنے والوں میں بچوں کے سائنس فکشن کے حوالے سے چند نام نظر آتے ہیں جن میں قرۃ العین حیدر، کرشن چندر، ظفر پیامی، اشتیاق احمد، آغا اشرف کے نام شامل ہیں۔ اکیسویں صدی میں سراج انور، اعظم طارق کوہستانی اور تسنیم جعفری نمایاں نام ہیں۔ بچوں کے سائنس فکشن کے حوالے سے بہت کم لوگ لکھ رہے ہیں۔

تسنیم جعفری کا نام جدید اردو سائنس فکشن لکھاریوں میں سرفہرست لیا جاتا ہے۔ انہوں نے بچوں کے لیے کئی کہانیاں اور ناول تحریر کیے ہیں۔ ان کو پڑھنے والوں کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں سائنس پہلے سے بھی زیادہ اہم مضمون بن گیا ہے اور سائنس سے روگردانی کر کے کوئی قوم بھی ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ انہوں نے مختلف رسالوں کی مدیر کے طور پر

بھی فرائض انجام دیے۔ تسنیم جعفری کو ادبی خدمات کی بدولت مختلف اعزازات سے بھی نوازا گیا جن میں "سائنس فکشن پر معمار وطن ایوارڈ"، "بچوں کے ادب پر اکادمی ادبیات اطفال ایوارڈ"، "سائنس فکشن پر اخوت دوست ایوارڈ، ۲۰۱۹ء میں "تسنیم جعفری ایوارڈ" کا اجراء کیا گیا جو بچوں کے ادیبوں کے لیے سالانہ ایک لاکھ روپے تک کے انعامات پر مبنی تھا۔ سائنسی ادب تخلیق کرنے پر ابابیل ایوارڈ بھی دیا گیا۔ حال ہی میں انہیں یو بی ایل ایوارڈ سے نوازا گیا۔ میرا موضوع تسنیم جعفری کے تین ناولوں پر مبنی ہے جن میں پوزی اور الیکٹرا، چھوٹو میاں اور مریخ کے مسافر شامل ہیں سائنس فکشن کی اقسام اور ذیلی اقسام کو مدنظر رکھتے ہوئے اس تحقیق کو آگے بڑھایا جائے گا۔

ii۔ بیان مسئلہ (Problem Statement)

اردو ادب بہت سے موضوعات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جس میں ایک دور جدید کا موضوع سائنس فکشن بھی ہے۔ اس مقالے میں سائنس فکشن کیا ہے؟ سائنس فکشن کی اقسام اور بچوں کے ادب میں سائنس فکشن کے حوالے سے اس کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا جائے گا تاکہ سائنس فکشن اور اس کی اقسام کو سمجھنے میں مدد مل سکے۔ سائنس فکشن پر کام تو موجود ہے مگر کم اور بچوں کے ادب کے حوالے سے بھی بہت ہی کم کام ہوا ہے اور بچوں کے ادب میں سائنس فکشن کے حوالے سے ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا لہٰذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اس پر تحقیق ہو۔

iii۔ مقاصد تحقیق (Research Objectives)

ا۔ سائنس فکشن کی تکنیک سے ناول کی وقعت میں اضافے یا کمی کو جانچنا۔

۲۔ سائنس فکشن کے اطفال ادب پر اثرات کو معلوم کرنا۔

۳۔ تسنیم جعفری کے ناولوں میں بچوں کے ادب کی جہات معلوم کرنا۔

iv۔ تحقیقی سوالات (Research Questions)

ا۔ سائنس فکشن کی تکنیک سے ناول کے موضوعات میں کون کون سے اضافے ہوئے ہیں؟

۲۔ سائنس فکشن بچوں کے ادب کے حوالے سے جو اثرات مرتب کرتی ہے وہ کیا ہیں؟

۳۔ تسنیم جعفری کے ناولوں میں سائنس فکشن اور اس کے بچوں پر سماجی و نفسیاتی اثرات کیا ہیں؟

v۔ نظری دائرہ کار (Theoretical Framework)

سائنس اور ادب کے درمیان ایک ایسی صنف کا وجود بھی ہے جس نے ان دونوں کے درمیان کی دوری کو ختم کر دیا ہے جو ندی کے ان دونوں کناروں کے درمیان ایک پل کا کام کرتی ہے۔ اور وہ صنف ہے۔۔۔ سائنس فکشن۔۔۔ یعنی ایسے ناول یا افسانے جن کی بنیاد سائنسی نظریات، تصورات اور ایجادات پر قائم ہوتی ہے یہ صنف سائنس اور ادب کو آپس میں اس قدر ضم کر دیتی ہے کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اسے ہم سائنسی ادب کہیں یا ادبی سائنس۔ سائنس فکشن کے حوالے سے ہمیں مختلف تعریفیں نظر آتی ہیں۔

Oxford Advanced American Dictionary میں سائنس فکشن کی تعریف کچھ یوں ہے:

> ”کتابوں یا فلموں وغیرہ کی وہ قسم جو مستقبل کی تخیلاتی سائنسی ایجادات پر مبنی ہو اور زیادہ تر خلائی اسفار اور دوسرے سیاروں پر پائی جانے والی زندگی سے متعلق ہو۔“(1)

آن لائن انسائکلوپیڈیا Wikipedia میں سائنس فکشن کی تعریف میں لکھا ہے:

> "Science fiction is a genre of fiction dealing with imagination content such as futuristic settings, futuristic science and technology, Space travel, time travel, parallel universes, and extraterrestrial life."(2)

یہی تعریفیں تسنیم جعفری کے ناولوں کی بنیاد ہیں۔ ان کے مطابق بچوں کی نفسیات پر سائنس فکشن گہرے اثرات مرتب کرتی ہے، جن میں انہوں نے ہارڈ اور سافٹ سائنس فکشن کو موضوع بنایا ہے۔ اس کو بنیاد بنا کر اس تحقیقی مقالے کو آگے بڑھایا جائے گا۔

موجودہ دور چونکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ سائنس محد سے لحد تک ہماری زندگی کے ہر شعبے میں سرائیت کر چکی ہے۔ اس لیے اعلیٰ اخلاق کے ساتھ ساتھ سائنس و ٹیکنالوجی کی بنیادی معلومات بچوں کے روشن مستقبل کے لیے ناگزیر ہیں۔ تسنیم جعفری کہتیں ہیں کہ آج کا بچہ دیکھنے کے لیے سائنس فکشن اور اینمیٹڈ کہانیاں مانگتا ہے ہمیں اپنے بچوں کے لیے ایسی کہانیاں لکھنا ہوں گی جن میں سائنس فکشن ہو اور وہ بچوں کے تیزی سے چلتے ذہن کا ساتھ دے سکیں۔ دوسرا بچوں میں ایسی سوچ پیدا ہو کہ وہ مشاہدے سے کسی چیز میں اچھے اور برے کی تمیز کر سکیں۔ تیسرا یہ کہ بچوں کی سائنسی معلومات میں اضافہ ہو انہیں نئی نئی ایجادات کے بارے

میں معلوم ہو اور باقی اقوام کیسے اس ٹیکنالوجی کا استعمال کر کے ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہو چکی ہیں۔ سب سے زیادہ انہوں نے اپنی کہانیوں میں اخلاقی اقدار پر زور دیا ہے تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت کو بھی وہ اہم فریضہ سمجھتی ہیں۔ تسنیم جعفری کے مطابق آج کے مصنف کو ایسی کہانیاں لکھنی چاہیے اگر وہ بچوں کو ان کی مرضی اور آنے والی نئی دنیا کے بارے میں نہیں بتائے گا تو ادب اطفال اپنی موت آپ مر جائے گا اور کسی بھی سائنس فکشن کی طرح معاشرے پر روبوٹس کا راج ہو گا۔

بقول جمیل جالبی:

چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہو

تسنیم جعفری کے ناولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ جائزہ لیا جائے گا کہ سائنس فکشن ناول ہمارے بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں اور اخلاقی اقدار کو جس طرح پیش کرتا ہے اس سے بچے کس حد تک متاثر ہوتے ہیں۔ سائنس فکشن کی یہ تعریفات جو تسنیم جعفری کے ناولوں کی بنیاد ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے اس تحقیقی مقالے کو آگے بڑھایا جائے گا۔ سائنس فکشن کے حوالے سے خورشید اقبال کی کتاب "اردو میں سائنس فکشن کی روایت" اہمیت کی حامل ہے اسے بھی دوران تحقیق پیش نظر رکھا جائے گا۔

vi۔ تحقیقی طریق کار (Research Questions)

مجوزہ موضوع پر تحقیق کے لیے دستاویزی طریقہ کار اختیار کیا جائے گا۔ یعنی ایسے تحقیقی مواد سے استفادہ کیا جائے گا جو موضوع سے قریب تر ہو گا اور مقالے کی تکمیل کے لیے بنیادی مآخذ کے ساتھ ساتھ ثانوی مآخذ میں اردو کتب، رسائل و جرائد کے علاوہ انگریزی لغت اور تنقیدی مضامین شامل ہوں گے۔

مواد کی جمع آوری کے لیے جامعات جن میں نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، اکادمی ادبیات، ادارہ فروغ قومی زبان سر فہرست رہیں گے۔ علاوہ ازیں چونکہ موضوع تحقیق سائنس کے حوالے سے ہے تو اس کے لیے آئن لائن طریقہ اپناتے ہوئے مختلف ویب گاہ اور انگریزی ویب سائٹس سے بھی استفادہ کیا جائے گا۔

vii۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق (Work Already Done)

اردو ادب کے اندر ہر عہد میں نئے رجحانات پیدا ہوتے رہے اور محققین نے اپنی تحقیق کے ذریعے نئے ابواب کا اضافہ کیا۔ بچوں کے ادب اور سائنس فکشن کے حوالے سے مختلف نوعیت کے کام ہو چکے ہیں۔ اس

سلسلے میں پہلا تحقیقی مقالہ " اردو ادب میں سائنس فکشن، ایک مطالعہ جو ایم فل کی سطح پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ہوا۔ دوسرا تحقیقی مقالہ " تسنیم جعفری اور بچوں کا ادب: تحقیقی و تنقیدی جائزہ "جو ایم فل کی سطح پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں ہوا۔ تیسرا مقالہ " مشرقی پنجاب میں ادب اطفال کی روایت تحقیقی و تنقیدی جائزہ جو پی ایچ ڈی کی سطح پر شعبہ فارسی، اردو اور عربی پنجابی یونیورسٹی، پٹیالہ (پنجاب) سے ہوا۔ ایک اور مقالہ پنجاب میں بچوں کے اردو رسائل ۱۹۴۷ء تا ۱۹۷۷ء تک کا ہے جو اوپن یونیورسٹی سے ہوا۔

viii۔ تحدید (De-Limitation)

تسنیم جعفری نے ماحولیاتی آلودگی، بچوں کی سیریز اور مختلف کہانیوں کو اپنا موضوع بنایا۔ لیکن میرا مجوزہ تحقیقی کام تسنیم جعفری کے تین ناولوں "پوزی اور الیکٹرا"، "چھوٹو میاں"، "مریخ کے مسافر" میں سائنس فکشن تک محدود رہے گا۔

ix۔ پس منظری مطالعہ (Literature Review)

تحقیقی کام کے دوران میرے زیر مطالعہ کتاب " اردو میں سائنس فکشن کی روایت از خورشید اقبال جو ۲۰۱۸ء میں شائع ہوئی جس میں ۲۰۱۱ء تک کے سائنسی ناول کا ذکر ملتا ہے۔ اردو میں بچوں کا ادب از ڈاکٹر خوشحال زیدی اور بچوں کا ادب (تاریخ و تنقید) ڈاکٹر اسد اریب کتب اور بچوں کے رسائل پھول، نونہال، تعلیم و تربیت اور بچوں کا ادب میرے زیر مطالعہ رہے۔

اس کے علاوہ تسنیم جعفری کے ناولوں پر مختلف مضامین "اردو ادب کا معتبر نام: تسنیم جعفری" اور "مریخ کے مسافر، کالم، تسنیم جعفری کا ایک اور قلمی معرکہ شامل رہے۔

x۔ تحقیق کی اہمیت (Significance of Research)

بچوں کے ادب کے حوالے سے تھوڑا بہت کام ہو چکا ہے لیکن سائنس فکشن کے تناظر میں بچوں کے ادب پر تا حال کوئی کام نہیں ہوا۔ اس مقالے میں ایک طرف تو بچوں کے جدید سائنس ناول پر مباحث کا اضافہ کیا جائے گا تو دوسری طرف سائنس فکشن کا جدید معاشرت پر اثرانداز ہونے کے حوالے سے تفہیم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی معلومات کے ذریعے دور حاضر کے ادب میں سائنس فکشن کی اہمیت کے بارے میں جاننے کی کوشش کی جائے گی۔

ب۔ بنیادی مباحث

بچے کسی بھی معاشرے کا اہم عنصر ہوتے ہیں۔ کسی خاندان، قوم اور ملک کے روشن مستقبل کا انحصار بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت پر ہوتا ہے۔ کسی بھی ملک کی ترقی کی بنیاد اس ملک کے بچے ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں میں مستقبل کی باگ دوڑ ہے۔ ملک کی ترقی اور بہتری کے لیے ضروری ہے کہ مستقبل میں بننے والے معماروں کے لیے ایسا ادب تخلیق کیا جائے جو ان کی ذہنی و جسمانی نشو و نما کرتے ہوئے ان کی معلومات میں اضافہ کرے۔ نصابی کتب کے ساتھ ساتھ غیر نصابی کتب پر توجہ دیتے ہوئے ایسا ادب تخلیق کیا جائے جو بچوں کی ذہن سازی کر سکے۔ لیکن اس میں ایک المیہ یہ بھی ہے کہ بچوں کے لیے بہت کم ادب تخلیق ہوا ہے اگر ہے بھی تو اس کی زیادہ تعداد شاعری اور کہانیوں کی صورت میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ کیونکہ آج کا دور جدید ٹیکنالوجی سے وابستہ ہے یعنی آج کے بچوں کو اگر کمپیوٹر کی پیداوار کہا جائے تو غلط نہ ہو گا اور اسی وجہ سے بچوں کو روایتی کہانیوں سے کوئی دلچسپی نہیں وہ ہر بات کے لیے ٹھوس دلائل اور وضاحت مانگتے ہیں۔

بقول ڈاکٹر خوشحال زیدی:

> "بچوں کے ادب کی سب سے بڑی خوبی حیرت و استعجاب ہے۔ بچے کے ذہن میں کیا، کیوں، کیسے۔۔۔ جیسے سوالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہر چیز کو حیرت و استعجاب سے دیکھتا ہے۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے تجسس بچے کی فطرت میں شامل ہے۔ اس کے لیے ادب اطفال میں بچوں کی فطرت کے مطابق موضوع اور طرز تحریر کا انتخاب کرنا چاہیے۔"(۳)

تجسس انسان کی فطرت میں شامل ہے وہ ہر وقت اپنے ذہن میں مختلف موضوعات کا تانا بانا بنتا رہتا ہے خصوصاً ایک ادیب اس کا ذہن نئے تصورات کی اماجگاہ ہے وہ اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایسا ادب تخلیق کرتا ہے جو عوام کی دلچسپی کا سامان بنے۔ جب ہم دنیائے ادب پر نظر دوڑائیں تو ہمیں بہت سی اصناف پر کام نظر آتا ہے۔ اگر کسی ملک میں کوئی صنف مقبول ہوتی ہے تو اس کو باقی ممالک میں بھی نہ صرف تسلیم کیا جاتا ہے بلکہ اپنے ادب میں شامل بھی کیا جانے لگا۔ جس کی وجہ سے ادب کا دامن وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

ادب کی یہ خوبی ہے کہ اس میں بہت سی اصناف سانسیں لے رہی ہیں۔ وہ ناول ہو، افسانہ ہو، مختصر کہانی ہو یا شاعری ہر صنف میں پوری دنیا کے ادیبوں نے اپنا حصہ ڈالا۔ دنیا کیسے وجود میں آئی یعنی وہ تجسس جو انسان کی

فطرت میں شامل رہا وہ بھی ہمارے سامنے نہ صرف ابھر کر آیا بلکہ بہت سے سوالات بھی کھڑے کر دیتا ہے جہاں سب سے اہم کردار سائنس نے ادا کیا۔

سائنس اور ادب چونکہ دو مختلف بلکہ متضاد اصناف ہیں۔ سائنس جو ٹھوس دلائل سے اپنی بات کو بیان کرتی ہے جس نے کائنات کے بارے میں بہت سے راز افشا کیے۔ جب سائنس نے ایک الگ مضمون کی حیثیت اختیار کی تو اسے ایک خشک مضمون کہا گیا اور دوسری طرف ادب کو سائنس والوں نے محض تخیل پر مبنی قصے کہہ دیے۔ سب سے اہم اور دلچسپ واقعہ تب رونما ہوا جب ادب اور سائنس کی شمولیت ہوئی اور اس کو سائنس فکشن کا نام دیا گیا۔

بقول ڈاکٹر خورشید اقبال:

> "سائنس اور ادب کے درمیان ایک ایسی صنف کا وجود بھی ہے جس نے ان دونوں کے درمیان کی دوری کو ختم کر دیا ہے۔ جو ندی کے ان دونوں کناروں کے درمیان ایک پل کا کام کرتی ہے--- اور وہ صنف ہے---- سائنس فکشن۔"(۴)

ا۔ سائنس فکشن کا ارتقاء

سائنس فکشن کو اگر ادب کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ کوئی نئی صنف نہیں ہے۔ سب سے پہلے یونانی زبان میں ایک کتاب "True History" میں سیاروں اور خلائی اسفار کے حوالے سے لکھا گیا ہے جس کا تعلق دوسری صدی عیسویں سے ہے۔ True Story یونانی مصنف لوسیان آف ساموساتا کی تخلیق ہے جو کہ ایک طنزیہ اور خیالی کہانی ہے جسے اکثر دنیا کی پہلی سائنس فکشن کہانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس حوالے ڈاکٹر خورشید اقبال رقمطراز ہیں کہ:

> "سائنس فکشن یوں تو ایک جدید صنف ہے لیکن اس کی جڑیں صدیوں پرانے ادب میں پیوست ہیں۔ اس سلسلے کی سب سے پہلی کڑی دوسری صدی عیسویں کے شامی مصنف Lucian of Samosata کی یونانی زبان میں کئی گئی تصنیف True History کی صورت میں ملتی ہے۔"(۵)

اس کہانی کا مرکزی کردار لوسپان ہے جو ایک راوی کی حقیقت سے، اپنے سفر کا آغاز کرتے ہیں جو اصل میں ایک سمندری مہم جوئی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ نہ صرف مختلف دنیاؤں کا دورہ کریں گے بلکہ وہ خون ان تمام واقعات کے گواہ ہوں گے جو بیان کریں گے کیا ہوا۔

سفر کے دوران لوسپان اور اس کے ساتھی ایک طوفان کی وجہ سے چاند تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں چاند کا بادشاہ اور سورج کا بادشاہ آپس میں جنگ میں مصروف نظر آتے ہیں اور اس جنگ کی وجہ چاند اور سورج کے درمیان یہ ہے کہ وہ زمین پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ وہاں سے واپسی پر بھی وہ ایک طوفان کی نظر ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی مہم جوئی کو نامکمل چھوڑ دیتے ہیں۔ True History ایک طنزیہ کہانی ہے جو اس وقت کے مقبول قصے کہانیوں اور دعووں کا مذاق اڑاتی ہے۔ خاص طور پر ان کہانیوں کا جو ناقابل یقین دعوے کرتی ہیں۔

اس کے علاوہ جاپانی لوک کہانی بامبو کاٹنے والے کی کہانی جاپانی لوک کہانیوں میں سے ایک مشہور کہانی ہے۔ جس میں کہانی کا مرکزی کردار بامبو کاٹنے والا ہے اسے جنگل میں پورے کاٹتے ہوئے ایک چھوٹی سی شہزادی ملتی ہے اور وہ اسے اپنے گھر لے جا کر پالتے ہیں جلد ہی وہ ایک خوبصورت نوجوان لڑکی بن جاتی ہے جس کی خوبصورتی کے چرچے دور دور تک ہیں۔ جہاں سب ملکوں کے بادشاہ اس سے شادی کے لیے پیغام بھیجتے ہیں اور وہ منع کر دیتی ہے کہ اس کا تعلق چاند سے ہے نہ کہ زمین سے۔ اس کے بعد چاند والے اسے واپس لے جاتے ہیں۔ یہ کہانی جاپانی ثقافت میں اہم مقام رکھتی ہے اس دوران جتنی بھی کہانیاں یا ناول لکھے گئے زیادہ تر کا موضوع چاند ہی ہے اور اگر دیکھا جائے تو اس وقت چاند پر جانے یا وہاں پر کسی مخلوق کا زمین پر آنے کی بات عجیب لگتی ہے۔ مگر آج اگر دیکھا جائے تو انسان نے چاند پر قدم رکھ لیا ہے تو جتنے بھی قصے کہانیاں تھے وہ سچے ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

Marry Shelley کا ناول فرینکینسٹائن Frankenstion ۱۸۱۸ء میں شائع ہوا تھا اور یہ انگریزی ادب کی ایک کلاسک داستان ہے۔ اس کہانی میں وکٹر فرینکینسٹائن نامی ایک سائنس دان ہے جو زندگی کے راز جاننے کے لیے ایک ایسی مخلوق تخلیق کرتا ہے جو انسانی جسم کے مختلف حصوں سے بنائی گئی ہوی ہے تاہم جب وہ مخلوق زندہ ہوتی ہے تو وہ انتہائی خوفناک اور بدصورت دکھائی دیتی ہے۔ مخلوق سے عام طور پر "فرینگینسٹائن کا عفریت" کہا جاتا ہے۔ معاشرتی قبولیت اور محبت کی تلاش میں نکل پڑتی ہے لیکن اس کی بدصورتی دیکھتے ہوئے لوگ اسے اپناتے نہیں ہے اور پھر وہ عفریت انتقام کی راہ اختیار کرتی ہے اور بنانے والے کے پیاروں کو مارنا شروع کر دیتی ہے۔

یہ ناول نہ صرف ایک خوفناک داستان ہے بلکہ اخلاقی فلسفیانہ اور سائنسی موضوعات کو بھی چھوتا ہے جیسے کہ انسانی حدیں، تخلیق کی ذمہ داری اور معاشرتی قبولیت۔ فرینکینسٹائن نے ادب میں ایک اہم مقام حاصل کیا اسی لیے اسے پہلا ماڈرن سائنس فکشن کہا جاتا ہے۔"زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ Marry Shelley کا ناول Frankenstion پہلا ماڈرن سائنس فکشن ہے اور اسی بنا پر " شیلے کو" مدر آف ماڈرن سائنس فکشن" کہا جاتا ہے۔"(۶)

کیونکہ اس سے پہلے لکھے جانے والے سائنس فکشن میں چاند کو ہی مرکزیت حاصل تھی۔

دسویں صدی عیسوی میں لکھی گئی جس میں ایک ایسی لڑکی کی کہانی ہے جو چاند کی سیر کرتی ہے۔ عربی زبان میں بھی ہمیں سائنس فکشن کے حوالے سے چند ناول ملتے ہیں بارہویں صدی میں ایک ایسا ناول لکھا گیا جس میں کائنات کے ختم ہونے کے بعد کی زندگی دیکھنے کو ملتی ہے۔ لاطینی زبان میں ایک ایسا سائنس فنٹاسی ناول لکھا گیا جسے پہلا سائنس فکشن ناول کہا گیا۔

آج سے تقریباً تین سو سال پہلے جولز ورن کا From The Earth To The Moon مشہور سائنسی ناول ہے جو ۱۸۶۵ میں شائع ہوا۔ یہ ناول خلائی سفر کے تصور پر مبنی ہے، اور اس وقت کے لئے ایک بہت ہی انوکھا اور جدید خیال تھا۔ اس ناول کا مرکزی موضوع چاند تک انسان کو پہنچانے کے لیے ایک بڑے توپ کے ذریعے اس کو لانچ کرنے کا منصوبہ ہے۔

ناول کا آغاز امریکہ کے بالٹی مور شہر میں ہوتا ہے، جہاں امریکی خانہ جنگی کے بعد بالٹی مور گن کلب کے اراکین اس بات پر بحث کر رہے ہوتے ہیں کہ کیسے ایک ایسی بڑی توپ تیار کی جائے جو چاند تک پہنچ سکے۔ ان کے قائد، کولن کا پولٹ (Captain Nicholl)، اور دیگر اراکین اس منصوبے کے بارے میں بڑی جوش و خروش کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ ان کا مقصد ایک ایسی توپ تیار کرنا ہے جو چاند پر انسان کو پہنچا سکے۔

کلب کے ارکان اس مقصد کے لئے ایک بہت بڑی توپ بنانے کا فیصلہ کرتے ہیں، جس کی مدد سے انسانوں کو خلا میں بھیجا جا سکے۔ توپ کے ذریعے چاند تک پہنچنے کا خیال ایک چیلنج تھا، لیکن کلب کے ارکان نے اس پر کام شروع کیا اور مختلف سائنسی تجربات کیے۔ جولز ورن نے سائنسی حقائق کو تخیل کے ساتھ ملا کر ایک دلچسپ اور دلچسپ کہانی تخلیق کی ہے۔ یہ ناول نہ صرف خلائی سفر کے امکانات کی بات کرتا ہے، بلکہ اس میں انسانی جرات اور تخلیقی صلاحیتوں کا بھی ذکر ہے کہ کیسے انسان نے اپنی عقل اور محنت سے ناممکن کو ممکن بنایا۔

اپنے دوسرے ناول Twenty Thousand Leagues Under the Sea میں جولز نے ایک ایسے سیّارچے کی داستان قلم بند کی ہے، جو خلا سے متعلق نت نئے راز دریافت کرنے کا سبب بنتا ہے۔ یہ ناول سمندری دنیا، مختلف سمندری مخلوقات، اور سمندر کے نیچے کی دنیا کے بارے میں تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ جولز ورن نے اپنی تخلیقی صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سمندری حیاتیات، کیمسٹری، اور جغرافیہ کو اپنی کہانی کا حصہ بنایا۔ کیپٹن نیمر کی زندگی تنہائی، غصے، اور دنیا سے الگ ہونے کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کا یہ رویہ اس کے گزرے ہوئے تجربات اور لوگوں سے بداعتمادی کی وجہ سے ہے۔ اس ناول میں سمندر کی گہرائیوں میں ہونے والی مہم جوئی اور وہاں کی مخلوقات کی تلاش کی جارہی ہے۔ اس میں تکنیکی اختراعات، جیسے سب میرین نوتِلس، اور انوکھے سمندری منظرنامے شامل ہیں۔

> ”ناول Twenty Thousand Leagues Under the Sea میں پہلی مرتبہ ایٹمی طاقت سے چلنے والی ایک ایسی آب دوز کا تصوّر پیش کیا گیا کہ جو سمندر کی اتھاہ گہرائی میں پہنچنے کے بعد آبی دُنیا کے سَر بستہ رازوں سے پردہ اُٹھاتی ہے۔ ان ناولز ہی کے سبب مغربی باشندوں بالخصوص طلبہ میں خلا اور سمندر کی سیر کی تڑپ پیدا ہوئی۔ نتیجتاً، جدید ترین خلائی جہاز اور آب دوزیں وجود میں آئیں۔“(۷)

جولز کے علاوہ ایک اور سائنس فکشن رائٹر، ایچ جی ویلز نے فلکیات کے موضوع پر ناولز لکھے۔ ان کا ناول، ”The First Men in the Moon“ پڑھیں، تو آنکھوں کے سامنے ”اپالو ۱۱“ کا مشن گھومنے لگتا ہے۔ اس ناول میں سائنسی تصورات اور تخیلات کا ایک شاندار امتزاج ہے۔

پروفیسر سلوان کا کوریوم مادہ اور خلائی سفر کی تفصیلات اس دور کے لیے جدید اور تخیلاتی تھیں۔ چاند کی سطح پر پہنچ کر انسانوں کی نئی دنیا کی دریافت، جہاں اجنبی مخلوقات اور نئے منظرنامے ہیں، ایک دلچسپ اور حیرت انگیز تجربہ ہوتا ہے۔ انسانوں کا چاند تک پہنچنے کا سفر ان کی جرات، تخلیقی صلاحیت اور سائنسی ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔ ایچ جی ویلز نے سترہویں صدی عیسوی میں اپنے ناول میں انسان کو چاند پر اتارا اور سائنس دانوں نے ۲۰ ویں صدی عیسوی میں اس کے تخیّل کو حقیقت کا رُوپ دیا۔

مذکورہ ناول میں تخیّل کی پرواز اپنے عروج پر ہے اور مستقبل کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ ویلز کے ایک ناول، ”A Joureny To The Centre Of Earth“ میں سائنس دانوں کو ڈائنوسار کے زمانے میں سفر

کرتے دکھایا گیا ہے۔ ناول میں سائنس اور تحقیق کا بہت اہم کردار ہے، جہاں زمین کی گہرائیوں میں ہونے والی جغرافیائی اور معدنیاتی دریافتیں کی جاتی ہیں۔ زمین کی اندرونی دنیا میں موجود عجیب و غریب مخلوقات، قدرتی وسائل اور منظر نامے انسان کی تخیل اور قدرت کے رازوں کی دریافت کی نمائندگی کرتے ہیں۔

"A Journey to the Centre of the Earth" ایک کلاسک سائنسی ناول ہے جس نے نہ صرف ادب بلکہ سائنس کی دنیا میں بھی گہرا اثر ڈالا۔ اس میں موجود سائنسی خیالات، جیسے زمین کی گہرائیوں کی تشکیل، آتش فشاں اور زیرِ زمین دنیا، بعد کے سائنسی تحقیقات اور مشنوں میں متاثر ہوئے۔

بعد ازاں، اس ناول سے متاثر ہو کر سائنس دانوں نے اپنا دریافت کا سفر آگے بڑھایا۔ اسی طرح ایچ جی ویلز کے شہرۂ آفاق ناول، ”The Time Machine“ کے مرکزی کردار کو ماضی اور مستقبل میں سفر کرتے دکھایا گیا ہے۔ یہ کردار روشنی سے بھی زیادہ رفتار سے سفر کرتا ہے اور اب خلائی طیّارے ہزاروں میل فی گھنٹا کی رفتار سے سفر کر کے مریخ تک پہنچ چکے ہیں۔ تاہم، جس روز انسان نے روشنی سے بھی زیادہ رفتار سے سفر کرنا شروع کر دیا، تو اس کا وجود ہی نظروں سے اوجھل ہو جائے گا۔ ویلز کی ایک اور غیر معمولی تخلیق، ”Invisible Man“ میں انسان کو غائب ہوتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ مذکورہ ناول میں سائنس دان ایک ایسی دوا تیار کرتا ہے کہ جسے پی کر انسان نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اس وقت حقیقت میں ایک دکھائی نہ دینے والا آدمی بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ البتہ کلوننگ کے ذریعے ایک ”ڈولی“ نامی بھیڑ بنالی گئی ہے۔ تاہم، اس عمل کی اخلاقی و قانونی پیچیدگیوں پر بحث جاری ہے۔

ایچ جی ویلز کی ایک اور لاجواب تخلیق، ”War Of The Worlds“ ہے، جس میں پہلی مرتبہ خلائی مخلوق کا تصوّر پیش کیا گیا۔ یہ مخلوق خلائی جہازوں کی مدد سے ہماری زمین پر حملہ آور ہوتی ہے۔ اس کے جدید ہتھیاروں کے سامنے انسان بے بس ہو جاتا ہے۔ تاہم، جراثیم اس مخلوق کا صفایا کر دیتے ہیں۔ یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ آج سے ۳۰۰ برس پہلے جو تصوّرات انسان کی توجّہ کا مرکز بنے، وہ اب حقیقت کا رُوپ دھار چکے ہیں۔ تیز رفتار طیّاروں، اسپیس شپس، روبوٹس، مصنوعی ذہانت اور انٹرنیٹ نے انسانوں کا طرزِ زندگی ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔

تخیّل کی پرواز اور ترقّی کا سفر ایک ساتھ تیزی سے جاری ہے۔ غالب نے آج سے ڈیڑھ صدی قبل کہا تھا کہ رَو میں ہے رخشِ عُمر کہاں دیکھیے تھمے ...نے ہاتھ باگ پر ہے، نہ پا ہے رکاب میں۔ آج کا انسان ٹیکنالوجی کے گھوڑے پہ سوار بگٹٹ بھاگتا چلا جارہا ہے۔ خلا کی سیر کے بعد مغرب نے سُپر مین، بیٹ مین اور اسپائیڈر مین

جیسے کردار تخلیق کیے، جو ناممکن کو بھی ممکن کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ کردار اپنی انتہائی غیر معمولی طاقت انسانیت کی بھلائی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

ابتدا میں یہ کردار بچّوں کی تصاویر میں نظر آتے تھے، لیکن پھر ناولوں اور فلمز میں ڈھل گئے اور مغربی دُنیا کے لیے غیر معمولی طاقت کی علامت بن گئے۔ ان کرداروں سے نوجوانوں میں اس سوچ نے جنم لیا کہ وہ اپنی عقل سے ناممکن کو بھی ممکن بناسکتے ہیں اور پھر انہی کرداروں سے ''سُپر پاور'' کا لفظ بر آمد ہوا۔ یعنی ایک ایسی طاقت، جسے کوئی نہ جھکا سکے۔ پھر ذرایع ابلاغ کے ذریعے ان غیر معمولی صفات کے حامل کرداروں کو پوری دُنیا میں پہنچایا گیا۔

بہت سی علاقائی زبانوں میں بھی سائنس فکشن کو لکھنے کی کوشش کی گئی جس میں کامیابی بھی ہوئی۔ اسی وجہ سے سائنس فکشن کو ادب میں ایک سنجیدہ صنف کے طور پر پیش کیا گیا۔ جس کا موضوع ایک ایسی سائنسی صلاح تھی جس میں حقیقت پسندانہ طرز کو موقف بنایا گیا۔ ۱۹۲۶ء تا ۵۰ کے میں امریکی اور برطانوی رسالے منظر عام پر آئے جس میں سائنس فکشن کہانیاں موجود تھیں۔

> ''۶ اگست ۱۹۴۵ء کو جاپانی شہر ہیروشیما پر گرائے جانے والے ایٹم بم کے نتیجے میں ۹۰ ہزار سے لے کر ۱،۶۶،۰۰۰ تک افراد لقمہ اجل بنے۔ تابکاری کے سبب ہلاکتوں کا سلسلہ کئی سال بعد تک جلتا رہا۔۔۔۔ ناگاساکی پہ ۹ اگست ۱۹۴۵ء کو گرائے جانے والے ایٹم بم کے نتیجے میں مجموعی طور پر ۶۰ سے ۸۰ ہزار افراد ہلاک ہوئے اس بم کے دھماکے کی شدت روایتی بم کے ۲۱ کلوٹن ٹی این ٹی کے برابر تھی۔ انسانی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی کسی ایک ہتھیار سے اتنے بڑے پیمانے پر تباہی نہیں ہوئی تھی۔ ''(۸)

سائنس فکشن کو سب سے زیادہ مقبولیت ناگاساکی اور ہیروشیما پر گرائے جانے والے ایٹم بم کی وجہ سے ملی کیونکہ سائنسی ادب لکھنے والوں نے پہلے سے ہی اس کی پیش گوئی کر رکھی تھی اس لیے یہ بات مشہور ہو گئی کہ اب ایک ایسی صنف بھی وجود رکھتی ہے جو پہلے ہی آنے والے کل کے بارے میں آگاہی رکھتی ہے۔ پھر ایک ایسا دور آیا جسے "سائنس فکشن کا سنہری دور" کہا گیا اور اس کا تعلق ۱۹۳۸ء تا ۴۶ تک کا تھا۔ اس کے بعد سائنسی حوالے سے ایک ایسی لہر منظر عام پر آئی جس کا تعلق انسانی نفسیات اور اس کے مسائل، منشیات اور جنس جیسے

مسائل زیر بحث آئے۔ پھر جیسے جیسے کمپیوٹر اور انٹر نیٹ کا زیادہ استعمال ہونے لگا پھر سائنس فکشن کی ایک قسم cyberpunk آئی۔

۲۔سائنس فکشن کیا ہے

سائنس فکشن اردو ادب میں ایک نئی صنف ہے جبکہ اس کا آغاز مغرب میں بہت پہلے سے ہو چکا ہے اسی لیے اردو ادب میں اس حوالے سے کوئی تعریف نظر نہیں آتی۔ البتہ مغربی ادب میں اس کی مختلف تعریفات دیکھنے کو ملتی ہیں جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی صنف وسعت کی حامل ہے۔ سائنس فکشن کہانی کی وہ قسم جس کا تعلق سماج پر سائنسی اثرات کے حوالے سے ہے:

"تصنیف کی ایسی قسم جو سائنس کی قیاسی ترقیات اور زندگی پر، بالخصوص مستقبل میں، ان کے اثرات سے متعلق ہو۔" (۹)

سائنس فکشن کے حوالے سے William Wilson کی ایک کتاب منظر عام پر آئی جس کا نام A Little Earnest Book upon a Great Old Subject ہے:

"Science fiction in which the revealed truths of science may be given interwoven with a pleasing story which may itself be poetical and true." (۱۰)

سائنس فکشن کا تعلق ادب کی اس صنف سے ہے جو "ممکن کا تصور" دیتی ہے۔ جو انسان کے تخیل میں پرواز کرتی ہے اور جس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ماضی ہے حال یا مستقبل۔

بقول ہیوگو جرنزبنک:

"سائنس فکشن سے میری مراد، جونزورن، ایچ جی ویلز اور ایڈگر ایلن کی طرز کی کہانی ہے۔۔۔ایک دلکش رومانوی قصہ، جو سائنسی سچائی اور پیغمبرانہ بصیرت کے ساتھ باہم یک جان ہے نہ صرف یہ کہ یہ حیرت انگیز کہانیاں پڑھنے میں غایت درجہ دلچسپ ہیں بلکہ یہ نئی راہیں بھی سمجھاتی ہیں۔۔۔ نئی مہمات جو ہمارے لیے حال کے سائنسی علم کے مطابق مصور کی جاتی ہیں، یہ نہ ممکن نہیں کہ کل کلاں کو حقیقت بن جائیں۔۔۔۔ بہت سی سائنسی کہانیاں جو تاریخی دلچسپی کی حامل بن جائیں گی ابھی احاطہ تحریر میں آنا باقی ہیں۔ آئندہ

نسلیں انھیں نہ صرف ادب اور فکشن بلکہ (انسان) کے لیے راستے روشن کرنے والی (کہانیاں) قرار دیں گی۔"(۱۱)

سائنس فکشن انسان میں یہ جستجو پیدا کرتی ہے کہ وہ کائنات کے رازوں کو جانتے ہوئے اپنے مقام کا درست تعین کرسکے۔ سائنس فکشن فرنی مواد تو رکھتی ہے مگر مافوق الفطرت عناصر اس میں شامل نہیں ہوتے بس یہ مستقبل میں ہونے والے واقعات سے متعلق اپنی بات کا اظہار کرتی ہے۔

جے۔ او۔ پیلی کے بقول:

"سائنس فکشن کا فن پارہ فطری سائنس میں کسی خیالی ایجاد یا دریافت سے جنم لینے والی مہمات اور تجربات کی کہانی ہے۔۔۔۔۔ یقیناً ایک سائنسی دریافت ہے۔ کم از کم ایسی دریافت جسے مصنف ثابت کر سکتا ہو کہ ہاں سائنس ایسا کر سکتی ہے۔"(۱۲)

ان تعریفات کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

۱۔ سائنس فکشن فلمی یا ادبی صنف ہے۔

۲۔ اس کے علاوہ سائنس فکشن کی بنیاد ان تصورات اور نظریات پر ہے جو سائنسی ہیں۔

۳۔ سائنس فکشن کا تعلق مستقبل میں پیش آنے والے حالات واثرات سے ہے۔

۴۔ سائنس فکشن موضوعاتی لحاظ سے خلائی اسفار، سیاروں پر موجود مخلوق اور ماحول میں ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں ہے۔

سائنس فکشن میں سائنسی حقائق کو ایک ایسی دلچسپ کہانی کے ساتھ بُن دیا جاتا ہے، جو بذات خود تخیل بھی ہو سکتی ہے اور حقیقت بھی۔ دیکھا جائے تو سائنسی کہانیوں میں بیان کیے گئے واقعات دونوں طرح کے ہی ہوتے ہیں۔ بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں جو حقیقی ہوتے ہیں اور کہانیوں کے اندر حقیقی ہی معلوم ہوتے ہیں۔ جب کہ بعض واقعات اور کردار ایسے ہوتے ہیں جو تخلیق کار کے تخیل کی اختراع ہوتے ہیں۔ سائنس فکشن کی مختلف تعریفوں اور اس بارے مختلف ناقدین کی آرا کی روشنی میں دیکھا جائے تو سائنس فکشن سے وابستہ چند مفہوم اس طرح سامنے آتے ہیں۔

۱۔ انسان کا مشینوں پر زیادہ سے زیادہ انحصار ہونا۔

۲۔ ایسی تمام کہانیاں جو مستقبل میں قائم کی جائیں، مثلاً ۲۱۵۰ءیا ۲۲۳۰ء میں کیا ہو گا۔ لہٰذا سائنس فکشن کے مصنفین لکھتے ہیں کہ مستقبل کیسا ہو گا۔

۳۔ ایسی تمام کہانیاں جو ماضی کی تاریخ یا حقائق کے برعکس ہیں۔ مثلاً اگر دوسری جنگ عظیم نہ لگتی یا پھر سرد جنگ کے زمانے میں روس اور امریکہ کی تیسری عالمی جنگ لگ جاتی۔ حقیقی دنیا میں ایسا نہیں ہے لیکن سائنس فکشن انھیں ایک متبادل دنیا کے طور پر پیش کرتا ہے۔

۴۔ ایسی تمام کہانیاں جو قوانین فطرت کے خلاف یا متصادم ہوں یعنی ایک زمانے سے دوسرے زمانے میں سفر خواہ یہ سفر مستقبل کی طرف ہو یا ماضی کی طرف، شکل تبدیل کرنے والے اور غائب ہو جانے والے انسانوں کی کہانیاں بھی سائنس فکشن میں شامل ہیں۔

۵۔ زمین پر ایلین یا باہری مخلوق کی آمد اور ان سے مڈبھیڑ کا تصور بھی سائنس فکشن کا حصہ ہے۔ سائنس فکشن کی اصطلاح بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں مقبول ہوئی۔ اس کی مقبولیت کی وجہ ہیوگو گرنزبیک اور ایچ. جی. ویلز نامی دو مصنفین ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد سائنس فکشن کی اصطلاح پوری دنیا میں پھیل گئی۔ جس کی وجوہات میں نیوکلئیر توانائی، ایٹم بم، خلائی سفر کی شروعات، چاند تک انسان کی رسائی اور جانوروں کی کلوننگ وغیرہ شامل ہیں۔ اکیسویں صدی میں اس کا دائرہ کار مزید وسیع ہو گیا اور اس میں کتابیں، فلمیں، کمپیوٹر گیمز اور ٹیلی ویژن شوز بھی شامل ہو گئے۔ دنیا میں اب ایسی تنظیمیں کام کر رہی ہیں جو آئندہ چند سالوں میں انسان کو خلا میں لے جانے اور وہاں قیام کا ارادہ رکھتی ہیں۔ مستقبل کے انسان کے بارے میں سائنس فکشن دو طرح کے تصورات رکھتا ہے۔ دیوندر اسر لکھتے ہیں:

> ”سائنس فکشن دو طرح کی تصویریں پیش کرتا ہے۔ یوٹوپیا اور ڈس یوٹوپیا یعنی انٹی یوٹوپیا۔ یوٹوپیا ایک ایسی خیالی دنیا کی تشکیل ہے جس میں خوش آئند مستقبل کی جھلک ملتی ہے، جب کہ اس کے برعکس ڈس یوٹوپیا میں مستقبل کی بھیانک تصویر پیش کی جاتی ہے۔“(۱۳)

یوٹوپیا انسان کے مستقبل کی اچھی خبر سناتا ہے۔ اس کا مطمع نظر یہ ہے کہ انسان کی خوشی اور مسرت مشینوں سے وابستہ ہے۔ انسان سائنس کے ذریعے ہر چیز کو کنٹرول کر کے اپنے قابو میں کر لے گا اور ان سے فائدہ اٹھائے گا، جب کہ ڈس یوٹوپیا اس کے برعکس انسان کے مستقبل کے بارے میں ہولناک تصویر دکھاتا ہے کہ اس میں انسانوں پر مشینوں کا مکمل قبضہ ہو چکا ہو گا یا پھر چند لوگ سائنس اور ٹیکنالوجی کی نسبت انسان کو اپنا

غلام بنالیں گے۔اس طرح وہ لوگوں کی آزادی چھین کر ان کی نجی زندگی کو سکون سے عاری کر دیں گے۔مندرجہ بالا باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسان کے مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرنا آسان کام نہیں۔انسان مشینوں پر کنٹرول حاصل کرلے گا یا مشینیں انسان پر، یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کے ناتے اس بات کی قوی امید کی جاسکتی ہے کہ انسان سائنس اور ٹیکنالوجی کے مکمل جہاں پر قابض ہو کر اسے انسان کی فلاح کے لیے استعمال کر سکے گا۔

۳۔سائنس فکشن کی اقسام اور ذیلی شاخیں

سائنس فکشن جدید ٹیکنالوجی کی پیداوار ہے جس نے نئی سوچ اور تحقیقی رجحانات پیدا کیے۔سائنس فکشن کی بھی بہت سی اقسام اور ذیلی شاخیں ہیں جو اس کی نمائندہ ہیں۔سائنس فکشن کی دو بڑی قسمیں درج ذیل ہیں۔

الف۔ہارڈ سائنس فکشن

اس کا تعلق سائنس فکشن کی اس قسم سے ہے جس میں سائنسی مضامین کو زیر بحث بنایا گیا ہے۔مثلاً فزکس، کیمسٹری، آسٹرو فزکس وغیرہ۔اس قسم سے تعلق رکھنے والے نظریات اور تشریحات کا تعلق خالص سائنسی علوم سے ہے۔جس کے لیے ٹھوس دلائل کے ذریعے بات ثابت کی جاتی ہے۔اس میں تخیلاتی تصورات کی گنجائش نہیں ہوتی۔بنیادی طور پر ان میں فزکس، کیمسٹری اور علم فلکیات سے تعلق رکھنے والے موضوعات اس سائنس فکشن کی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک ایسا ادب جو سائنسی اصولوں، حقائق اور امکانات پر مبنی ہوتا ہے۔اس میں داستانیں عموماً سائنسی یا تکنیکی حقائق کے ساتھ حقیقت پر مبنی ہوتی ہیں، اور تخیلاتی عناصر کو ان سائنسی اصولوں میں محدود رکھا جاتا ہے تاکہ کہانی زیادہ مستند اور منطقی محسوس ہو۔اس میں شامل موضوعات جیسے خلائی سفر، ایجادات، روبوٹکس، نیوکلیئر ٹیکنالوجی، بایو ٹیکنالوجی، اور دیگر جدید سائنسی نظریات کو حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ہارڈ سائنس فکشن میں تخیل کو سائنسی اصولوں سے ہم آہنگ کیا جاتا ہے، اور مصنفین عموماً سائنسی تحقیق اور علم کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں تاکہ ان کے کام میں حقیقت کی جھلک ہو۔

ہارڈ سائنس فکشن کے بہت سے مصنفین خود کو عملی سائنس دان کہتے ہیں، جیسے گری گوری بن فورڈ (Gregory Benford)، جیوفرے اے لینڈ (Geoffrey A Lanis) وغیرہ۔[۱۴]

ب۔ سافٹ سائنس فکشن

سائنس فکشن کی یہ قسم سماج، فرد اور انسان کے احساسات و نفسیات کو کس طرح سائنس کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے تعلق رکھتی ہے۔ سائنس فکشن کی یہ قسم ٹھوس دلائل کی بجائے تصوراتی دنیا سے تعلق رکھتی ہے۔

اس کی بنیاد سوشیالوجی، اکنامکس، سائیکالوجی اور علم بشریات سے تعلق رکھتی ہے۔

اس میں زیادہ تر توجہ انسانوں کی ذہنی، سماجی یا نفسیاتی حالتوں پر ہوتی ہے، بجائے کہ اس میں ٹیکنالوجی یا سائنسی اصولوں کو حقیقت پسندانہ طریقے سے بیان کیا جائے۔ اس میں کہانیاں زیادہ تر انسانی جذبات، اخلاقی مسائل، اور سماجی نظاموں کی گہرائیوں میں جاکر کہی جاتی ہیں۔ سافٹ سائنس فکشن میں سائنس کے قوانین اور اصولوں کی نسبت زیادہ توجہ خیالی یا انسانی تجربات پر ہوتی ہے۔ یہاں پر ٹیکنالوجی، خلاء یا دیگر سائنسی تخیلاتی موضوعات ضرور ہوسکتے ہیں، لیکن ان کا مقصد صرف سائنسی حقیقتوں کو ظاہر کرنا نہیں ہوتا بلکہ انسانیت کے پیچیدہ پہلوؤں کی تلاش ہوتی ہے۔ ”یہ سماجی سائنس فکشن عموماً ایک ایسی دنیا کا منظر پیش کرتا ہے جو تصوراتی اور تخیلاتی ہے ایک مختلف سماجی نظام یا ایک مثالی زندگی کا نمونہ وغیرہ۔“(۱۵)

ڈاکٹر خورشید اقبال نے اپنی کتاب اردو میں سائنس فکشن کی روایت میں سائنس فکشن کو درج ذیل اقسام اور ذیلی شاخوں میں تقسیم کیا ہے:

ا۔ ذیلی شاخیں

i۔ کشفی سائنس فکشن (Apocalyptic)

اس کا تعلق کسی بڑے حادثے کی وجہ سے دنیا کا خاتمہ ہے۔ اور وہ تباہیاں بہت سی وجوہات کی وجہ سے ہو سکتی ہیں۔ چاہے وہ نیوکلیئر جنگ ہو، جدید ٹیکنالوجی، کمپیوٹر یا روبوٹس کا انسانی زندگی پر حملہ، آب و ہوا میں تبدیلی یا پھر انسان کی بنائی ہوئی مشینوں کا حد سے نکل جانا وغیرہ۔ نیوکلیئر جنگ یا ایٹم بم کی وجہ سے انسانی معاشرے کا خاتمہ یا پھر وہاں اس کے بعد نمو پانے والی نئی زندگیوں کو کس طرح کے حالات درپیش ہیں اس کا تجزیہ اس موضوع میں شامل بحث ہے اس کے ساتھ ساتھ سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کے منفی اثرات کس طرح معاشرے پر اثرانداز ہوتے ہیں جیسے عوامل شامل ہیں۔

ii۔ملٹری سائنس فکشن(Military Science Fiction)

سائنس فکشن کی اس قسم کا تعلق ایک ایسے کردار کے گرد ہے جو فوج سے وابستہ ہے۔ جو کسی سیارے یا پھر خلا میں لڑائی لڑتے ہیں یہ پھر ان لڑائیاں اور ان کی چالیں اس موضوع کا حصہ ہیں۔ مرکزی کردار ایک فوجی جو جدید ترین ہتھیاروں کی وجہ سے پہلے سے زیادہ طاقتور کے ساتھ پیش کیا گیا۔

iii۔سائنس فنٹاسی(Science Fantasy)

سائنس فکشن کی یہ قسم دو چیزوں کا ملن ہے سائنس اور فنٹاسی۔ اس میں کہانی حقیقت سے دور تو چلی جاتی ہے لیکن مزید دلچسپ اور تجسس آمیز بھی۔ جہاں بات خالص سائنسی حقائق سے شروع ہوتے ہوئے تخیل کی دنیا میں چلی جاتی ہے اور پھر اتنی آگے بڑھ جاتی ہے کہ اصل موضوع سے ہی نکل کر سائنس کو کہیں پیچھے ہی چھوڑ دیتی ہے۔

iv۔مذہبی سائنس فکشن(Religious Science Fiction)

سائنس فکشن کی یہ قسم کسی بھی مذہب سے متعلق نظریات پر مبنی ہے۔ اس میں مختلف مذاہب کا ذکر ملتا ہے جس میں اسلامی، ہندو، عیسائیت اور یہودیت جیسے مذاہب شامل ہیں۔ جس میں جو مصنف جس مذہب کا پیروکار ہے اسی سے متعلق مختلف نظریات ملتے ہیں۔

v۔اسلامک سائنس فکشن(Islamic Science Fiction)

مرکزی کردار ایسا معاشرہ ہے جن کا تعلق اسلام کے مذہب سے ہے اور اس کی اخلاقی اقدار نمایاں پہلو ہیں۔ بحثیت مسلمان ہمارا اپنے مذہب اسلام پر پختہ ایمان ہمارے جذبات و اسلامی اقدار کی بھرپور عکاسی و ترجمانی کرتا ہے۔

vi۔یوٹوپیائی سائنس فکشن(Utopian/ Dystopian Science Fiction)

ان کہانیوں یا ناولوں میں ایک ایسا مثالی معاشرہ دیکھنے کو ملتا ہے جس میں کوئی برائی نہیں ہوتی اور اس نظریے کو سب سے پہلے افلاطون نے اپنی کتاب "The Republic" میں پیش کیا۔ کہ جب انسان پڑھ لکھ لیتا ہے تو اس میں صحیح اور غلط کا شعور آ جاتا ہے کہ وہ اپنے مسائل کو حل کر سکے اور معاشرے میں اسے جن مشکلات کا سامنا ہے ان ناانصافیوں اور لڑائیوں کو اپنی سمجھ بوجھ کے ساتھ حل کرے تاکہ وہ اور باقی لوگ اس کو

سامنے رکھتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کر سکیں۔ سائنس فکشن یہ قسم انسانی ہوس، سماجی ناانصافی نے دنیا پر بھوک، غریبی اور ناانصافی کو عام کر دیا۔

vii۔ فیمنسٹ سائنس فکشن (Feminist Science Fiction)

سائنس فکشن کی یہ قسم ان خواتین سے تعلق رکھتی ہے کو سماج میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ خواتین نے سائنسی حوالے سے کیا نمایاں کردار ادا کیے اور وہ کیسے مرد کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

viii۔ آلٹرنیٹیو سائنس فکشن (Alternative History Science Fiction)

ان کہانیوں کی بنیاد What if پر ہے۔ اس میں کردار ٹائم مشین کی مدد سے ماضی میں جاتے ہیں اور تواریخ بدل دیتے ہیں۔ یعنی اگر دنیا میں یہ ہو گیا تو پھر کیا ہو گا؟ ان جیسے سوالات وصورتحال سے کیسے نمٹا جائے اگر پہلی اور دوسری جنگ نہ ہوئی ہوتی تو اب حالات کیا ہوتے؟ اس سب کے لیے ٹائم مشین کی مدد لی جاتی ہے جس سے ماضی میں جا کر دیکھا جاتا ہے کہ وہ لوگ کیسی زندگی گزار رہے تھے اور یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ ابھی کیسی گزار رہے ہوں گے؟

ix۔ علم بشریات سائنس فکشن (Superhuman Science Fiction)

اس قسم کی سائنس فکشن کے کردار بہت عقلمند ہوتے ہیں نہ صرف جسمانی لحاظ سے بلکہ ذہنی لحاظ سے بھی۔ اور یہ کام قدرتی یا پھر مصنوعی دونوں ہو سکتے ہیں۔ جس میں ڈی این اے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے کسی بھی انسانی زندگی کو اپنے کنٹرول میں کیا جا سکتا ہے۔ اور اس سے اپنی مرضی کا کام لیا جاتا ہے۔

x۔ Anthropological Science Fiction

سائنس فکشن کی اس قسم میں انسانی مسائل کے حوالے سے موضوعات زیر بحث ہوتے ہیں۔ جس میں انسان کو جن مسائل کا سامنا ہے ان کو کیسے حل کیا جا سکتا ہے جیسے موضوعات اس قسم کے عنوان ہیں۔

xi۔ سائبر پنک سائنس فکشن (Cyberpunk Science Fiction)

سائنس فکشن کی یہ قسم جدید ٹیکنالوجی سے تعلق رکھتی ہے۔ جہاں سائنس اور ٹیکنالوجی تو ترقی کی منازل طے کرتی جا رہی ہے وہیں ساتھ انسانی معاشرے کا نظام تباہی کی طرف گامزن ہے۔ سائنس فکشن کی یہ قسم سائبر اسپیس، سوپر کمپیوٹر اور انٹرنیٹ سے تعلق رکھتی ہے۔ کسی چیز کا ضرورت سے زیادہ یا پھر غلط استعمال کس طرح کی تباہی لا سکتا ہے اس کے اثرات پر یہ قسم مبنی ہے۔

xii۔بائیوپنک سائنس فکشن(Biopunk Science Fiction)

سائنس فکشن کی یہ قسم بایو ٹیکنالوجی پر مبنی ہے۔ جس میں ڈی این اے، جینز اور جینیٹک انجینئرنگ زیر موضوع رہتے ہیں۔ یعنی انسانی جین میں تبدیلی کی جاتی ہے جو کلوننگ جیسے موضوعات کو جنم دیتی ہے۔ایک مصنوعی چیز بنا کر دنیا کو حیرت میں مبتلا کر دینا۔ وہ چیزیں جن کے بارے میں کوئی عام انسانی ذہن سوچ بھی نہیں سکتا یا اس کو ناممکنات سمجھا جاتا تھا وہ جب حقیقت کا روپ دھار کر اپنے کے سامنے آتی ہے تو عقل حیراں رہ جاتی ہے۔

xiii۔ٹائم ٹریول سائنس فکشن(Time Travel Science Fiction)

یہ سائنس فکشن کی ایک مشہور قسم ہے۔ جس میں کردار ماضی سے مستقبل اور مستقبل سے ماضی کا سفر طے کرتے ہیں۔ جس میں جدید مشینری کا لیٹک مشین اور رسٹ کو مپو کی مدد سے ماضی یا مستقبل کا سفر طے کیا جاتا ہے۔ جس کا استعمال بہت سی ہندی فلموں میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔

وقت سے آگے یا پیچھے کا سفر سائنس فکشن میں شاید سب سے قدیم ہے۔ سائنس فکشن کے علاوہ بھی اس تکنیک کو استعمال کیا جاتا ہے۔ مغربی ادب میں تو اٹھارویں اور انیسویں صدی میں بھی اس حوالے سے کافی مواد دستیاب ہے۔ اردو سائنس فکشن میں بھی اس طریقہ کار کو اختیار کیا گیا ہے۔ قرات العین حیدر کا افسانہ "روشنی کی رفتار" اسی قسم کا ہے۔

اسی طرح ایچ جی ویلز کا ۱۸۹۵ میں لکھا جانے والا ناول The Time Machine بھی ایک ایسی ہی مشین کا تصور ہے جو ماضی اور مستقبل دونوں زمانوں میں جا سکتی ہے۔

xiv۔ سپیس اوپرا سائنس فکشن(Space Opera Science Fiction)

سائنس فکشن کی یہ قسم خلائی سفر کے بارے میں ہے۔ جس میں کردار کسی بہت بڑے خلائی جہاز میں سفر کرتے ہیں اور جدید ترین ہتھیاروں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ خلائی جہاز کو بنانے کے لیے کن کن چیزوں کا استعمال کیا گیا ہے اور اس سفر کے دوران کن جدید ہتھیاروں کی ضرورت پیش آتی ہے یا آسکتی ہے۔ خلائی جہاز میں سفر کے لیے ایک خاص قسم کا لباس اور پھر اس خلائی جہاز کا اپنے بنانے والوں اور بھیجنے والوں سے رابطے میں رہنا اور اپنی منزل پر پہنچ کر وہاں پر موجود چیزوں کے بارے میں دنیا کو بتانا مثلاً مریخ کے سفر پر جا کر یہ بتانا کہ کیا وہاں پر زندگی موجود ہے ؟

۴۔ سائنس فکشن کی اہمیت

سائنس فکشن کی اہمیت سے انکار نہیں کیونکہ اس کا تعلق ایک ایسی صنف سے ہے جو ہمارے مستقبل کی بہترین عکاس ہے ایک ایسی ایجاد کی پیش گوئی کی جاتی ہے جو عام انسان کے لیے ناممکن بات لگتی ہے تخیل کو الفاظ کی صورت میں اس طرح سے پیش کیا جاتا ہے کہ قاری خود کو اس دنیا میں محسوس کرتا ہے۔ پھر اچھے اور برے نتائج سے سبق حاصل کر سکتا ہے۔

پہلی بار جب کلوننگ سے Dolly نام کی بھیڑ منظر عام پر آئی تو دنیا کے لیے یہ قبول کرنا بہت ہی مشکل تھا کہ ایسا بھی ممکن ہے۔ پوری دنیا میں یہی موضوع زیر بحث تھا کوئی حیران تھا تو کوئی پریشان مگر سائنسی ادب پڑھنے والے اور سائنس دانوں کے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی کیونکہ وہ بہت عرصے سے اس طرح کی چیزیں پڑھتے آئے تھے۔ سائنس فکشن میں بہت سی چیزیں منظر عام پر آئیں جن کا تصور مصنف نے بہت پہلے دے دیا تھا پھر وہ دنیا کے سامنے حقیقی شکل کے طور پر آئیں۔

i۔ موبائل فون

بہت سے سائنسی اور جاسوسی ناولوں میں ایک زیرو نائن ٹرانسمیٹر کا استعمال دکھایا گیا ہے۔ جہاں معلومات کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک با آسانی پہنچایا جا سکتا ہے جو کہ ایک حیران کن بات تھی مگر وہ لوگ جاسوسی ادب سے وابستہ تھے انہیں معلوم تھا کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ یہ ہر انسان کی اس تک رسائی ہوگی اور ایسا ہی ہوا اب ہر شخص کے پاس یہ ٹرانسمیٹر موبائل فون کی شکل میں موجود ہے۔

ii۔ انٹرنیٹ

اس کا استعمال سب سے پہلے ۱۸۹۸ء میں Form the London Times of 1904 میں ایک Mark Twain نامی شخص نے کیا۔ جس میں عالمی نیٹ ورک کا ذکر کیا گیا جہاں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک معلومات کو بآسانی پہنچایا جا سکتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے آج کے دور میں انٹرنیٹ کا استعمال ہے اور انٹرنیٹ واقعی ایک حیران کن ایجاد ہے۔

iii۔ایٹم بم

ایٹم بم کا سب سے پہلے ذکر بھی ایک سائنس فکشن نگار نے دیا۔ جس کا نام G.H Wells تھا اور اس نے بم کا نام بھی ویلس رکھا۔ جس میں تباہی سے ہونے والے نقصان اور اثرات کا ذکر ہے اور ۳۱سالوں کے بعد یہ بات ہیروشیما اور ناگاساکی جیسے ایٹمی دھماکوں کے طور پر دنیا کے سامنے آئی۔

iv۔روبوٹ

روبوٹ کا استعمال آج کے دور میں زیادہ ہونے لگا ہے۔ بہت سے ایسے ممالک بھی ہیں جہاں ہوٹلوں میں انسان کی جگہ روبوٹس نے لے لی ہے۔ روبوٹ کے بارے میں سب سے پہلے ۱۹۲۰ء میں Karel Capele کو خیال آیا اور پھر دنیا نے اس بات کو سچ ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔

v۔جینیٹک انجینئرنگ

جینیٹک انجینئرنگ کے ذریعے انسانی اعضاء بھی بنائے جاسکتے ہیں اس کے بارے میں سب سے پہلے ۱۹۳۲ء میں ایک Brave New World نامی ناول میں یہ تصور دیا گیا۔ انسانی اعضاء کو جدید مشینری کی مدد سے نئے سرے سے بنایا جاسکتا ہے۔

vi۔آکسیجن ٹینک

سمندر میں غوطہ خوری کا معاملہ ہو یا کسی دوسرے سیارے پر جانے کی بات آکسیجن ٹینک بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پانی کی گہرائی میں آکسیجن کی کمی کو نہ صرف اس ٹینک کی مدد سے پورا کیا جاسکتا ہے بلکہ دوسرے سیارے کی طرف سفر میں بھی یہ مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

vii۔بایونک اعضاء

وہ اعضاء جنہیں کسی مشینری کے استعمال سے بنایا جاتا ہے اور وہ حقیقی اعضاء کی طرح ہی کام کرتے ہیں۔ اس کا استعمال ۱۹۶۰ء تا ۱۹۷۰ء کے سائنس فکشن نگاروں کے ہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔ مثال کے طور پر ان کا استعمال وہاں کیا جاتا ہے جہاں کوئی انسان کسی حادثے کا شکار ہو کر انسانی اعضاء کھو بیٹھتا ہے تو سائنسدان مشینری کی مدد سے اعضا کو بنا کر وہاں فٹ کر دیتے ہیں جو کئی گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ بایونک اعضاء کے حوالے سے ۲۰۱۳ء میں انگلینڈ میں ایک ۱۶سالہ لڑکے پر یہ تجربہ بھی کیا گیا جس میں ہاتھ تیار کیا جاتا ہے اور اس لڑکے کو لگایا جاتا ہے۔

viii۔ راڈار

راڈار کا استعمال اب کثرت سے ہونے لگا ہے۔ مثلا سمندری لہروں میں اس کے استعمال سے پتہ چلتا ہے کہ آگے کی طرف کوئی خطرہ یا رکاوٹ تو نہیں اگر کوئی چیز ہے تو وہ کتنے فاصلے پر ہے۔ اگر خلائی اسفار میں دیکھا جاتا ہے آگے کوئی سیارہ ہے اگر ہے تو اس کا رخ کیا ہے اور وہ کتنے فاصلے پر ہے اور اس کا سائز کیا ہو گا کہیں وہ ہماری طرف تو نہیں بڑھ رہا۔ یعنی راڈار نہ صرف بحری سفر بلکہ ہوائی جہازوں اور خلائی تحقیقات میں اس کا استعمال سب سے زیادہ کیا جاتا ہے۔

ناولوں کے علاوہ بہت سی فلموں میں بھی مختلف سائنسی ایجادات کا ذکر ملتا ہے۔ مثلاً:

۱۔ ذاتی ڈرونز

۲۔ وائرلیس پی منٹ ٹیکنالوجی

۳۔ بایومیٹرک ڈیوائسز

۴۔ وڈیو چاٹ

۵۔ روبوٹک ری فیولنگ اسٹیشن وغیرہ۔

سائنس فکشن کی اہمیت کئی سطحوں پر دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ نہ صرف ادب یا تفریح کا ایک ذریعہ ہے، بلکہ یہ انسانیت کی ترقی، سائنسی تحقیق، اور سماجی مسائل پر گہری روشنی ڈالنے کا بھی کام کرتا ہے۔ سائنس فکشن کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ یہ سائنسی تخیل کو فروغ دیتی ہے۔ یہ ہمیں مستقبل میں ممکنہ سائنسی ترقیات کے بارے میں سوچنے کی ترغیب دیتی ہے اور نئی ٹیکنالوجیز کی اختراع کی راہ ہموار کرتی ہے۔ کئی سائنسی دریافتوں کی ابتدا سائنس فکشن کے تخیلاتی تصورات سے ہوئی ہے، جیسے خلائی سفر، روبوٹکس، اور مصنوعی ذہانت۔

سائنس فکشن مصنفین اکثر مستقبل کے بارے میں اپنے خیالات پیش کرتے ہیں، اور ان کے کچھ تخمینے حقیقت بن جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، آرتھر سی کلارک نے "ہیبٹ ایٹ ایبل" سیٹلائٹس کے بارے میں پہلے ہی سوچ لیا تھا، جو آج کل ہمارے روزمرہ کی زندگی کا حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ، "کومپیوٹر نیٹ ورک" اور "انٹرنیٹ" جیسے تصورات بھی سائنس فکشن کی کہانیوں میں موجود تھے۔

سائنس فکشن میں انسانی معاشرت، اخلاقیات، اور سماجی مسائل پر گہرے سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، آیا انسانوں کو مصنوعی ذہانت کے ذریعے محض ایک مشین بنانا اخلاقی طور پر درست ہے؟ یا پھر خلائی مخلوق کے ساتھ رابطے کی صورت میں ہماری اخلاقی ذمہ داریاں کیا ہوں گی؟ ایسے سوالات کو سائنس فکشن

کے ذریعے مد نظر رکھا جاتا ہے۔ سائنس فکشن سماج کی موجودہ حالت پر بھی تنقید کرتا ہے اور اس کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز فراہم کرتا ہے۔ یہ معاشرتی، سیاسی، یا ماحولیاتی بحرانوں پر روشنی ڈالتا ہے اور انسانیت کو ان مسائل پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ سائنس فکشن نہ صرف تفریح کا ایک ذریعہ ہے بلکہ یہ علم کو فروغ دینے کا بھی ایک اہم وسیلہ بن چکا ہے۔ کہانیاں سائنسی اصولوں، طبیعیات، اور کیمسٹری جیسے موضوعات کو دلچسپ انداز میں پیش کرتی ہیں، جس سے پڑھنے والوں میں ان علوم کے بارے میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

سائنس فکشن انسان کے وجود اور اس کی جگہ کائنات میں پر سوالات اٹھاتا ہے۔ یہ نہ صرف مادی دنیا بلکہ روحانیت، حیات کے مقصد، اور انسان کے خیالات و جذبات کو بھی زیرِ بحث لاتا ہے۔ فلسفیانہ سوالات جیسے "کیا ہم اکیلے ہیں؟" یا "کیا انسان کا مقصد صرف بقا ہے؟" سائنس فکشن میں بار بار سامنے آتے ہیں۔ سائنس فکشن کی اہمیت اس کی تخیلاتی صلاحیتوں، سائنسی سوچ کو جلا دینے، اور سماجی و اخلاقی مسائل پر گفتگو کے ذریعے معاشرتی ترقی میں کردار ادا کرنے کی صلاحیت میں چھپی ہوئی ہے۔ یہ ایک ایسا آلہ ہے جو نہ صرف مستقبل کی پیش گوئی کرتا ہے بلکہ انسانی سوچ کو بھی نئے زاویے سے دیکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

ایسی بہت سی مثالیں ہمارے ارد گرد موجود ہیں جو ماضی میں صرف سائنسی کہانیوں / ناولوں یا فلموں میں موجود تھیں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سائنس فکشن نگار اپنے تخیل میں ایک چیز ایجاد کرتا ہے تو سائنسدان اسے حقیقی بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

۵۔ اردو ادب میں سائنس فکشن

اردو ادب کی یہ سب سے بڑی خوبی ہے کہ وہ بہت وسیع دامن رکھتی ہے۔ جس میں مختلف موضوعات موجود ہیں۔ لیکن ایک صنف ایسی بھی ہے جو اردو میں بہت کم نظر آتی ہے وہ ہے سائنس فکشن۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اردو میں موجود لغات میں بھی سائنس فکشن کا ذکر نہیں ملتا۔ مولوی عبدالحق نے اپنی لغت میں صرف "سائنس" لفظ کا استعمال کیا ہے۔ کلیم الدین احمد کے ہاں چھ جلدوں پر محیط لغت میں بھی صرف "سائنسی قصے" لکھا گیا ہے۔ سب سے حیران کن بات تو یہ تھی کہ مشہور لغت فرہنگ آصفیہ جو کہ سید احمد دہلوی کی ہے اس میں تو لفظ سائنس ہی نہیں موجود۔ بقول حسن عابدی: "سائنس فکشن اردو میں بہت کمیاب ہے۔"(۱۶)

دوسری طرف مغرب چونکہ ترقی کی طرف گامزن تھا خواہ وہ ترقی معاشی ہو سیاسی ہو یا معاشرتی ہی کیوں نہ ہو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرف خوشحالی کا دور تھا۔ سائنس رجحان بڑھتا جارہا تھا تو یہی وجہ تھی ان کے ہاں سائنسی ادب کی ترقی کی۔ وہاں نہ صرف سائنسی ادب کی صنف میں بہت تبدیلیاں آئیں اور اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔

سائنس فکشن دوسری تصنیفات سے مختلف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ادب میں عام طور پر شاعری یا نثر میں مصنف یا شاعر کی زبان یا تخیل کی صلاحیت کا ہونا ضروری ہے مگر سائنس فکشن نگار کے لیے سائنسی قابلیت اور سائنسی معلومات کا ہونا ضروری ہے۔ وہ آئے دن اپنے ذہن میں مختلف خاکے ترتیب دیتا ہے اور ان میں موجود ایجادات سے انسانی معاشرے کس طرح متاثر ہو گا اس کے بارے میں بھی سائنسی ادب لکھنے والا سوچ رکھتا ہے۔ اس سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دوسرے ادب کی نسبت سائنس فکشن نگار ہونا زیادہ مشکل ہے اس میں سائنسی بصیرت ہونا ضروری ہے۔ اردو میں سائنس فکشن کے حوالے سے سب سے پہلی جو داستان سامنے آتی ہے۔ اس کا نام "طلسم ہوش ربا" ہے جو اردو کے دو مصنفین احمد حسین قمر اور محمد حسین جاہ نے طویل داستان تحریر کی۔ اس کا اصل عربی داستان "امیر حمزہ" ہے۔ سائنس فکشن کے عناصر ہونے کی وجہ سے اسے اردو کا Proto -Science Fiction کہا جاتا ہے۔

> "اردو کی سائنس فکشن کی جڑیں گزشتہ صدی میں پیوست ہیں۔ آج سے تقریباً ایک صدی قبل اردو کے دو مصنفین محمد حسین شاہ اور احمد حسین قمر نے سات جلدوں پر محیط "طلسم ہوش ربا" کے عنوان سے ایک طویل داستان لکھی جو دراصل عربی داستان "داستان امیر حمزہ" کی بنیاد پر لکھی گئی تھی۔ اس داستان میں سائنس فکشن کے کئی عناصر پائے جاتے ہیں اور اس وجہ سے اسے اردو کا پہلا Proto Science Fiction کہا جاتا ہے۔"(۱۷)

اس کا مرکزی کردار عمرو عیار جو کہ چالاک شخص ہے جو کے جادوگر تو نہیں ہے مگر وہ بادشاہوں اور جادوگروں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے پاس کچھ ایسے آلات ہیں جو اس کی مدد کرتے ہیں۔ ایک تھیلا جس میں سے وہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز کو بھی آسانی سے نکال سکتا ہے۔ سائنسی دور میں اس تھیلے کا نام چہار جہتی Four Dimensional رکھا گیا۔ جو بچوں کے لیے بنائے گئے کارٹون میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں سائنس فکشن لکھنے والوں میں ہمیں چند نام ہی نظر آتے ہیں۔ منشی

ندیم صہبائی فیروزپوری نے ایک "نقلی رئیس" کے نام سے جاسوسی ناول لکھا جس میں سائنسی عناصر موجود ہیں۔ جس میں انسانی اعضاء کی منتقلی کے بارے میں لکھا گیا ہے اور یہ بات کسی حیرانی سے کم نہیں مگر آج کے دور میں جگر، دل کی منتقلی اور انسانی گردے کے کامیاب تجربات کیے جا چکے ہیں۔

منشی ندیم صہبائی فیروزپوری اردو ادب میں سائنس فکشن کے ابتدائی نگاروں میں شامل ہیں۔ ان کی تحریریں سائنسی تصورات اور تخیلاتی دنیا کو اردو کے قارئین تک پہنچانے میں اہم ثابت ہوئیں۔ ان کا اس صنف میں بہت بڑا حصہ ہے کیونکہ انہوں نے اردو زبان میں سائنسی افسانوں کی بنیاد رکھی۔ منشی ندیم صہبائی فیروزپوری نے اپنے افسانوں میں سائنسی تجربات، خلا کے سفر، ماورائی مخلوقات اور دیگر سائنسی موضوعات پر بات کی۔ ان کی کہانیاں صرف تفریحی نہیں بلکہ سائنسی پہلوؤں کو بھی اجاگر کرتی ہیں، جیسے کہ خلائی سفر اور ٹیکنالوجی کے اثرات وغیرہ۔

منشی ندیم صہبائی نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے موضوعات کو افسانوں میں شامل کیا اور ان کا استعمال ایک تخیلاتی انداز میں کیا۔ ان کے افسانوں میں اکثر غیر معمولی مخلوقات، خلائی جہاز، اور دیگر عجیب و غریب تخلیقات سامنے آتی ہیں۔ منشی ندیم صہبائی کے افسانوں میں مستقبل کے تصورات اور ان میں ہونے والی سائنسی ترقی کو تخیلاتی انداز میں پیش کیا گیا۔

منشی ندیم صہبائی فیروزپوری نے اردو ادب میں سائنس فکشن کی صنف کو ایک نیا رنگ دیا اور اس کے ذریعے سائنسی دنیا کے رازوں کو اردو قارئین تک پہنچایا۔ ان کی تخلیقات آج بھی اردو ادب کے سائنسی افسانوں کی تاریخ میں ایک اہم حیثیت رکھتی ہیں اور اردو ادب میں سائنس فکشن کی صنف کو مزید آگے بڑھانے کے لیے ان کا کام بہت اہم سمجھا جاتا ہے۔

خان محبوب طرزی ایک سائنسی افسانہ نگار اور مترجم تھے جنہوں نے اردو ادب میں سائنسی اور تخیلاتی کہانیوں کو متعارف کرایا۔ انہوں نے کئی اہم سائنسی موضوعات کو اپنے افسانوں اور ناولوں کا حصہ بنایا، جن میں خلائی سفر، ٹیکنالوجی، اور غیر معمولی سائنسی تجربات شامل ہیں۔ ان کی تحریروں میں سائنس اور فکشن کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے، جو اردو ادب میں ایک نیا زاویہ پیش کرتا ہے۔ خان محبوب طرزی کو پہلا سائنس فکشن نگار کہا جاتا ہے۔

ذیشان حیدر زیدی رقمطراز ہیں:

"اردو کا پہلا سائنس فکشن رائٹر خان محبوب طرزی تھے۔ انہوں نے پہلا سائنس فکشن ناول آزادی سے قبل لکھا تھا۔ قیامت صغریٰ، سفر زہرہ، شہزادی شب نور اور فولادی پتلی وغیرہ۔ ان کے ناولوں میں ٹائم مشین اور روشنی کی تیز رفتاری جیسے واقعات شامل ہیں۔" (۱۸)

اظہار اثر اردو کے وہ پہلے ناول نگار ہیں جو مسلسل سائنسی ادب لکھ رہے تھے۔ ان کا ناول آدھی زندگی ۱۹۵۵ء میں منظر عام پر آیا۔ جس میں مشینی انسانوں یعنی روبوٹ کا ذکر ملتا ہے۔ دوسرا ناول "شعلوں کے انسان" میں خلائی سفر کی کہانی ہے۔ "مشینوں کی بغاوت" میں انسانی ذہن کو کنٹرول کرنے کی مشین موجود ہے۔ "زیرو زیرو زیرو" ایٹمی طاقت کے حوالے سے ہے۔ ابن صفی سائنسی دنیا میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کا اصل موضوع جاسوسی ناول ہیں اور اس میں ان کی معلومات کو دیکھتے ہوئے پاکستان کے ایک اہم ادارے آئی ایس آئی نے انہیں مشیر کا عہدہ دیا۔ آپ کی "عمران سیریز" بہت مشہور ہوئی۔ اردو میں جاسوسی سائنسی ادب کی بنیاد ابن صفی نے رکھی۔ ابن صفی اردو کے ایک مشہور اور منفرد مصنف تھے جنہیں خاص طور پر جاسوسی اور سائنسی افسانوں کے حوالے سے شہرت حاصل ہے۔ اگرچہ وہ بنیادی طور پر جاسوسی ادب کے مصنف سمجھے جاتے ہیں، لیکن انہوں نے اپنے کام میں سائنسی فکشن کے عناصر کو بھی بڑی خوبصورتی سے شامل کیا ہے۔ ابن صفی نے اردو ادب میں سائنسی فکشن کو جدید اور دلچسپ طریقے سے متعارف کروایا اور اس صنف کو اردو قارئین کے درمیان مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

ابن صفی کی کہانیوں میں جدید ترین ٹیکنالوجی اور سائنسی آلات کا ذکر ہوتا ہے، جیسے کہ جدید ہتھیار، خودکار مشینیں، اور غیر معمولی جڑیں، جو ان کی تحریروں میں سائنسی فکشن کو اہمیت دیتی ہیں۔ ابن صفی نے سائنس فکشن کو جاسوسی ادب کے ساتھ خوبصورتی سے امتزاج کیا۔ ان کی کہانیاں محض سائنسی تجربات تک محدود نہیں رہتیں، بلکہ ان میں فلسفہ، تجسس، اور انسان کے اخلاقی سوالات بھی شامل ہوتے ہیں۔

ابن صفی کے ناولوں میں کئی ایسی مخلوقات اور دنیا کا ذکر کیا گیا ہے جو سائنس فکشن کے موضوعات ہیں۔ ان کی کہانیاں نہ صرف حقیقت پر مبنی ہوتی ہیں، بلکہ تخیلاتی، ماورائی عناصر کا حسین امتزاج بھی ان میں پایا جاتا ہے۔

ابن صفی کو اردو ادب میں سائنس فکشن کے اہم مصنفین میں شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے جاسوسی ناولوں میں سائنسی فکشن کے عناصر کو کامیابی سے شامل کیا۔ ان کی تحریریں نہ صرف جاسوسی ادب میں

نئے امکانات کی حامل ہیں بلکہ سائنسی فکشن کے شائقین کے لیے بھی ایک نئے تجربے کا ذریعہ بنیں۔ ابن صفی نے اردو ادب میں سائنس فکشن کو ایک منفرد انداز میں پیش کیا، جس نے اردو ادب میں اس صنف کی اہمیت کو بڑھایا۔

مظہر کلیم ابن صفی کے بنائے ہوئے کرداروں کو ایک مختلف انداز میں زندہ رکھا۔ اپ کے ناول "کایا پلٹ" میں جراثیمی ہتھیاروں کا ذکر ملتا ہے۔ "زیرو بلاسٹر" میں میزائل کو ایک مشینری کے ذریعے تباہی ان کا موضوع تھا۔ مظہر کلیم کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ انہوں نے بچوں کا سائنسی ادب بھی لکھا اس میں " چلوسک ملوسک "نامی سیریز کے ناول موجود ہیں۔

اشتیاق احمد دور حاضر کے ایک مشہور ناول نگار ہیں جنھوں نے ایسے جاسوسی ناول لکھے ہیں جنہیں سائنس فکشن کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔ آپ نے بچوں کے لیے "مشینی مخلوق" ناول لکھا۔ ان ناموں کے علاوہ اور بھی چند نام ایسے ہیں جنھوں نے سائنسی اور جاسوسی ناولوں میں طبع آزمائی کی مثلاً ایم اے راحت، سراج انور، محمد عادل منہاج، عبد الرؤف نظامی، ظفر پیامی، ارشد نیاز، آغا اشرف اور اظہر الحق وغیرہ۔ اس کے علاوہ کچھ رسائل بھی لکھے گئے جس کا تعلق سائنس فکشن سے ہے۔ مثلاً گلونہ، سائنس فکشن نمبر اور ستم ایجاد وغیرہ۔

۶۔ تسنیم جعفری اور بچوں کا سائنسی ادب

تسنیم جعفری اردو ادب کی ایک معروف سائنس فکشن نگار ہیں جنھوں نے اس صنف میں نمایاں کام کیا۔ تسنیم جعفری نے اردو میں سائنس فکشن کی تخلیق اور ترقی کے لیے بہت محنت کی اور اس صنف کو اردو قارئین کے درمیان مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی تحریروں میں سائنسی، تخیلاتی، اور ماورائی موضوعات کو اہمیت دی گئی ہے، اور ان کا انداز خاص طور پر جدید سائنسی تصورات کو ایک دلچسپ اور تخیلاتی انداز میں پیش کرنے کا تھا۔

تسنیم جعفری کا تعلق لاہور سے ہے۔ آپ لکھاری ہونے کے ساتھ ساتھ تعلیمی پیشے سے بھی منسلک ہیں آپ لاہور کے ہی ایک ادارے میں پڑھا رہی ہیں۔ لکھنے کے علاوہ تسنیم جعفری کو آرٹ و مصوری سے بہت لگاؤ ہے۔ دور حاضر میں تسنیم جعفری کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ انہوں نے بچوں کے لیے بہت سے سائنسی ناول اور کہانیاں لکھی ہیں۔ تسنیم جعفری کی تحریریں سائنسی اصولوں کے ساتھ تخیل کی خوبصورت

آمیزش پیش کرتی ہیں۔ ان کی کہانیاں محض سائنسی حقائق پر نہیں مبنی ہوتیں، بلکہ ان میں تخیلاتی عناصر کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے، جو قارئین کو ایک نئے اور دلچسپ جہان میں لے جاتا ہے۔

تسنیم جعفری نے فرسودہ روایات جن میں جن بھوت کا ذکر تھا ان سے ہٹ کر سائنسی موضوع اپنایا وہ کہتی ہیں آج کا بچہ حقیقی اور ٹھوس دلائل مانگتا ہے وہ ان مافوق الفطرت کرداروں میں اب توجہ نہیں لیتا۔ تسنیم جعفری کی یہ خوبی ہے کہ وہ نہ صرف اچھی لکھاری ہیں بلکہ ان کا سائنسی مطالعہ بھی بہت وسیع ہے وہ جو بھی بات کرتی ہیں اس میں سائنٹفک ریسرچ کا بہت عمل دخل ہے۔ اسی وجہ سے وہ ایک الگ اور منفرد مقام رکھتی ہیں۔بقول ڈاکٹر ارشد اویسی لکھتے ہیں:

> "تسنیم جعفری صاحبہ نے بچوں کے ادب کو روایتی موضوعات بھوت پریت اور جنوں پریوں سے نجات دلا کر سائنسی موضوعات کی راہ دکھائی ہے۔ دور حاضر میں سائنسی میدان میں ترقی کی ضرورت جتنی وطن عزیز کو ہے اتنی ہی شاید کسی دوسرے ملک کو ہو۔"(۱۹)

تسنیم جعفری نے سائنسی فکشن کی روایت میں ماورائی مخلوقات، خلائی سفر، مصنوعی ذہانت اور دیگر سائنسی تصورات کو شامل کیا۔ ان کی تحریریں نہ صرف سائنسی نظریات بلکہ انسانی جذبات، اخلاقی سوالات اور معاشرتی مسائل پر بھی روشنی ڈالتی ہیں۔ تسنیم جعفری کی کہانیوں میں خلائی سفر، مستقبل کی ٹیکنالوجی، اور وقت کے تصورات پر زور دیا گیا ہے۔ انھوں نے اپنی کہانیوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے انسان کی ترقی، امکانات، اور چیلنجز کو اجاگر کیا ہے۔

تسنیم جعفری کہتی ہیں آج کل سب کچھ لکھا جارہا ہے اور ہر موضوع پر لکھا جارہا ہے، لیکن بچوں کے لئے بہت کم لکھا جارہا ہے اور سائنسی موضوعات پر اس سے بھی کم۔ مجھے اس بات کا ہمیشہ شدت سے احساس رہا ہے کہ ملک میں سائنسی ترقی، سائنسی رویہ اپنائے بغیر نہیں ہوسکتی۔

i۔ ادبی سفر

تسنیم جعفری نے ناولوں کے ساتھ ساتھ کہانیاں اور تراجم بھی کیے۔ بچوں کی الف لیلیٰ لڑکیوں کی الف لیلیٰ پرندوں کی الف لیلیٰ جانوروں کی الف لیلیٰ

ii۔ ناول

ا۔ پوزی اور الیکٹرا

۲۔ مریخ کے مسافر

۳۔ چھوٹو میاں

۴۔ روبوٹ بوبی

۵۔ پیوستہ رہ شجر

۶۔ لے سانس بھی آہستہ

۷۔ زندگی خوبصورت ہے

iii۔ تراجم

۱۔ پھول لڑکی

۲۔ نیلی ڈاڑھی

۳۔ تھانگ شہزادی

۴۔ ہنس مکھ شہزادہ

iv۔ اعزازات

اللہ تعالیٰ نے انھیں جتنی عزت و احترام سے نوازا ہے وہ ان کے لیے بہت بڑا ایوارڈ اور اعزاز ہے۔ انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اسے ادب کے سنجیدہ طبقے نے بہت سراہا ہے۔ ان پر کئی کالم اور مضامین بھی لکھے گئے۔ انھوں نے سائنس فکشن پر جو مضامین اور کہانیاں لکھی ہیں انھیں بہت زیادہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا۔ انھیں اب تک بے شمار انعامات واعزازات نوازا گیا ہے۔

۱۔ تین بار قومی کانفرنس برائے ادب اطفال میں شرکت کی (۲۰۱۷ء تا ۲۰۱۹ء)

۲۔ ایک بار ایجوکیشن کانفرنس میں شرکت کی (۲۰۱۷ء)

۳۔ سائنس فکشن پر معمار وطن ایوارڈ

۴۔ بچوں کے ادب پر اکادمی ادبیات اطفال ایوارڈ

۵۔ سائنس فکشن پر اخوت دوست ایوارڈ

۶۔ ۲۰۱۹ء میں ”تسنیم جعفری ایوارڈ“ کا اجراء کیا گیا۔

تسنیم جعفری نے بچوں کے لیے جو سائنسی ادب تخلیق کیا ہے اس سے بچے کی ذہنی سطح کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ اج کیونکہ انٹرنیٹ اور ٹیکنالوجی کا دور ہے تو بچہ کس طرح کی سوچ رکھتا ہے، اس کے تخیل کی پرواز کہاں تک ہے اور اس کی سوچ کو متاثر کرنے والے عناصر کون کون سے ہوتے ہیں۔ تسنیم جعفری نے جو ادب تخلیق کیا ہے، اس میں سائنس فکشن کے بہترین نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ "مریخ سے ایک پیغام" ایسی ہی کہانیوں کا مجموعہ ہے جس میں انھوں نے کائنات کو بچوں کو دکھانے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت ۲۰۱۵ء میں اردو سائنس بورڈ کے تحت ہوئی۔ انھوں نے سائنسی ایجادات کے ساتھ ساتھ سائنسی حقائق سے بھی نئی نسل کو اس طرح روشناس کرایا ہے کہ کائنات کے کئی اسرار سامنے آتے چلے جاتے ہیں۔ اس کتاب میں شامل کہانیوں میں انھوں نے سائنسی حقائق کی بازیافت کا جو عمل شروع کیا ہے وہ مریخ سے شروع ہوتا ہے۔ زمین کے بعد مریخ ہی ایک ایسا سیارہ ہے جس پر زندگی کے کچھ آثار ملے ہیں۔ تسنیم جعفری نے سائنس فکشن لکھتے ہوئے سائنسی حقائق ہی بیان نہیں کیے، بلکہ انھوں نے سائنس کے غلط استعمال سے ہونے والی تباہی اور دنیا کے نقصانات سے بھی اپنے نونہال قارئین کو آگاہ کیا ہے۔ وہ بچوں کو سائنس کے درست استعمال کے بارے میں بتاتی ہیں۔ ایٹم بم جو سائنس کی ترقی کا ایک بڑا ثبوت ہے، لیکن اس کا نقصان اتنا ہے کہ پل بھر میں ملک کے ملک صفحہ ہستی سے مٹائے جاسکتے ہیں۔ تسنیم جعفری نے اس سائنسی ایجاد کے مضر اثرات سے بچوں کو آگاہ کیا ہے۔

آج بچہ اسکرین کا عادی ہو گیا ہے۔ چاہے وہ کارٹون کہانیاں پو کے مان ہو یا کمپیوٹر، خلائے بسیط میں خلائی جہازوں یا راکٹوں کے ذریعے دوسرے سیاروں کے اسفار ہوں ہمیں تخیلات کی دنیا سے نکال کر کائنات کے رازوں سے متعارف کراتے ہیں۔ جو بچوں کی دلچسپی کا سامان تو فراہم کرتے ہیں مگر حقیقت کی ایسی دنیا میں پہنچا دیتے ہیں جہاں وہ چاند کی بڑھیا کے تصوراتی خیال کو نکال کر سرخ سیارے کی جانب راغب ہو جاتے ہیں آج ہر زبان کا ادب اگر وہ جدید رجحانات، دلچسپیوں اور ان کی ذہنی سطح کو گرفت میں نہیں لیتا تو وہ ادب سے دوری اختیار کرنے لگتا ہے۔

حوالہ جات

1. https://www.oxfordlearnersdictionaries.com/definition/english/science-fiction
2. http://en.wikipedia.org/wiki/science _fiction

۳۔ خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، مکتبہ جامعہ دہلی، ص ۲۲

۴۔ خورشید اقبال، ڈاکٹر، اردو میں سائنس فکشن کی روایت، بک ٹاک لاہور، ص ۱۱

۵۔ خورشید اقبال، ڈاکٹر، اردو میں سائنس فکشن کی روایت، بک ٹاک، لاہور، ص ۳۶

6. Encyclopedia Britannica, 2011

۷۔ منور مرزا، انسانیت کی ترقی میں سائنس فکشن کا کردار، سنڈے میگزین، جنگ، کراچی پاکستان

۸۔ فیضان اللہ خان، سائنس برائے سلامتی، اردو سائنس بورڈ، لاہور، طبع اول، ص ۲۹۔۲۸

9. Encyclopedia of Science Fiction, London: Orbit/Little, Brown and Company, P: 311-314
10. Encyclopedia of Science Fiction, London: Orbit/Little, Brown and Company, P: 314
11. Dawn English Daily Karachi, Pakistan internet Edition, http://dawn.com
12. https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/science-fiction Cambridge Academic Content Dictionary.

۱۳۔ ارتضیٰ کریم، اظہار عثمانی، مرتبین، پاپولر لٹریچر: روایت اور اہمیت، دہلی: اردو اکادمی، ص ۱۸

14. http://www.sigmaforum,org/members,php
15. Maas, Wendy. Ray Bradbury: "Master of Science Fiction and Fantasy". Enslow Publishers 2004

16. William Wilson, Alittle Earnest Book upon a Great Old, Subject, London, 1987, P-157

۱۷ خورشید اقبال، ڈاکٹر، اردو میں سائنس فکشن کی روایت، بک ٹاک، لاہور، ص ۱۳۲

18. http:/hindiscienceficition.blogspot.in2011/12/blog-post_28.html

۱۹۔ ارشد اویسی، پروفیسر، ڈاکٹر، مریخ سے ایک پیغام اور ماحول سے دوستی کیجیے، ایک مطالعہ، مضمون: پھول، ص ۳۳

باب دوم

بچوں کا ادب اور تسنیم جعفری کے ناولوں میں سائنس فکشن کا تجزیاتی مطالعہ

الف۔ تسنیم جعفری کے ہاں سائنس فکشن کے اثرات

سائنس فکشن کے حوالے سے تسنیم جعفری کا نام بہت مشہور ہوا۔ تسنیم جعفری نے ہارڈ اور سافٹ سائنس فکشن کے ساتھ ساتھ اس کی ذیلی اقسام کے موضوعات پر مبنی ناول اور کہانیاں لکھیں۔ تسنیم جعفری کے وہ ناول جو میری تحقیق کا حصہ ہیں ان میں سائنس فکشن کی درج ذیل اقسام اور شاخیں موجود ہیں۔

ب۔ تسنیم جعفری کے ہاں سائنس کی ذیلی شاخیں

Apocalyptic Science Fiction۔i

نیوکلیئر جنگ نے انسانی زندگیوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ایک حکومت جو اپنے مفاد کے لیے ایک ایسی نیوکلیئر جنگ کرواتی ہے کہ پھر جس کی تلافی صدیوں تک ایک نسل کرتی ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ نے جب ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم بھی گرایا جس سے جو تباہی ہوئی اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔ آج اتنے سال گزرنے کے باوجود وہاں پر جو نسل پروان چڑھتی ہے اور اسے بہت سی بیماریوں سے لڑنا پڑتا ہے۔ جس میں اپاہج کی بیماری سر فہرست ہے۔ جہاں ایک زندگی کو ختم کرنا انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے تو اتنی جانوں کا ضیاع کا ازالہ کیسے ممکن ہے۔ تسنیم جعفری نے نیوکلیئر جنگ کی تباہی کے حوالے سے اپنے ناول پوزی اور الیکٹرا میں جو منظر بیان کیا ہے وہ کچھ یوں ہے:

> ”صدر صاحب کی شدید خواہش تھی کہ وہ ایٹمی اثرات سے محفوظ اس کیبن میں نہ ہوتے اور سب لوگوں کے ساتھ خود بھی فنا ہو جاتے۔۔۔۔ شدید پیاس سے بے حال ہو چکے تھے کمزوری کے باعث باہر نکلے تو سارا شہر خود ہی لقمہ اجل بن چکا تھا۔۔۔۔۔۔ دائیں بائیں دیکھا تو صرف کھنڈرات اور لاشیں ہی نظر آئیں۔۔۔ جلی ہوئی لاشوں پر نظر پڑی تو شدید ڈپریشن ہونے لگا گھبراہٹ کے ساتھ متلی بھی ہونے لگی اور نیم بیہوشی کی حالت میں بڑبڑاتے رہے پھر مکمل بیہوش ہوگئے۔“(۱)

تباہی کے بعد کے اثرات کی منظر نگاری جس طرح کی گئی ہے وہ قاری کو بھی ایک خوفناک اور کرب ناک منظر میں لے جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی قاری کے ذہن میں بہت سے سوالات بھی جنم لیتے ہیں وہ انسان جو کو دوسروں پر حکمرانی کا شوق تھا جب خود اس تباہی کے زیر اثر آتا ہے تو اس وقت اس سے بالکل بھی ہمدردی نہیں ہوتی کیونکہ تسنیم جعفری نے یہاں ایک ایسے انسان کو پیش کیا ہے جس نے دوسروں کے لیے گھڑا کھودا اسی میں خود گر گیا۔ تباہی کے بعد اکیلے انسان کا خوف انہیں مزید تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس بات کو تسنیم جعفری نے بہت اچھی طرح اور اس کیفیت کو الفاظ کا عملی جامہ پہنایا ہے:

> ”بغیر کھائے پیئے اور شدید صدمے سے ایک ہفتے میں ہی سوکھ کر کانٹا ہو چکے تھے، پھر اکیلے پن کا خوف، وہ تو زیادہ تر بے ہوشی یا غنودگی میں رہتے تھے ورنہ کب کے مر چکے ہوتے۔۔۔ تابکاری سے آلودہ فضا میں سانس لینے اور آلودہ پانی پیتے رہنے سے ان کی جلد گلنا شروع ہو گئی تھی، سر کے بال جھڑ چکے تھے۔“(۲)

رب العزت کی طرف سے دی گئی نعمتوں کی قدر نہ کرنا اور لالچ و ہوس نے اسے اتنا اندھا کر دیا کہ خود اسی کا شکار ہو گیا۔ وہ منظر جہاں ہر طرف انسانی لاشیں ہوں اور جلنے کی بدبو اسے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ وہ بھی مرنے کی تمنا کرنے لگتا ہے۔ کیمیکل کی فضا میں سانس لینا اسے مزید تکلیف سے دوچار کرتا ہے جس کا منظر اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اچانک موت سے پل پل میں مرنا زیادہ تکلیف دہ ہے جو اسے بار بار یہ باور کرواتا ہے کہ کاش وہ مر جائے۔

اس طرح کی تباہی کی وجہ سے بہت سے بے قصور لوگ مارے گئے اور اس کی وجہ سے باقی جاندار اشیا بھی۔ تسنیم جعفری نے اس ناول کے ذریعے یہ بتایا کہ سائنس نے بہت ترقی کی لیکن اس سے اخلاقی اقدار بہت پیچھے رہ گئیں۔ مریخ جو کہ ایک سیارہ ہے اس پر زندگی کے اثرات کے حوالے سے جب اس ناول کے کردار کی لڑکی وہاں پر پہلے ایک رہنے والی مخلوق جو تباہی سے پہلے دوسرے سیارے یعنی زمین پر منتقل ہو جاتی ہے کچھ اس طرح کے الفاظ کے ذریعے (اپنی) دنیا کا احوال بتاتی ہے:

> ”ہیں کوئی ٹھکانہ نہیں۔۔۔؟ ویسے بھی یہاں سب کچھ ختم ہوئے سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اب تو یہاں خاک اور دھول کے سوا کچھ نہیں۔

جو عالیشان سلطنتیں تھیں، شان و شوکت تھی تباہ ہوئے صدیاں بیت گئیں۔
سب کچھ ایمٹی جنگوں کی نظر ہو گیا۔"(۳)

ایٹم بم کی وجہ سے زمین بہت متاثر ہوئی وہاں ہر موجود آکسیجن، پانی بھی آلودہ ہو گئے جو بہت سی بیماریوں کا سبب بنے۔ وہ فضا جس میں سانس لی جاتی تھی وہ زہر الود ہو گئی وہ زمین جو فصلیں اور مختلف نباتات پیدا کرتی تھی وہ بنجر ہو گئی اور اس سب کی وجہ وہ ایٹم بم ہیں جو طاقت کے نشے میں چور حکمرانوں نے تیار کیے۔

"اب اس سیارے پر۔۔۔ اس کی اپنی سر زمین پر نہ آکسیجن تھی، نہ ہی پانی اور نہ ہی اس کی زمین اس قابل رہی تھی کہ وہاں کسی بھی قسم کی نباتات پیدا ہو سکیں۔ ایک ویران اور چٹیل میدان تھا جہاں خاک اور دھول کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔"(۴)

ایٹمی جنگ نے نہ صرف انسانوں پر برے اثرات مرتب کیے بلکہ وہ عمارتیں جو شان و شوکت کا ثبوت تھیں انھیں بھی نیست و نابود کر دیا۔ جو کبھی خوبصورتی کی مثال ہوا کرتی تھیں آج کو کھنڈرات میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ ایٹم بم کی وجہ سے جانداروں کا خاتمہ اور اس سر زمین پر ایٹم بم کی وجہ سے اس کی زمین کتنی سخت ہے اور وہاں کتنے سالوں سے کوئی جاندار موجود نہیں۔ مائیکروبز ایک ایسا جاندار ہے جو سائز میں تو بہت چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس کا کام بہت بڑا ہے۔ مائیکروبز کا کام مردار چیزوں کا خاتمہ ہے یعنی جب کوئی جاندار مر جاتا ہے تو وہ مائیکروبز کی خوراک بن جاتا ہے۔ ناول میں اس کا ذکر کچھ یوں ہے کہ ایٹم بم کی تباہی کی وجہ سے جب کوئی جاندار زندہ نہیں رہا تو مائیکروبز کی خوراک بھی ختم ہو گئی جس کی وجہ سے اب ان کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے۔ مائیکروبز اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ایک انسان جب اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو مائیکروبز اس کی لاش کو ٹھکانے لگانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جس سے زمین اور فضا صاف ہو جاتی ہیں۔ مگر ایٹم بم نے جہاں باقی چیزوں کو نقصان پہنچایا وہیں اس کو بھی اس زمین سے مٹا دیا۔

"نہیں پھینکو نہیں۔۔۔ بلکہ گڑھا کھود کر فنا کر دو! ہم نہیں چاہتے کہ تمھارے بعد مریخ پر آنے والے انسانوں کو ہماری لاشیں پڑی ہوئی ملیں اور وہ ہم پر ہی تحقیق شروع کر دیں۔ کیونکہ یہاں اس سر زمین پر مائیکروبز بھی ختم ہو چکے ہیں لہذا یہاں اب جو بھی مرے گا اس کی لاش سدا اسی طرح پڑی ملے گی۔"(۵)

ناول میں خلائی مخلوق بہت کربناک انداز میں یہ کہتی ہے کہ انسان نے حکمرانی کے لالچ میں ایسے کام کیے کہ اس کی سزا صدیوں تک لوگوں کو بھگتنی پڑی۔ یہاں تک کہ اسے اپنی موت نہیں بلکہ اس بات کی پرواہ ہے کہ اب چونکہ زمین سے مائیکروبز ختم ہو چکے ہیں تو اس کے مرنے کے بعد اس کی لاش کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا کیا اس پر انسان تحقیق کرے گا یا اسے کیمیکل کی مدد سے صدیوں تک سنبھال کر رکھے گا تاکہ آنے والے لوگوں کو اس کے بارے میں بتا کر ڈرایا جائے یا اسے مذاق کا نشانہ بنایا جائے۔

Islamic Science Fiction-ii

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی سہولیات دی ہیں جن کا درست استعمال ہی اسے بہتری کی طرف لے جا سکتا ہے۔ انسان نے سائنسی ایجادات میں ترقی تو کر لی مگر اس کا استعمال اسے غلط راستے پر لے گیا۔ اور وہ یہ بھول گیا ہے کہ زندگی اور موت کس کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں چھیڑ چھاڑ کر کے اس نے ترقی کی بجائے پستی کی طرف خود کو دھکیلا ہے۔ والدین کی سوچ کی جس طرح اس ناول میں عکاسی کی گئی ہے وہ حیرت انگیز بات ہے کہ وہی بچے جنہوں نے اسی ماحول میں پرورش پائی ان کے سوچنے کا زاویہ بہت مختلف ہے۔

تسنیم جعفری کے ہاں ہمیں اسلامی اقدار کے حوالے سے مثالیں ملتی ہیں۔ ناول "پوزی اور الیکٹرا" میں جہاں بچے اپنی دادی سے ملتے ہیں وہ ان کی باتیں سن کر وہ جذبات جیسی چیز سے روشناس ہوتے ہیں اور یہ الفاظ ان کے اس جذبات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں:

> "لیکن ہم ماضی میں تو آ سکتے ہیں مگر اس میں رہ نہیں سکتے۔ ہم تاریخ بدلنے پر قادر نہیں ہیں، ہم تو اپنا حال بھی نہیں بدل سکتے۔ ہم محض ایک کھلونا ہیں جن کو ہمارے ممی ڈیڈی اپنے بچاؤ اور بقا کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ موت اور زندگی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"(۶)

فنا اور بقا کا تصور اور دشمن چاہے جتنی مرضی چالیں چل لے ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ اللہ پر یہ یقین ہمارے پختہ ایمان کی عکاسی کرتا ہے۔ سائنسی ایجادات سے پہلے کی زندگی کو بہت اچھا اور پرسکون دکھایا گیا ہے یعنی جب سہولتیں کم تھیں یا لوگوں کو ان کے بارے میں آگاہی نہ تھی تب ماحول اور حالات کتنے اچھے تھے۔

”ہم ایک ایسی دنیا بنائیں گے جو بہت پر سکون ہو گی، بالکل خالص، ہر طرح کی
بناوٹ اور سائنسی ایجادات سے پاک دنیا، جہاں صرف پیار، محبت اور بھائی چارہ
ہو گا۔“(۷)

زیر بحث اقتباس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سائنسی ایجادات نے جہاں انسان کو ترقی کی طرف گامزن کیا ہے وہیں اسے زوال کی طرف دھکیلا ہے اور یہ انسان پر ہے کہ وہ اس کا استعمال کس طرح کرتا ہے لیکن اس اقتباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی ایجادات کا بے جا اور غلط استعمال نہ ہو تو زندگی بہت پر سکون ہو گی۔ جہاں ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھ کر امن و سکون کی زندگی گزاری جائے گی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آج کے دور میں جہاں انسان کے پاس وقت نہیں وہ اس مادی دنیا میں بہت آگے نکل چکا ہے وہاں دوسری طرف اگر یہ ایجادات اور لالچ نہیں ہو گا تو وہ نہ صرف ایک دوسرے کو وقت دیں گے بلکہ ایک پر امن اور پر سکون زندگی گزاریں گے۔ بھائی چارے کا ہمیں درس دین اسلام سے ہی ملا۔

مقدس مقامات وہ جگہیں ہیں جو مختلف مذہبی و تاریخی اہمیت رکھتی ہیں اور لوگ انھیں احترام و تعظیم کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ یہ مقامات مختلف مذہبی عقائد اور تقالید کے تحت مقدس قرار دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر مسجد الاقصیٰ اور مسجد الحرام مسلمانوں کے لیے بہت اہم مقامات ہیں جبکہ یروشلم یہودیوں اور مسیحوں کے لیے اہم ہیں۔ ان مقامات کا احترام اور ان کی حفاظت کرنا ضروری ہے اگر ان مقامات کی بے حرمتی کی جائے یا ان کی حفاظت میں کمی ہو تو ہر وہ انسان جو اس مذہب کا پیروکار ہے اس کے لیے تکلیف کا باعث ہے۔

صدر جب نیوکلیئر جنگ کا کہتا ہے تو اس پر پوزی کیا جواب دیتا ہے:

”آپ نے مسلمان قوموں کو کس کس طرح ذلیل کیا، ان کے مقدس مقامات
پر قبضہ اور حملہ کرنا چاہا مگر خدا نے خود ان مقدس مقامات کی حفاظت کی اور
ہمارا ملک مذموم ارادوں میں ناکام رہا۔“(۸)

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ہر مسلمان کو مذہب سے جذباتی لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ اپنے مقدس مقامات کی حفاظت کے لیے اپنی جان کی بازی تک لگانے کو تیار ہوتا ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے مقدس مقامات کی حفاظت ہمارے لیے بہت اہم فریضہ ہے۔ اور مسلمان ہونا ایک بہت بڑی خوش قسمتی جس کا اظہار پوزی ان الفاظ میں کرتا ہے: ”مسلمان ہونا ہر کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا۔“(۹)

مقدس مقامات پر ایٹم بم کا استعمال ایک بہت بڑا خطرہ ہے ان مقامات کی حفاظت بہت اہم ہے تا کہ دنیا کو ایک نوو ازی خطرے سے بچایا جا سکے۔ ایسے بمباری کا استعمال انسانیت کے لیے مصیبت ہے۔ اس سے متعدد انسانی اور ماحولیاتی نقصانات کا سامنا ہو گا۔ اس لیے اقوام متحدہ اس کی حفاظت کو یقینی بنائیں۔ اس طرح فلسطین کا موجودگی حال بھی مسئلہ ہائے مختلفہ کا سامنا کر رہا ہے۔ اس میں سیاسی تنازعات، عوامی اور اقتصادی معاملات اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں شامل ہیں۔ فلسطینی عوام مشکل دور میں ہے، ان کو اپنے حقوق کے لیے لڑنا پڑتا ہے۔ بین الاقوامی اور مختلف ادارے بھی ان کی حمایت میں مصروف ہیں مگر حل تک پہنچنے میں مزید وقت درکار ہے۔ آخر کار پوزی یہ فیصلہ کرتا ہے کہ وہ ملک چھوڑ کر چلا جائے گا تو اس کے آخری الفاظ ایک سچے مسلمان ہونے کی عکاسی کرتے ہیں:

> ”آپ اپنے آپ کو بے اولاد سمجھیں، جس طرح جب خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ان کے دشمنوں نے بہت تنگ کیا اور وہ بہت دکھی ہوئے تو خدا نے ان کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا کہ "بیشک تمھارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا"۔ آپ لوگ بھی اسی قوم سے ہیں جس نے نہ اپنے پیغمبر کی پرواہ کی اور نہ قدر۔“(۱۰)

اسلامی تاریخ کو مدنظر رکھا جائے تو ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار نے اسلام کی ترویج کے لیے کس قدر تنگ کیا۔ انہیں بہت سی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ ثابت قدم رہے۔ دین اسلام نے ہم مسلمانوں کی بہتری کے لیے کچھ حدود قائم کی ہیں جب کوئی ان حدود سے باہر نکلتا ہے تو تباہی اس کا مقدر بنتی ہے۔ اس لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ان حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے اسی طرح ہم ایک اچھی اور بہتر زندگی گزار سکتے ہیں۔

اللہ کی مقرر کی گئی حدوں سے تجاوز ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ اسلام میں حدود اللہ کی پاسبانی اور ان کی مقررات کی پابندی بہت اہم ہے۔ ان کو تجاوز ایمانی، اخلاقی اور سماجی بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ انصاف کے آئینے میں ایسی صورتحال میں توجہ اور اصلاح کی سوچ ہی اس کو بدل سکتی ہے تا کہ دنیا و آخرت کے نقصانات اور نتائج سے بچا جا سکے:

> ”شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو صفحہ ہستی سے ایسا مٹایا کہ ان کا کوئی نام ونشان بھی نہیں۔ کیونکہ جو قوم احکام الٰہی کی حدود سے تجاوز کرتی ہے وہ فنا ہو

جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے کچھ مشکل نہیں تمھیں نابود کر کے کوئی
اور مخلوق لا آباد کروں۔"(۱۱)

ایمان مسلمان کے اندر کی صفائی، قوت ایمان اور حکمت عملی کو بڑھاتا ہے جو ہمیں زندگی کے مختلف مرحلوں میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ ہمیں مشکل کو سمجھنے اور ان سے سبق حاصل کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے اور ہم میں بہتر زندگی گزارنے کی صلاحیت کو بیدار کرتا ہے۔ ایمان ہی ہماری راحت کا باعث ہے۔ مریخی قوم نے ایٹمی بم بنائے تاکہ دوسروں پر اس کا استعمال کرتے ہوئے حکومت کر سکے۔ اور یہی فارمولا امریکہ کو فروخت کیا جس سے بہت تباہی ہوئی۔ جب بھی ہم مسلمانوں پر کوئی مشکل یا آفت آتی ہے سب سے پہلے ہم اللہ تعالیٰ کو ہی یاد کرتے ہیں کیونکہ ہمیں پیدا کرنے والی ذات وہی ہے اور ہماری ہر پریشانی اور تکلیف کا حل بھی اسی کے پاس موجود ہے۔

"آندھی اتنی تیز تھی کہ وہ اپنی سکوٹیوں سمیت اڑتی چلی گئیں۔ اب ان کو ایک دوسرے کا بھی ہوش نہیں رہا تھا کہ کون اڑ کر کہاں گیا۔ ایسے میں وہ بس اللہ تعالیٰ کو ہی یاد کرتی رہیں اور سورتیں پڑھتی رہیں کیونکہ انسان کو مصیبت میں اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کچھ یاد نہیں رہتا۔"(۱۲)

مصیبت میں اللہ کو یاد کرنا ایک اہم عمل ہے۔ جو تکلیف میں صبر و استقلال دیتا ہے۔ مشکل وقت میں حواس کو کھو دینا مزید رکاوٹیں اور مشکلات کو پیدا کرتا ہے۔ مگر جب اس بات پر یقین ہو کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے تو حواس پر قابو پا کر اس کا حل تلاش کرنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ انسان برے حالات میں سب سے پہلے اس کو یاد کرتا ہے جس پر سب سے زیادہ یقین ہوتا ہے۔ اور مسلمان کا یقین ہے کہ اللہ ہی ہر حال کا کارساز ہے اسی لیے جب بھی انسان پر کوئی آفت آتی ہے وہ اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا چاہے سائنسی دنیا کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لے۔ اللہ کی تخلیق اور سائنس اہم موضوعات ہیں۔ سائنس ہمیں اللہ کی تخلیق کی حیرت انگیز مناظر کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ جبکہ اللہ کی تخلیق ہمیں سائنسی ایجادات اور تجربات کو سمجھنے میں انفرادی و قدرتی زیور کی زبردست پیشکش کرتی ہے۔ دونوں کی تلاش ایک زبردست اور منطقی روش ہے۔

"ہاں یقیناً یہ بولنے کا ایک غیر فطری انداز ہے۔ بات یہ ہے کہ انسان چاہے کتنی بھی ترقی کر لے، کیسے ہی انسان بنا لے، مگر جو اللہ کی تخلیق ہے اس کا مقابلہ تو نہیں کر سکتا نا۔"(۱۳)

اللہ کی تخلیق کا مقابلہ کرنا یا اللہ کی تخلیق کا کسی دوسری چیز کے ساتھ موازنہ کرنا اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی چیز کی برابری نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی تخلیق کو دیکھ کر ہمیں اس کی بے نظیر قدرت اور غیر محدود قدرتوں کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔ اس سے ہمیں اپنی ذاتی حقیقت کا بھی احساس ہوتا ہے کہ انسان کتنا ناقص اور محدود ہے اس کی عقل جتنی بھی منزلیں طے کر لے مگر وہ ایک حد تک ہی محدود رہتی ہے۔

Biopunk-iii

تسنیم جعفری کے ہاں اس موضوع پر زیادہ لکھا گیا ہے چاہے ان کا ناول "پوزی اور الیکٹرا" ہو یا "چھوٹو میاں" دونوں میں یہی اس ناول کی بنیاد ہے۔ جہاں پوزی اور الیکٹرا کے اندر ان کے والدین کچھ تبدیلیاں لاتے ہیں جس کا تعلق سائنس فکشن کی اس قسم سے ہے اور اس کا ذکر پوزی کچھ یوں کرتا ہے:

"ہم تو بہت خاص قسم کے انسان ہیں، یہ سمجھ لیں کہ ہم آڈر پر تیار ہوئے ہیں۔ ہمارے والدین نے ہمیں اپنی مرضی کے مطابق ڈھالا ہے، ہمارے اندر جینیٹک کوڈنگ کے ذریعے تبدیلیاں لائی گئی ہیں، ہم بہت طاقتور اور ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے ہم پر الیکٹران اور پازیٹران کے تجربات آزمائے گئے ہیں۔ جو پہلے چوہوں اور بھیڑ بکریوں پر آزمائے جاتے تھے۔ جس میں سب سے زیادہ کامیابی ہمارے والدین کو ملی ہے۔ وہ ہمیں یونیورسل سولجر بنانا چاہتے ہیں تاکہ ہم دوسرے سیاروں کی مخلوق سے بھی مقابلہ کر سکیں۔"(۱۴)

تسنیم جعفری نے اس ناول میں بتایا کہ سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ کیسے ایک عام انسان کے اندر تبدیلیاں کی گئی ہیں اور اس کا اس کی نفسیات پر کیسا اثر پڑے گا۔ سائنس کی ترقی نے بیماری کی تشخیص اور علاج میں کثیر ترقی کی ہے۔ پیشگوئی کی تشخیص کے ذریعے، انفرادی صحت کی علامات کو تشخیص دینے میں سائنس نے بہترین معیار کو قائم کیا ہے۔ جدید تشخیصی آلات اور تصویری شاہکار مانند MRI اور CT سکین، X-RAY،

ACG, مختلف قسم کی سرجری کے ذریعے ہم بیماریوں کو جلدی اور موثر طریقے سے تشخیص دے سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناکارہ جسم کے حصوں کو بھی تبدیل کیا جارہا ہے:

"صرف ہماری کمیونٹی کے بچے ہی ایسے ہیں وہاں صرف ہم سائنسدان ہی رہتے ہیں جو جنیٹیکس اور ہائی انرجی فزکس پر تحقیقات کر رہے ہیں اور نئی نئی ایجادات کر رہے ہیں ہمارے جیسے چند بچوں کو خاص طور پر تیار کیا گیا ہے، اگر یہ تجربہ کامیاب ہو گیا تو اور بچے تیار کیے جائیں گے۔"(۱۵)

اسی طرح تسنیم جعفری کے دوسرے ناول "چھوٹو میاں" میں ایک لڑکا اعظم جس کے والد کا تعلق ایسے شعبے سے ہے جہاں وہ سٹیم سیل کی مدد سے کلوننگ کر کے ایک مصنوعی دماغ تیار کرتے ہیں۔ جس کا ذکر ناول میں کچھ اس طرح کیا ہے:

"آپ کے دماغ کا آپریشن کرتے وقت مجھے اچانک یاد آیا کہ کیوں نہ آپ کے دماغ سے ہی یہ "سٹیم سیل" لے لیا جائے، کیونکہ کلوننگ کے ذریعے ایک خلیہ تقسیم ہو کر مکمل عضو کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس طرح ہم ایک مصنوعی دماغ بنا سکتے ہیں۔"(۱۶)

اس طرح وہ ایک مصنوعی دماغ بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اس ناول میں یہ بتایا گیا ہے کہ سائنس نے کس قدر ترقی کر لی ہے وہ باتیں جن پر یقین کرنے کو دل نہیں چاہتا جو ناممکن لگتی ہے اس کو سائنس کے ذریعے ممکن بنایا جانے لگا۔ علاج کی شعبہ میں بھی، سائنسی ترقی نے کثیر انقلاب لائے ہیں۔ نئے دوائیوں، جراحی تکنیکوں، اور علاجی طریقوں کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کا علاج ممکن ہوا ہے، جو پہلے ناممکن تھا۔ علاوہ ازیں، جینی انجینئرنگ اور بیوٹیکس وغیرہ کی ترقی سے بیماریوں کا انسانی جسم میں اثرات کو اب تک حد کرنے میں مدد مل رہی ہے۔

"ہاں حقیقت ہے بیٹا، اب سٹیم سیل سے گردے کی تیاری آسان ہو گئی ہے۔ ہم نے تمھاری امی کے گردے کے چند خلیے لے کر باہر بھجوائے تھے، جس سے چند ماہ میں ہی ایک مکمل گردہ تیار ہو گیا ہے۔ سمجھو کہ یہ انہیں کا گردہ ہے، بس ان کو لگانے کی دیر ہے۔ اب آپ کو اپنا گردہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔"(۱۷)

علمی تحقیقات اور سائنس کے زریعے نئے علاجوں کی ترقی، بیماریوں کی پیشگوئی، اور دواوں کی بہترین استعمال کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ یہ عمل متعدد مراحل پر مشتمل ہوتا ہے جو ماہرین، سائنسدانوں، اور طبی علم کے ماہرین کی مشترکہ کوششوں سے گزرتا ہے۔

> "امریکی ریاست میساچوسٹس کے جنرل ہسپتال کے ماہرین کافی عرصے سے اس پر کام کر رہے تھے اور اب آخر کار انھوں نے مصنوعی گردے کی پیوند کاری میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔۔۔۔اس مقصد کے لیے انہوں نے چوہے کا ایک ناکارہ گردہ نکال کر اس میں سے چند خلیات حاصل کیے اور ان کی مصنوعی طریقے سے پرورش کر کے اس سے دوبارہ ایک مکمل اور صحت مند گردہ تیار کیا اور اسے دوبارہ چوہے میں پیوند کر دیا۔ وہ گردہ اپنا کام بخوبی انجام دیتا ہے۔"(۱۸)

بیماریوں کی تشخیص اور علاج کے لئے علمی تحقیقات اور ٹیکنالوجی کا استعمال ہوتا ہے۔ عام طور پر، بیماری کی تشخیص کے لئے مختلف طریقے استعمال ہوتے ہیں جیسے کہ معمولی جسمانی جائزہ، مرتبہ و بالیڈنگ، آزمائشی ٹیسٹس، اور مرتبہ پریشنہ کی تشخیص۔ اس کے بعد، علاج کا انتخاب بیماری کی قسم، مرتبہ، اور مریض کے صحتی حال کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اس عمل میں دواوں، آپریشن، دوسری تراکیب شامل ہوتی ہیں۔

Time Travel Science Fiction۔iv

ٹائم ٹریول سائنس فکشن کا ایک بہت مقبول موضوع رہا ہے۔ جس میں ماضی سے مستقبل اور مستقبل سے ماضی کا سفر کیا جاتا ہے۔ ٹائم ٹریول سائنس فکشن جیسا ادب لکھنے کا فائدہ مختلف ہوتا ہے۔

۱۔ تخیل کی آزادی

ٹائم ٹریول سائنس فکشن ادب مصنوعی طور پر وقت کی حرکات میں آزادی دیتا ہے۔ لکھنے والا تخیلاتی دنیاوں کی سیر کرتا ہے جس سے نو آوری اور ابتدائی افکار پیدا ہوتے ہیں۔

۲۔ ٹیکنالوجی اور علم کی ترقی

ٹائم ٹریول سائنس فکشن کے زیرِ اہتمام لکھا گیا ادب علمی اور ٹکنالوجی کی ترقی کو فروغ دینے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

۳۔ علمی سوالات کی مدد

اس ادب کے ذریعے لوگوں کو علمی سوالات پر غور کرنے کے لئے موقع ملتا ہے اور نئے سوالات پیدا ہوتے ہیں جو ساتھ ساتھ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

۴۔ انسانیت کی قدر کا فراہم

ٹائم ٹریول سائنس فکشن کے زمینے پر لکھا گیا ادب انسانیت کی قدر کو بڑھاتا ہے۔ اس سے ہمیں اپنے عمل اور فیصلے کی ممکنہ اثرات کا خیال ہوتا ہے۔

۵۔ معاشرتی مسائل پر غور

ٹائم ٹریول سائنس فکشن ادب معاشرتی مسائل پر بھی غور کرتا ہے، جیسے کہ اخلاقی اور سماجی تبدیلیوں کا حوالہ دیتا ہے۔ ٹائم ٹریول سائنس فکشن ادب کا لکھنے سے لیکر پڑھنے تک فائدے مختلف ہیں جو افراد کو تعلیم، تفکر، ذہنی نشو ونما کو بڑھنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ ٹائم ٹریول سائنس فکشن وہ لطائفی اور تخیلی کہانیاں ہیں جو وقت کے ساتھ کھیلتی ہیں اور اکثر علمی اور ٹیکنالوجی پر مبنی ہوتی ہیں۔ یہ کہانیاں مختلف دورانیوں میں جا کر، مستقبل کی دنیا یا گذشتہ کی متفرق مقامات میں واقع ہوتی ہیں۔ ایک کھلاڑی جو مستقبل کی دنیا میں پہنچتا ہے اور وہاں نئی ٹیکنالوجیوں کا استعمال کرتا ہے۔ ٹائم ٹریولرز' ونٹیور: یہ کہانی ٹائم ٹریول وہیکس کے ارتقاء پر مبنی ہے جو مختلف دوروں میں چلتی ہے۔

۶۔ گذشتہ کی سفر

ایک عام شہری جو ایک دن گذشتہ میں چلا جاتا ہے اور وہاں مختلف تاریخی مواقع کو دیکھتا ہے۔

۷۔ آخری زمانے کی رات

ایک مستقبل کی دنیا جہاں زندگی کا طریقہ بدل چکا ہے اور لوگ ایک نئے دنیا میں بسنے کے لئے محنت کر رہے ہیں۔ ٹائم ٹریول سائنس فکشن کہانیاں علمی حقیقتوں کو بنیاد بناتی ہیں اور وقت کے مفہومیت، تاریخی روایات اور ہمارے مستقبل کی تصورات کو نئے زاویے سے پیش کرتی ہیں۔ تسنیم جعفری کے ہاں سائنس فکشن کی اس شاخ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ پوزی اور الیکٹرا کالٹیک مشین کے ذریعے ماضی کا سفر کرتے ہیں۔ جس کا ذکر ناول میں کچھ یوں ہے:

"روبو نے ان دونوں کو کالٹیک مشین پر کھڑا کیا اور بولا کہ ایک ساتھ رسٹ کو مپو آن کر لو۔ رسٹ کو مپو کا آن کرنا تھا کہ وہ دونوں ایک ایٹم سے بھی چھوٹے ذرے میں تبدیل ہو گئے، کالٹیک مشین سے شعاعیں نکلیں اور غائب ہو گئے۔۔۔ بچے ایک مائکرو سیکنڈ میں ہی "کوزمک اسٹرنگ" کے ذریعے بلیک ہول کے دوسرے سرے پر پہنچ چکے تھے جو انہیں ماضی کی طرف لے گیا تھا، کیونکہ بلیک ہول میں سفر کرنے والا صرف ماضی میں ہی جا سکتا ہے۔"(۱۹)

v۔Space Opera

سائنس فکشن کی یہ شاخ خلائی اسفار سے تعلق رکھتی ہے۔ تسنیم جعفری کے ہاں اس شاخ کے بھی عناصر ملتے ہیں۔ تسنیم جعفری کا ناول "مریخ کے مسافر" کی بنیاد یہی خلائی سفر اور جدید مشینری کے ساتھ ساتھ جدید ترین ہتھیاروں کا استعمال ہے۔

i۔ سپارکو

پاکستان میں اس حوالے سے کوئی کالج یا یونیورسٹی نہیں لیکن کراچی میں سپارکو کا ہیڈ آفس ہے۔ سپارکو مخفف ہے .Space and Upper Atmosphere Research Commission , Pakistan جو کہ ایک خلائی ایجنسی ہے۔ جس کا قیام ۱۶ ستمبر ۱۹۶۱ء کو حکومت پاکستان کی جانب سے عمل میں آیا۔ خلائی ٹیکنالوجی کے حوالے سے تحقیق اور اس کو پاکستان میں فروغ دینا اس کا اہم مقصد تھا۔ سپارکو کے کارناموں کے حوالے سے تسنیم جعفری رقمطراز ہیں:

"سپارکو نے ۱۹۶۱ء سے اب تک بے شمار پراجیکٹ کئے ہیں جن میں سائنس و ٹیکنالوجی میں کام آنے والے آلات سے لے کر مواصلاتی سیارے بنانے تک بہت کچھ تیار کیا ہے۔ لاتعداد مواصلاتی سیارے بنا کر پاکستان کی فضا میں چھوڑے جا چکے ہیں، جو تقریباً ہر ادارے کے لیے کام کر رہے ہیں، جیسا کہ محکمہ موسمیات کا مواصلاتی سیارہ آسمان کی فضا سے موسم کا حال بتاتا ہے۔ ٹیلی ویژن کے مواصلاتی سیارے براڈ کاسٹ سروس فراہم کرتے ہیں، "لائیو ٹرانسمیشن" میں مدد دیتے ہیں اور دوسری بہت سی معلومات کی ترسیل یعنی "ڈیجیٹل ڈیٹا ٹرانسفر" میں مدد دیتے ہیں۔"(۲۰)

دوسرے سیارے پر نئی زندگی کی تلاش کے لیے جدید مشینری کا استعمال جابجا اس ناول میں نظر آتا ہے۔ نہ صرف الفاظ کا استعمال بلکہ سائنسی حوالے سے ان چیزوں کا درست استعمال تسنیم جعفری کی سائنسی حوالے سے دلچسپی کا منہ بولتا ثبوت ہے:

> ”اسٹور روم سے انہوں نے دو سکوٹیاں نکالیں جو مریخ کی سر زمین پر گھومنے پھرنے کے لیے خصوصی طور پر رکھی گئی تھیں۔ ایک ریڈار نکالا اور وہاں فکس کر دیا۔ "مارس کلایمیٹ آربیٹر" تھا۔ جس نے ۶۸۷ دن کے ایک مریخی سال کا ہر روز کے موسم کا حال بتانا تھا۔ پھر ایک تین ٹانگوں والی گاڑی نکالی جو اصل میں ایک چھوٹی سی لیبارٹری تھی، اس میں دو میٹر لمبا روبوٹک بازو لگا ہوا تھا جس نے مٹی کھود کر اپنی لیبارٹری میں پہنچانا تھی۔“[۲۱]

انسانوں کی ایجاد نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے کام کیے۔ جو سائنسی ٹیکنالوجی کے بغیر ناممکن تھے۔ یہاں تک کے اب راستے کو دیکھنے اور درست سمت کا تعین کرنے کے لیے بھی ٹیکنالوجی سے مدد لی جانے لگی۔

> ”نیلی نے جیب سے پاکٹ سائز ڈیٹیکٹر نکالا اور اپنے جہاز سے اس راستے کا نقشہ چیک کیا۔ یہ ڈیٹیکٹر سیٹلائٹ سے منسلک تھا جو مریخ کے مدار میں چکر لگا رہ تھا۔ فوراً راستے کا تعین ہو گیا۔“[۲۲]

ان ناولوں کے تجزیے سے اس بات کا پختہ ادراک ہوتا ہے کہ تسنیم جعفری جعفری نے نہ صرف ایک مختلف صنف کو موضوع بنایا بلکہ اردو میں اس کو ایک مقام بھی دیا ہمارے ہاں یہ تصور کہ سائنس فکشن اردو میں ہے ہی نہیں تسنیم جعفری نے اس کی اقسام اور ذیلی شاخوں کو سامنے رکھتے ہوئے بہت خوبصورت تخلیقات پیش کیں۔

خلائی سفر اور جدید ٹیکنالوجی نے ایک دوسرے کے ساتھ مضبوط تعلقات بنائے ہیں اور ان دونوں کا ملاپ مختلف حوالوں میں ترقی اور فائدے فراہم کر رہا ہے:

ا۔ خلائی سفر میں ترقی

جدید ٹیکنالوجی نے خلائی سفر کو ممکن بنایا ہے، جو مختلف سفر فراہم کر رہی ہے، مثال کے طور پر خصوصی اور عام مشنز کے ذریعے مریخ اور دوسرے سیاروں کی طرف ممکن ہو رہا ہے۔

۲۔ جدید ٹیکنالوجی میں خلائی تاثرات

جدید ٹیکنالوجی نے خلائی سفر کو مختلف طریقوں سے بہتر بنایا ہے، جیسے کہ مداری، مخروطی، اور خلائی اسٹیشنوں کے استعمال کو ممکن بناتا ہے۔

۳۔ زندگی کی حفاظت

جدید ٹیکنالوجی نے انسانوں کو خلائی سفر میں محفوظ رکھنے میں مدد فراہم کی ہے، جیسے کہ مختلف حفاظتی سسٹمز اور صحت کے لحاظ سے جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے خلائی جہازوں کی ترتیبات ہوتی ہیں۔

۴۔ فضائی مطالعے میں اضافہ

جدید ٹیکنالوجی نے خلائی سفر سے متعلق تعلیم، تحقیقات اور تجربات کو بڑھایا ہے۔

۵۔ چند راستہ خلائی سفر

جدید ٹیکنالوجی نے خلائی سفر کے لئے چند راستہ (multi-path) نظامات کو ممکن بنایا ہے جو مختلف سیاروں کی طرف مختلف راستوں پر پہنچنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

خلائی سفر اور جدید ٹیکنالوجی کا یہ ملاپ ہمیں نئی ممکنات اور علمی دنیا میں نیا آغاز فراہم کر رہا ہے، جو علم، تعلیم، اور ہماری زندگیوں کو بہتر بنانے میں مدد فراہم کر رہا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ تسنیم جعفری، پوزی اور الیکٹرا، اکادمی ادبیات لاہور، پاکستان، ص ۸۰

۲۔ ایضاً، ص ۸۲

۳۔ تسنیم جعفری، مریخ کے مسافر، ابابیل پبلشرز، لاہور، ص ۱۱۲

۴۔ ایضاً، ص ۱۱۷

۵۔ ایضاً، ص ۲۱۴

۶۔ تسنیم جعفری، پوزی اور الیکٹرا، اکادمی ادبیات لاہور، پاکستان، ص ۲۳

۷۔ ایضاً، ص ۲۵

۸۔ ایضاً، ص ۵۳

۹۔ ایضاً، ص ۵۴

۱۰۔ ایضاً، ص ۷ ۶

۱۱۔ تسنیم جعفری، مریخ کے مسافر، ابابیل پبلشرز، لاہور ص، ۱۱۶

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۲۶

۱۳۔ تسنیم جعفری، چھوٹو میاں، ابابیل پبلشرز، لاہور، ص ۳۵

۱۴۔ تسنیم جعفری، پوزی اور الیکٹرا، اکادمی ادبیات لاہور، پاکستان، ص ۱۹

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۲

۱۶۔ تسنیم جعفری، چھوٹو میاں، ابابیل پبلشرز، لاہور، ص ۱۴

۱۷۔ تسنیم جعفری، مریخ کے مسافر، ابابیل پبلشرز، لاہور، ص ۵۶

۱۸۔ ایضاً، ص ۵۸

۱۹۔ تسنیم جعفری، پوزی اور الیکٹرا، اکادمی ادبیات لاہور، پاکستان، ص ۱۰

۲۰۔ تسنیم جعفری، مریخ کے مسافر، ابابیل پبلشرز، لاہور ص ۵۱

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۱۹

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۲۴

باب سوم

تسنیم جعفری کے ناولوں میں سماجی و نفسیاتی اثرات کا تجزیاتی مطالعہ

ادب کی دنیا میں وقت گزرنے ساتھ ساتھ موضوعاتی لحاظ سے بہت سی تبدیلیاں آئیں۔ جہاں قدیم ادب میں داستانوی رنگ غالب تھا جس میں جن، پریوں، شہزادوں کی کہانیاں ادب میں جگہ بنائے ہوئے تھیں۔ اس وقت مغربی ممالک ان موضوعات سے بہت آگے نکل چکا تھا نئی ایجادات کی وجہ سے نئے موضوعات ادب میں جگہ بنانے لگے۔ اور جب پوری دنیا میں اس طرح کے معاملات پیش آئے کہ لوگوں نے وہ باتیں جو سوچتی بھی نہیں جا سکتی تھیں وہ ہوتے دیکھیں تو عقل سلیم دھنگ رہ گئی۔

پھر آہستہ آہستہ وقت گزرنے کے ساتھ ہمارے ادب میں بھی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں جس کی ایک اہم کڑی "ترقی پسند تحریک" تھی۔ جس کا مقصد "ادب برائے ادب" کی جگہ "ادب برائے زندگی" تھا۔ جس میں تخیل اور روایت سے ہٹ کر وہ موضوعات شامل ہوئے جن کا تعلق حقیقی زندگی سے تھا۔ جہاں اس بات پر زور دیا گیا کہ اب رومانس، خوابوں، خیالوں کی دنیا سے نکل کر حقیقی دنیا اور انسان کے مسائل زیر بحث لائے گئے۔ انسان کو کن مسائل کا سامنا ہے اور اس کا حل کیا ہے؟ پھر ایک ایسا موضوع ہمارے ادب کا حصہ بنا جس نے انسان کی زندگی کو سہل بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا وہ ہے "سائنس"۔ جس میں کسی بھی بات یا چیز کی وضاحت کے لیے عقلی اور ٹھوس دلائل پیش کیے۔

جب سائنس کا شمار ادب میں ہونے لگا تو معاشرے میں ہونے والی ترقی بھی سائنس کی ایک بہت بڑی وجہ بنی۔ سائنس کی ترقی نے سفر میں کئی ممکنات پیدا کی ہیں جو سفر کو زندگی کو آسان بنانے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ انجنیئرنگ اور ٹرانسپورٹیشن کے شعبے میں ترقی نے مختلف تیز رفتار ٹرانسپورٹ وسائل، جیسے ہوائی جہاز اور ٹرینز، کو ممکن بنایا ہے جو سفر کو آسان بناتے ہیں۔ انٹرنیٹ اور موبائل ٹیکنالوجی کے استعمال سے مسافرین اپنے منزل کی تفصیلات، موقع، اور راستہ تلاش کر سکتے ہیں۔ مختلف سفری ایپلیکیشنز نے سفر کو آسان بنایا ہے، جیسے کہ ٹیکسی بکنگ، ہوٹل کی بکنگ، اور مقامی خوراک کے مواقع کا معلومات فراہم کرنے والی ایپلیکیشنز جہاں آپ کسی بھی جگہ سے کہیں بھی بیٹھے آسانی سے چیزوں کو خرید سکتے ہیں۔ گاڑیوں اور ہوائی جہازوں میں ہونے والی مکینیکل

ترقیات نے نہ صرف سفر کو بہتر بنایا ہے بلکہ وقت کی رفتار کو بھی کم کر دیا ہے۔سائنس کی اس ترقی نے سفر کو زیادہ مفید، آسان، اور دلچسپ بنایا ہے، جو لوگوں کو مختلف مقامات کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے موقع دیتی ہیں۔

ا۔سماجی مثبت و منفی اثرات

تسنیم جعفری کے ناولوں کے سماج پر اثرات کئی سطحوں پر گہرے اور وسیع ہیں۔ ان کے کام نے نہ صرف سائنسی فکشن کی دنیا کو متاثر کیا، بلکہ انہوں نے اپنی تخلیقات کے ذریعے معاشرتی، ثقافتی اور اخلاقی موضوعات پر بھی روشنی ڈالی۔ سنیم جعفری کے ناولوں نے سائنسی فکشن کے ذریعے معاشرتی مسائل کو اجاگر کیا ہے، جیسے کہ طبقاتی فرق، حقوقِ نسواں، تعلیم، صحت کی سہولتیں، اور ماحولیاتی مسائل۔ ان کے ناولوں میں سائنس کو نہ صرف ایک ٹیکنیکی یا تخیلاتی عنصر کے طور پر پیش کیا گیا بلکہ ان مسائل کو ایک سنجیدہ موضوع کے طور پر پیش کیا گیا جو معاشرتی ترقی، اخلاقی اقدار اور انسانی فطرت سے جڑا ہوا ہے۔یہ ان کے کام کا ایک اہم سماجی اثر ہے کہ انہوں نے سائنسی فکشن میں سماجی مسائل کو پہلی بار اتنی گہرائی سے شامل کیا۔

سماج میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سائنسی ایجادات نے مثبت اور منفی دونوں طرح کے اثرات مرتب کیے ہیں۔ جس کا اثر تسنیم جعفری کے ناولوں میں بھی ملتا ہے۔

i۔ طب

طب کے شعبے میں سائنس نے بہت ترقی کی۔ سائنس کی مدد سے طب کے شعبے میں جو سب سے بڑی اور مثبت تبدیلی آئی وہ سائنسی ایجادات کی بدولت بروقت بیماریوں کی تشخیص ہے۔ جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وقت پر دوائیوں اور جدید میڈیکل مشینری کا استعمال کرتے ہوئے ان کا علاج ممکن ہوا جس سے اموات کی شرح میں بہت کمی آئی۔ اس کی ایک اہم مثال سی ٹی اور ایم - آر - آئی اسکین ہے۔ اس کے علاوہ مصنوعی آلات تیار کیے جانے لگے۔ جس میں سٹیم سیل جیسی ریسرچ نے اہم کردار ادا کیا۔

جینیٹک کوڈنگ ایک طریقہ ہے جس میں انسانی جسمانی خصوصیات اور کارروائیوں کی معلومات ہوتی ہیں جو جینز کے ذریعے منتقل ہوتی ہیں۔ یہ جینز ایک انسانی جسم میں موجود ہونے والے DNA کی بنیاد پر مبنی ہوتی ہے۔جینیٹک کوڈنگ سے حاصل کردہ معلومات سے بیماریوں کی ڈائگنوسٹکس اور اہم معلومات حاصل ہوتی ہے۔جینیٹک تھیراپی میں جینیٹک کوڈنگ کی مدد سے چند مریضوں کی جینوم میں ترتیبی تبدیلیوں کا علاج کیا جارہا ہے۔جینیٹک کوڈنگ کے استعمال میں خصوصی حقوقی اور اخلاقی چیلنجز شامل ہیں جو معاشرتی بحرانات پیدا کر

رہے ہیں۔ جینیٹک کوڈنگ نے طبیعت کی رازیات کو کھولا ہے لیکن اس کا استعمال اہم اخلاقی اور قانونی سوالات بھی اٹھاتا ہے جس پر جامعہ ہے۔ سٹیم سیلز (Stem Cells) کی مدد سے کلوننگ سائنس میں بڑی ترقی کا آغاز ہوا ہے۔ جس میں مصنوعی گردے بنانے کے کامیاب تجربات نے سائنسی میدان کو مزید ترقی دی۔

بقول تسنیم جعفری:

> "سٹیم سیل ایک نئی ٹیکنالوجی ہے جس نے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا ہے اس سے کسی بھی عضو کے ایک سیل سے مکمل نیا عضو بنالینا آسان ہو گیا۔"[1]

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھا گیا کہ نئی نئی بیماریاں منظر عام پر آئیں مثال کے طور پر کرونا وائرس جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جس سے بہت جانی نقصان کا سامنا ہوا۔ نظام زندگی درہم برہم ہو گیا۔ لیکن کچھ عرصے بعد سائنسی تجربات کی بدولت ویکسینیشن کی مدد سے کسی حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔ سائنس نے مختلف بیماریوں کے خلاف ویکسینیشن فراہم کی جس نے عوام کو بچانے میں اہم کردار ادا کیا جو انسانوں کو صحت مند، موثر اور معیاری زندگی گزارنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ طب کے شعبے میں سائنس کے منفی اثرات بھی منظر عام پر آئے بعض اوقات سائنس کی ترقیات نے اہم اختلافات پیدا کیے ہیں۔ تشخیصی ٹولز میں خرابیاں یا غلطیاں ہو سکتی ہیں جو مریضوں کو زیادہ تکلیف میں ڈال سکتی ہیں۔ جینز میں جینیٹک کوڈنگ کے ذریعے تبدیلیاں جیسے موضوعات اختلاف کا باعث بنتے ہیں۔

سٹیم سیلز (Stem Cells) کی مدد سے کلوننگ (Cloning) سائنس میں بڑی ترقی کا آغاز ہوا ہے، جس نے مختلف شعبوں میں مثبت اور تجرباتی نتائج فراہم کئے ہیں۔ سٹیم سیلز کی مدد سے کلوننگ نے علاجی میدان میں بہت بڑی ترقی کی ہے۔ اس سے مختلف بیماریوں کے علاج کی ممکنات میں بہتری آئی ہے، سٹیم سیلز کا استعمال خلیہ نسخ کرنے یا تشکیل دیتی ہوئی جسمانی اعضاء کی درستگی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ سٹیم سیلز کی استعمال سے بھی جینومکس ڈائگنوسٹکس میں ترقیات ہو رہی ہے، جس سے ڈائگنوسٹک ٹیسٹس میں مختلف بیماریوں کی تشخیص میں بہترین ممکنات پیدا ہو رہی ہیں۔ سٹیم سیلز کی مدد سے جانوروں کی کلوننگ ممکن ہوئی ہے، جو مختلف تجرباتی اور تحقیقاتی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے، جیسے نسلی خصوصیات کا مطالعہ اور اچھے نوعیتی جانوروں کی تخلیق سے متعلق معلومات اس میں شامل ہے۔ سٹیم سیلز اور کلوننگ کا استعمال عقائدی تشخیص میں بھی ہو رہا ہے، جہاں مردہ افراد کی کلوننگ کے ذریعے ان کے نسلی خصوصیات کو محفوظ رکھا جا رہا ہے۔ یہ سٹیم سیلز

اور کلوننگ مختلف شعبوں میں اہمیت حاصل کر رہے ہیں اور اس ترقیات نے علمی اور تحقیقاتی میدانات میں بہتری لے کر آئی ہے۔ سٹیم سیل کی کلوننگ طب کے شعبے میں مختلف حیثیتوں میں ترقی پذیری فراہم کرتی ہے:

ا۔ سٹیم سیل کی کلوننگ کے ذریعے، علاجی اور جراحتی عملات میں نیا دائرہ وسیع ہوا ہے۔ جسمانی اعضاء کی کلوننگ اور ان کی استعمال کے لئے مختلف طریقوں سے سٹیم سیلز کا استعمال ہوتا ہے

۲۔ سٹیم سیل کی کلوننگ سے حاصل ہونے والے جسمانی اعضاء کی نسخ کو استعمال کرتے ہوئے ڈائگنوسٹک اور علاجی تحقیقات میں ترقیات ہو رہی ہیں۔

۳۔ سٹیم سیل کی کلوننگ کے ذریعے بنائے گئے متاثرہ جسمانی اعضاء کو چھوڑ کر، بعض اوقات چھوٹا سا خلیہ جسمانی اعضاء کو بنانے میں استعمال ہوتے ہیں، جس سے بچوں اور بڑوں کو علاج فراہم ہوتا ہے۔

۴۔ سٹیم سیلز کی کلوننگ کے ذریعے حاصل ہونے والے نسخ کو استعمال کر کے جینومکس تحقیقات میں ترقیات ہو رہی ہیں، جو مختلف بیماریوں اور خصوصیات کے مطالعے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

۵۔ سٹیم سیل کی کلوننگ کے ذریعے مصنوعی اعضاء بنانے کی تحقیقات میں ترقیات ہو رہی ہے جو بھوک کا علاج، جلدی مشکلات، اور دیگر اعضاء کی بناوٹ میں مدد فراہم کرتی ہے۔

سٹیم سیل کی کلوننگ نے طبی تحقیقات میں نئی ممکنات فراہم کی ہیں جو مختلف بیماریوں اور صحتیابی مسائل کے حل میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

ii۔ ٹیلی فون / کمپیوٹر

دور جدید کی ایک اہم ضرورت موبائل فون اور کمپیوٹر ہے۔ یہ دونوں بھی سائنسی ترقی کی بدولت وجود میں آئیں۔ جہاں موبائل فون نے آج کے دور میں فاصلوں کو کم کر دیا ہے جس کے ذریعے اپنی بات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ آسانی سے پہنچایا جاسکتا ہے۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی مدد سے گھر بیٹھے تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے۔ دنیا میں ہونے والی ایجادات اور معلومات سے واقفیت انٹرنیٹ کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہے۔ آج کے دور میں گھر بیٹھے انٹرنیٹ کی مدد سے آئن لائن تعلیم بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ جس میں آئن لائن امتحانات بھی ہوتے ہیں۔ تسنیم جعفری نے بھی سائنس کی اس ٹیکنالوجی کو اپنے ناول میں بیان کیا ہے:

> ”اس کمیونٹی کے بچوں کا طریقہء تعلیم باقی دنیا سے مختلف تھا۔ بچوں کی جسمانی اور ذہنی حفاظت کے لیے انہیں کسی اسکول نہیں بھیجا جاتا تھا بلکہ تمام تعلیم کمپیوٹر کے ذریعے ہوتی ہے۔۔۔ وقت مقررہ پر تمام بچے اپنا کمپیوٹر آن کر لیتے

ہیں اور ان کی عمر اور کلاس کے مطابق ایک ٹیچر آن لائن ہو کر لیکچر دیتا تھا،
جس کو سن کر وہ یاد کر لیتے تھے، یاد نہ رہے تو سیو کر کے دوبارہ دیکھ لیتے۔"[۲]

تسنیم جعفری نے اس ناول کا یہ حصہ تقریباً ۲۰۰۸ء میں لکھا تھا مگر ابھی کچھ وقت پہلے جب کرونا کی وبا پھیلی تو آن لائن تعلیم کا کام شروع ہو گیا جہاں بچوں کو مختلف مضامین کے اساتذہ مختلف ویب سائٹ یا ایپ کے ذریعے تعلیم دیتے رہے ہیں۔ اور اس سے سماجی طور پر بہت فائدہ ہوا۔ کرونا کے دوران جب پوری دنیا میں تعلیمی نظام رک گیا تھا جس سے بچوں کی تعلیم کا حرج ہو اوہیں ایک ایسا طریقہ ہمارے سامنے آیا جس کے ذریعے آپ آسانی سے گھر بیٹھے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ تسنیم جعفری کے ایک اور ناول چھوٹو میاں میں بھی جدید ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر سے فائدہ اٹھا کر اس کا مثبت طریقے سے استعمال کیا گیا ہے:

"چھوٹو میاں نے اپنی ایک ویب سائٹ بھی بنالی جس پر وہ باقاعدہ آن لائن
سوالوں کے جواب دینے اور کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے بارے میں معلومات فراہم
کرنے لگے۔ کمپیوٹر کے طالب علموں میں چھوٹو میاں بہت مقبول ہو گئے۔ جسے
دیکھو انہی کا ذکر کر رہا ہوتا۔ سبھی لڑکے "چھوٹو ڈاٹ کام" ہی کا ذکر کر رہے
ہوتے۔"[۳]

آج کے دور میں کمپیوٹر کا استعمال عام ہو گیا ہے اور اب نہ صرف گھر بیٹھے اس سے تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے بلکہ کاروبار بھی کیا جا سکتا ہے۔ تسنیم جعفری کے ہاں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا استعمال مثبت طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے کہ اس کے منفی اثرات نہیں ہیں یہ استعمال کرنے والے پر منحصر ہے کہ وہ اس کا استعمال کس طرح کرتا ہے۔

iii۔ ایٹم بم

ایٹمی طاقت نے جہاں ملکوں کو اپنے دفاعی نظام کو مضبوط بنانے کا موقع فراہم کیا اس کے ساتھ ہی اس کے منفی اثرات نے دنیا کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ جدید ترین ہتھیاروں اور ایٹم بم کی وجہ سے جو ترقی یافتہ ممالک ہیں وہ جدید آسائشوں کے حصول کے لیے تگ و دو کر رہے ہیں۔ جس میں انہیں اس بات کی پروا نہیں کہ اس طرز عمل سے دوسروں کو کتنا نقصان ہو رہا ہے۔

تسنیم جعفری کے ہاں بھی ایٹم بم کی وجہ سے ہونے والی تباہی کے اثرات نظر آتے ہیں۔ اور اس میں سب سے اہم چیز ہے اقتدار کی ہوس جو دوسروں کے ساتھ ہونے والے نقصانات کے بارے میں نہیں سوچتے بس انہیں اپنے نام کی دہشت تمام دنیا میں پھیلانی ہے تاکہ سب ان سے ڈریں۔

> "میں بس یہ جانتا ہوں کہ آپ کو اسرائیل نے اس کام کے لیے اکسایا ہے۔۔۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اسرائیل جسے "ازازیل" کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا وہ ازل سے ہی دنیا میں امن کا دشمن ہے، یعنی کام اسرائیل کا ہوتا ہے اور نام ہمارے ملک کا بدنام ہوتا ہے۔۔۔ اس کے پیچھے بھی غالباً اقتدار کی ہوس ہے۔"(۴)

آگے بڑھنے کا لالچ انسان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو ختم کر دیتا ہے وہ یہ بات بھول جاتا ہے کہ اگر وہ خود اس چیز کا شکار ہو گیا تو وہ کیا کرے گا۔ ناول میں جنگ کا جو خوفناک منظر پیش کیا گیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی تباہی سے کتنے برے اثرات کا وہاں کے لوگوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔

> "صبح کا خوبصورت وقت سیاہ بادلوں کی وجہ سے سیاہ رات میں بدل چکا تھا، ہر طرف تباہ شدہ چیزوں کا ملبہ اور آگ ہی آگ جہنم کا منظر پیش کر رہی تھی۔ چند لمحوں میں ہی کروڑوں لوگ لقمہ اجل بن گئے اور صفحہ ہستی سے ان کے وجود ایسے مٹے، فضاء میں ایسے تحلیل ہوئے جیسے پانی پر لکھی تحریر۔ زمین کے اس حصے پر تو جیسے قیامت آکر گزر گئی تھی، ہر جگہ آگ کے شعلے اور ملبے کے ڈھیر تھے۔"(۵)

انسانوں کے ایٹم بم کی وجہ سے جلنے کی بدبو اور کیمیکل مواد کی وجہ سے نہ صرف تباہی کا سامنا کرنا پڑا بلکہ اس سرزمین پر کتنے ہی سال جانداروں کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ کسی نہ کسی بیماری کی وجہ سے اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔ اور پھر وہ ممالک جن کے ساتھ مل کر وہ حکمرانی کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے یا پھر ان کو ختم کر دینا چاہتے تھے آج ان کے ساتھ بھی وہی ہوا۔ جہاں ہر کوئی آگے بڑھنے کی کوشش میں ہے۔ سائنس جو انسان کو سہولیات فراہم کرنا چاہتی تھی اسے ہی انہوں نے موت اور تباہی کا سامان بنا دیا۔ ہر ملک خود کو سائنسی ملک یا سائنسی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے جس کے لیے وہ یہ سمجھتا ہے کہ ملک کو ایٹمی طاقت

دے گا مگر اصل میں سائنسی دنیا سے مراد کیا ہے اس کے بارے میں تسنیم جعفری اپنے ناول پوزی اور الیکٹرا میں برٹرینڈ رسل کی بات کو نقل کرتے ہوئے کہتی ہیں:

> ”برٹرینڈ رسل کے مطابق سائنسی حکومت سے مراد ایسی حکومت ہے جو مطلوبہ نتائج دے سکے۔ حکومت جتنا زیادہ مطلوبہ نتائج دے سکے گی اتنی ہی سائنسی کہلائے گی۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے شعلے بھڑکانے کی ذمہ دار حکومتیں غیر سائنسی تھیں، کیونکہ وہ تمام کی تمام اس جنگ کی وجہ سے زوال پذیر ہو گئیں۔“(۶)

iv۔ روبوٹ

سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ سماج پر اس کے اچھے اور برے اثرات مرتب ہوئے جہاں انسان سارا دن محنت کر کے اپنا گزر بسر کرتا تھا اس کی جگہ اب روبوٹ نے لے لی ہے۔ جو بغیر کسی رکاوٹ کے اپنا کام ہدایات کے مطابق مکمل کرتا ہے۔ روبوٹ کے استعمال کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ایسی جگہ جہاں انسانی جان کو خطرہ ہو وہاں روبوٹ کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ وہ فیکٹریاں جہاں سے زہریلی گیسیں خارج ہوتی ہیں جس سے انسانی جان کو خطرہ لاحق ہوتا ہے وہاں روبوٹ کے استعمال سے انسانی جان بچ سکتی ہے۔ جدید دور میں بہت سے ملکوں نے روبوٹ بنا لیے ہیں اور انہیں مختلف کام دیے گئے مثال کے طور پر جہاں فیکٹری یا بڑے ہوٹل میں زیادہ لوگ رکھے جاتے تھے وہاں اب روبوٹ کے ہونے کی وجہ سے اس جگہ یا فیکٹری کے مالک کو یہ فائدہ ہوا کہ وہ ایک روبوٹ سے زیادہ کام لے سکتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جو اکیلے ہیں یا ان کا کوئی خیال رکھنے والا نہیں ہے انہوں نے ایک روبوٹ رکھ لیا ہے جو ان کی ہدایات کے مطابق کام کرتا رہتا ہے اس کے ساتھ ساتھ روبوٹ میں مختلف آلات کا جو استعمال ہے اس میں ایک آلہ ایسا بھی ہے جو معلومات کا ذخیرہ اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔ لیکن اس ساری بحث کے بعد ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے سماج پر منفی اثرات نہیں پڑے۔ سماج کو اس ٹیکنالوجی کے بعد بہت سے مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ روبوٹ کا کنٹرول کیونکہ ایک انسان کے ہاتھ میں ہے تو وہ لالچ میں اس کا غلط استعمال بھی کر سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ روبوٹ میں جذبات نہیں ہوتے وہ ایک مشین ہے جو ہدایت کے مطابق اپنا کام کرتی ہے۔

”روبو کو ڈر تھا کہ کسی بھی وقت یہ لیب دھماکے سے اڑ سکتی ہے کیونکہ اس میں بہت حساس آلات نصب تھے۔ روبو کو اپنی پروانہ تھی اس کی زندگی کا مقصد صرف بچوں کی حفاظت کرنا تھا۔“(۷)

آج کے بچے سائنسی کہانیاں پڑھنے میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں وہ عموماً ایسی کہانیاں جو روبوٹ سے متعلق ہوتی ہیں ان میں اپنی دلچسپی کو ظاہر کرتے ہوئے سائنس فکشن میں دلچسپی لینے لگے ہیں جس سے سماج میں سائنسی ترقی کو بھی فروغ ملتا ہے۔

بقول تسنیم جعفری:

”روبوٹ ایک الیکٹرومکینیکل مشین ہوتی ہے، یہ ایک مکھی سے لے کر گھوڑے اور انسان تک کوئی بھی ہو سکتا ہے، یہ جاندار نما مشین ایسے مخصوص کام انجام دینے کے لیے بنائی گئی ہے جو انسان کے لیے مشکل ہوتے ہیں۔ روبوٹ عام طور پر بہت طاقتور اور مضبوط ہوتے ہیں۔۔۔ روبوٹس آج کی اہم ضرورت بنتے جا رہے ہیں، خصوصاً ایسی جگہوں پر روبوٹس کام کرتے ہیں جہاں انسان کی جان کو خطرہ ہو جیسے کانوں میں یا کیمیکل فیکٹریوں وغیرہ میں اکثر زہریلی گیسیں خارج ہوتی ہیں اور بے شمار لوگ مر جاتے ہیں۔“(۸)

تسنیم جعفری نے سائنسی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی کے اثرات پر بھی سوچنے کی ترغیب دی۔ ان کے ناولوں میں ٹیکنالوجی کے ترقی یافتہ ہونے کے باوجود انسانیت، اخلاقی اقدار اور معاشرتی ذمہ داریوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس سے قارئین کو یہ سوال کرنے کی ترغیب ملتی ہے کہ کیا سائنسی ترقی انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہے یا پھر اس کا غلط استعمال ہمیں مزید مسائل میں ڈال سکتا ہے؟ یہ پہلو معاشرتی سطح پر اخلاقی بحث کو فروغ دیتا ہے اور انسانوں کے سائنسی ترقی کے اثرات پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

۲۔ نفسیاتی مثبت منفی اثرات

سائنس کی نفسیات کے مثبت اور منفی پہلو میں شامل ہیں انسانی سوچ اور رویے کے بارے میں بہتر اور عمیق understanding، ذہانت اور انسانی خصوصیات کی ترقی کو مدد فراہم کرنا، اور علمی تجربات کے ذریعے جدید علاج کی ترقی۔ مثبت پہلو کے علاوہ، یہ بھی ممکن ہے کہ سائنسی تجارب اور تحقیقات کی بنا پر اخلاقی اور انسانی

اصولوں کو نظر انداز کیا جائے، اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے نتیجے میں خطرات و نقصانات بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

انسانی معاشرتی اور روحانی توازن کی خرابی، انسانیت سے دوری، اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے پیدا ہونے والے مختلف معمولاتی مسائل جیسے جسمانی صحت پر متاثرات، خصوصاً دوسرے افراد کے ساتھ وقت گزارنے کے بجائے انٹرنیٹ اور چیزوں کے استعمال میں زیادہ وقت گزارنا۔ اس کے علاوہ، بعض اوقات سائنسی تجربات اور انکشافات انسانیت کی قدیم روایات اور اعتقادات کو دھندلانے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے اخلاقی اور دینی تنازعات پیدا ہو سکتے ہیں۔

انسانیت کے علاقے کو مستقبل کی معاشرتی اور انسانیت کے لحاظ سے ناقابلِ تصور حد تک متاثر کرنے کا خدشہ، انسانی روابط کی سختیوں میں اضافہ، اور بداخلاقی کی فراہمی۔ اسائنسی ترقیات کی روشنی میں معاشرتی امور اور انسانی جماعتوں کے اخلاقی اور اجتماعی اصولوں کی نظر اندازی بھی منفی اثرات پیدا کر سکتی ہیں۔ انسانیت کے تجربات کی بنا پر فیصلوں اور عمل کی جگہ تجربات اور فعل کی جگہ جدید تکنیکیں اور مشینوں کی ترجیح دینا، جو اکثر انسانی احساسات اور تجربات کی قیمت کو نظر انداز کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، بعض اوقات سائنسی تجربات کی بنا پر معاشرتی انصاف اور برابری کو نظر انداز کیا جاتا ہے، جس سے معاشرت میں اختلافات اور انحرافات پیدا ہو سکتے ہیں۔

فردی خصوصیات کی انفرادیت کی کمی، جیسے کہ جماعتی فکریت کی بجائے مشینوں اور تکنیکوں کو استعمال کرنے کی ترجیح دینا، جو اکثر انسانی انفرادیت کو متاثر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، معاشرتی تنازعات اور اخلاقی مسائل میں کمی، جیسے کہ خودکشی، اور زیادہ انفرادیت پر مبنی معاشرتی تشدد بھی اس کے منفی پہلو میں شامل ہیں۔ انسانی انصاف کے اصولوں اور اخلاقی قیمتوں کی نظر اندازی، جیسے کہ خصوصاً جنسیتی اور عرقی اقسام کے معاملات میں، جو معاشرتی فساد اور انحرافات کی بڑھتی سرگرمی کا باعث بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ، معاشرتی بے امانی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی بھی سائنس کی نفسیات کے منفی اثرات میں شامل ہیں۔ بچوں کی نفسیات پر سائنس کے اثرات مثبت اور منفی دونوں ہوتے ہیں۔ مثبت اثرات میں شامل ہو سکتے ہیں تعلیمی اور تحقیقاتی تجربات جو ان کی فہم و تجربے کو بڑھاتے ہیں۔ دوسرے طرف، منفی اثرات میں شامل ہو سکتے ہیں زیادہ استعمال سائنسی آلات جو بچوں کی محنت کو کم کرتے ہیں یا جسمانی اور ذہنی صحت پر برا اثر ڈالتے ہوں۔ اسی طرح، سائنس کی مخصوص تجربات بچوں کے اخلاقی قیمتوں اور اہلیتوں پر بھی اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ سائنس کے ذریعہ فہم و تجربے بچوں کی

دلچسپی کو بڑھا سکتے ہیں، انہیں دنیا کی حقیقتوں کی سمجھ میں مدد ملتی ہے اور ان کی فکری صلاحیت کو بہتر بناتی ہے۔ لیکن، بے انتہائی استعمال یا ناجائز استعمال کی صورت میں، سائنس کے آلات یا تجربات بچوں کے صحت یا اخلاقیت پر برا اثر ڈال سکتے ہیں۔ اسی طرح، بچوں کو سائنس کے مضامین کی تعلیم ان کے معیار اور مقبولیت کے معیارات پر بھی اثر ڈال سکتی ہے۔

سائنسی تجربات اور فہم کو بچوں کی خلاقیت کو بڑھانے میں بھی مدد فراہم کر سکتے ہیں، ان کی دلچسپی کو بڑھا کر انہیں نئی چیلنجز کا سامنا کرنے کی سرگرمی فراہم کرتے ہیں۔ البتہ، اگر سائنسی تجربات غلط طریقے سے کی جائیں یا ان کی بے جا استعمال کیا جائے، تو ان کی فہم میں بھٹکاؤ اور خطرناکیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ سائنس کے مضامین کو تعلیم دینے کا بھی طریقہ ان کی دلچسپی کو بڑھانے اور ان کو جدید علوم کی طرف مائل کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ سائنس کے ذریعہ بچوں کی فہم کو بڑھانے کے علاوہ، انہیں معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے لئے بھی مدد ملتی ہے۔ سائنسی دانائی ان کو بدلتی دنیا کے ساتھ موازنہ کرنے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے، جو انہیں مسئلے کا تجزیہ کرنے اور نئی تراکیب کا اطلاق کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ البتہ، انتہائی موادی تصوراتی فہم یا نااہل تجربات کی صورت میں، سائنس کا استعمال بچوں کے لئے ناقابل مسئولیت ہو سکتا ہے اور ان کی نفسیاتی صحت پر برا اثر ڈال سکتا ہے۔

بچوں کی تربیت میں سائنس کا اہم کردار ہوتا ہے، انہیں اندازہ کرنے کی صلاحیت فراہم کرتا ہے کہ کیسے دنیا کے مختلف پہلوؤں کا سامنا کیا جا سکتا ہے اور ان مسائل کا حل کیسے ممکن ہے۔ بچوں کو سائنسی تجربات کے ذریعے علمی سوچ اور منطقی فکر کی تربیت ملتی ہے، جو ان کی ذہانت اور تجدیدی صلاحیتوں کو بہتر بناتی ہے۔ البتہ، سائنس کے تجربات کو بے جا اور غلط طریقے سے کیا جانا، یا بچوں کو ان کے علم و فہم کے مطابق نہیں کیا جانا، ان کی تربیت کے لئے ناقابل مسئولیت ثابت ہو سکتا ہے۔ سائنس کی تعلیم بچوں کو ٹیکنالوجی کی دنیا کی سمجھ میں مدد فراہم کرتی ہے، انہیں نئی انوکھی چیزوں کا مطالعہ کرنے کی سرگرمی فراہم کرتی ہے، اور ان کی تجدیدی فکر کو بہتر بناتی ہے۔ البتہ، اگر اسے غلط فہمیوں کا ذریعہ بنایا جائے یا اس کا استعمال بچوں میں علم اور فہم کو بڑھانے کی بجائے مدارسی سرگرمیات کی غلط فہموں کو مزید بڑھا دے، تو یہ بچوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

تجسس انسانی فطرت ہے؟ بچہ جیسے جیسے بڑا ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس نے ذہین میں کئی سوالات جنم لیتے ہیں کہ یہ دنیا کس نے بنائی؟ سورج کہاں سے طلوع اور غروب ہوتا ہے؟ رات کو آسمان پر ستارے کہاں سے آتے ہیں وہ دن میں کہاں غائب ہو جاتے ہیں؟ بچہ ان سب سوالات کے جوابات جاننا چاہتا ہے

جس کے جوابات اس کی سوچ کو نیا رخ دیتے ہیں اور وہ سوچ اس کے کائنات کے بارے میں جاننے کا مادہ پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح کچھ پرانی روایات کے زیر اثر بچوں کو کہا جاتا ہے کہ ہم نے یہ سنا تو وہ خاموش نظر آتے ہیں۔ مگر جدید دور میں بچے سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی کے باعث اپنی بات کے جواب میں ٹھوس دلائل کے منتظر نظر آتے ہیں جس سے انسانی سوچ اور انسانی جد و جہد وں کو سمجھنے اور بہتر بنانے کے لیے وہ ان رازوں کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں جو پرانی روایات کے پیچھے کہیں چھپ گئے ہیں۔ غلام زہرا لکھتی ہیں:

> "تسنیم جعفری سائنس فکشن کی ایک معروف مصنفہ اور ایک استاد بھی ہیں۔ بچوں کی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بچوں کے لیے ادب تخلیق کرتی ہیں۔ ہمارے یہاں بچوں کے ادب پر بہت کم کام ہوا ہے۔ اور پھر سائنسی ادب پر کام تو خال خال ہی نظر آتا ہے۔ تسنیم جعفری کا کمال یہ ہے کہ وہ اس مشکل کام کو تندہی سے سر انجام دے رہی ہیں۔ ان کی تحریروں میں بیک وقت تخلیقی و فنی طریقہ کار اور سائنسی معیار نظر آتا ہے۔"(۹)

نسیم جعفری کے ناولوں میں انہوں نے اسی چیز کو موضوع بنایا ہے کہ آج کے دور میں بچوں کے لیے ایسا ادب تخلیق ہونا چاہیے جو ان کے ان کے سوالات کا سامنا کر سکے اور اس کی ذہن سازی میں اہم کردار ادا کرے۔ جیسے ناول "مریخ کے مسافر" میں اس کا مرکزی کردار "مونہ" جب اپنی ماں سے چاند کے حوالے سے بات کرتی ہے تو اس کا جواب اس کی ماں کچھ یوں دیتی ہے۔ "چاند پر ایک بڑھیا رہتی ہے۔ جو چرخہ کاتتی رہتی ہے میری نانی تو یہی بتاتی تھیں۔"

بچی کی ماں چونکہ خاوند کی وفات کے بعد دونوں بچوں کو اکیلے پالتی ہے جس کے لیے وہ گھروں کا کام کرتی ہے اس کے پاس چاند سے متعلق بات کر بات کرنے کا وقت نہیں ہوتا ہے نہ ہی ان روایتی جوابات کے سامنے کوئی ٹھوس دلائل مگر وہ اپنی بیٹی کو اپنی طرف سے جواب ضرور دیتی ہے تا کہ وہ اس سے بات کرتی رہی کہ وہ کیا سوچتی ہے۔ بچوں میں تجسس کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اور دوسرا انہیں معاشی لحاظ سے کوئی فکر نہیں ہوتی۔

دوسری طرف اس ناول کا ایک اور کردار "کرن باجی" کا ہے جو پڑھی لکھی لڑکی ہے اور ایسے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے جو امیر ہے۔ اس کی سوچ بھی کچھ یوں بیان کرتی ہے:

> "امی وہ میرا باجی ہیں نا۔ وہ آج ایک کتاب پڑھ رہی تھیں جو آسمان سے پرے خلا ہے اور اس میں موجود ستاروں، سیاروں کے بارے میں وہ کہتی ہیں کہ وہاں

اور دنیائیں بھی ہیں۔۔۔۔۔ کرن باجی کا بھی دل کرتا ہے خلا میں جانے
کو۔۔۔۔۔۔"(۱۰)

کرن باجی کا کردار ذمہ دار بچوں اور معاشی لحاظ سے بے فکری کا ہے مگر ماں کا کردار غربت و افلاس کے دور میں دو بچوں کی ضرورتوں، ذمہ داریوں اور فکروں سے بھرا ہوا۔ غریب کو صرف اس سے عرض ہے کہ وہ دو وقت کی روٹی کھا سکیں۔ یہاں تک کہ چاند کو گول دیکھتے ہوئے بھی انہیں روٹی نظر آتی ہے۔ بچی کی ماں اپنی کیفیت کا اظہار کچھ یوں کرتی ہے:

"بیٹا یہ سب امیر لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔۔۔۔۔ ہم غریب لوگوں کو اس
سے کیا مطلب ہے۔"(۱۱)

ناول میں تین لوگوں کی نفسیات بیان کی گئی ہے جن عمروں، ذمہ داریوں اور طبقات میں فرق واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔

بچی کا کردار نفسیاتی طور پر بہت مضبوط ہے۔ جہاں وہ چاند ستاروں اور دوسری دنیاؤں کا ذکر کرتی نظر آتی ہے جس سے یہ گماں ہوتا ہے کہ اس کو اس بات سے فرق نہیں پڑتا کہ اس کے اس پاس کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنی الگ دنیا بنانا چاہتی ہے وہیں اس بات کا احساس اسے شدت سے ہے کہ اس کی ماں لوگوں کے گھروں کا کام کرتی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو وقت نہیں دے سکتی۔ اسی لیے جب وہ کرن باجی سے ایک لڑکی کی کہانی سنتی ہے جو غریب تھی مگر وہ چاند پر جاتی ہے اور اس کے اس کارنامے کی وجہ سے اس کا خاندان اس پر فخر کرتا ہے جو اس کے حالات کو بھی بدلنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور وہ اس کا اپنے سے موازنہ شروع کر دیتی ہے اور یہی احساس کمتری اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے جس کا اظہار وہ کچھ ان الفاظ میں کرتی ہے:

"امی اس دنیا میں تو ہم غریب لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ شاید وہاں کسی
اور دنیا میں ہو! میں ضرور اس کا کھوج لگاؤں گی۔"(۱۲)

اور پھر وہ اپنے اچھے حالات کے لیے ان چیزوں میں بھی دلچسپی لینے لگتی ہے جو پہلے اسے عجیب و غریب لگتی تھیں۔ کہانی اس وقت ایک نیا رخ اختیار کرتی ہے۔ جب مریخی مخلوق "توش" اس بچی کو اغوا کر لیتا ہے۔ جہاں اس بچی کی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے اس سے یہ عرض رکھتا ہے کہ وہ اسے مریخ پہنچا دے گی۔ لڑکی جب ان کی قید میں شور مچاتی ہے تو توش اس بات کا اظہار یوں کرتا ہے:

"ہم تمھارے ساتھ نرمی سے پیش آ رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم تمھیں چھوڑ دیں گے۔۔ ہم نے تمھیں یہاں ایک خاص مقصد کے لیے منگوایا تھا، مگر تم انسان کسی ہمدردی کے مستحق نہیں ہوئے۔"(۱۳)

ایک طرف اپنے گھر سے دوری کا خوف دوسرا یہ راز کھولنا کہ جہاں وہ ہے وہ کسی دوسری مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ خوف اسے بزدل بنا دیتا ہے مگر جب ہم اس کی عمر اور اس کے حالات کو دیکھتے ہیں تو یہ بالکل نارمل سی بات لگتی ہے مگر وہ لڑکی اس وقت سب کو حیران کر دیتی ہے جب توش اسے یہ کہتا ہے کہ وہ اگر اس کی مدد کرے گی تو اس کی ماں کو کام نہیں کرنا پڑے گا تو وہ اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کرتی ہے۔

"اسے بس یہ اطمینان تھا کہ چلو اس قید کے بدلے اس کی امی کو کچھ آرام مل جائے گا اور ان کو لوگوں کے گھروں میں کام نہیں کرنا پڑے گا۔"(۱۴)

یہاں مومنہ کا کردار ایک الگ ہی جھلک دکھاتا نظر آتا وہ لڑکی جو روتی دھوتی بچی نظر آتی ہے کیسے ایک دم سے ذمہ دار بن جاتی ہے اور اس بات سے باخبر کہ اس کو کس مقصد کے لیے لایا گیا ہے آخر وہ اس سے کیا کروانا چاہتے ہیں؟ وہ اپنے سے جڑے رشتوں کا سوچتے ہوئے اپنے خواب قربان کر دیتی ہے اور دوسری طرف توش کا کردار جو انسانوں سے نفرت کرتا ہے مگر جب اسے ان کی ضرورت پڑتی ہے تو نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک رکھنا پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسانوں کی نفسیات کے بھی دو رخ سامنے آتے ہیں جس کا اظہار مریخ سے آئی ہوئی مخلوق ہی کرتی ہے۔

"ہم مریخی خود کو بہت اعلیٰ مخلوق سمجھتے ہیں۔ لیکن اب انسانوں میں رہ کر اندازہ ہوا کہ ہم تو احساسات سے عاری جانور تھے۔ دیکھو انسانوں کی بستی میں رہ کر بھی انسانوں کی طرح سوچنے لگا ہوں لیکن یہ توش پتہ نہیں کسی مٹی کا بنا ہوا ہے۔"(۱۵)

ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں پر انسان کا مختلف تجربہ اس کے ذہن میں کئی سوالات چھوڑ جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ انسان کے حالات اس کو بڑا بنا دیتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سمجھنے والا اپنا مطلب اخذ کر لیتا ہے مگر انسان کی فطرت میں حساس ہونا بھی شامل ہے جو اسے دوسروں سے ممتاز بھی کرتا ہے۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو سبھی تو انسان بھی حساس نہیں ہوتے ہیں، انسان بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔۔۔ ایک حساس لوگ اور دوسرے ان "حساس لوگوں

سے فائدہ اٹھانے والے اور توش دوسری قسم سے تعلق رکھنے والے انسانوں جیسا ہے۔"(۱۶)

انسان اچھے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بھی یہ ان حالات پر بھی منحصر ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہمارے سامنے اچھے اور برے کے طور پر منظر عام پر آتے ہیں۔ جب توش مومنہ کو اپنی اور اپنے لوگوں کی طاقت سے واقفیت کرانے کی غرض سے بتاتا ہے کہ ہم لوگ سائنسی ترقی اور طاقت میں تم لوگوں سے آگے ہیں اسی لیے میرے آگے تم دنیاوالے اور اس میں ہونے والے واقعات معمولی حیثیت رکھتے ہیں مگر اس کے جواب میں مومنہ کی اپنے وطن اور اس کے لوگوں سے محبت سامنے آتی ہے۔ جہاں اس کی سوچ اسے سب سے الگ بناتی ہے اور وہ وہ اپنی فکر بھول کر اپنے محب وطن ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے توش سے کہتی ہے کہ اگر آپ کا ملک تباہ ہو گیا تو پھر آپ ہم انسانوں کو بہت کچھ سیکھا سکتے ہیں تا کہ ہم اس تباہی سے محفوظ رہ سکیں جس سے آپ لوگ نہ رہ سکے۔ اس کے جواب میں موس کا کردار اس کی وضاحت کچھ ان الفاظ میں کرتا ہے:

"یہ کیوں نہیں بتاتے کہ وہ اپنی دنیا تباہ کر کے تم لوگ اس دنیا کے پیچھے پڑے تھے کہ کسی طرح ان کو بھی ہم تباہی کے وہ تمام گُر سکھا دیں جس سے ان کی نسلیں بھی اسی طرح تباہ و برباد ہو جاتیں جس طرح ہماری ہوئیں۔۔۔ جنگی ہتھیار تو ایک طرف انہوں نے دنیاوالوں کو ایسی فلمیں بھی بنانے کا آئیڈیا دیا جس میں لڑائی، جنگ، تباہی، آگ اور خون ہو۔ آگ کے بنے انسان دنیا سے تباہی مچاتے ہیں اور بچے ان کو دیکھ کر تالیاں بجاتے ہیں، ان کو ہیرو سمجھتے ہیں ایسی فلمیں آج کل بچے بڑے سبھی شوق سے دیکھتے ہیں لیکن یہ کسی انسان کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ انہیں شیطانوں نے سکھایا تھا۔ تا کہ انسان ان فلموں کو دیکھ دیکھ کر تشدد، خون خرابے اور دہشت گردی کے اتنے عادی ہو جائیں کہ جب حقیقت میں ان کی دنیا میں آگ لگی ہو ا اور انسانوں کا خون ہو رہا ہو تو یہ لوگ ذرا بھی فکر مند نہ ہوں بلکہ بے حسی کا مظاہرہ کریں اور ہمیں انسانیت کو تباہ کرنے میں آسانی ہو جائے۔"(۱۷)

اس کو پڑھنے کے بعد یہ حقیقت تو ثابت ہو جاتی ہے کہ ہم اسی دور سے گزر رہے ہیں۔ ہر طرف بُرے حالات ہی۔ ایٹم بم پھٹ رہے ہیں۔ خون کی ندیاں بہائی جا رہی ہیں۔ قتل کرنا عام بات ہے۔ ان سب چیزوں نے انسانوں کو جذبات سے عاری بنایا ہے وہ لوگ سوچنے کی زحمت بھی نہیں کرتے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟

جب ہم تسنیم جعفری کے ناولوں میں بچوں کی نفسیات کو پڑھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ بچہ ان میں آبسا ہے۔اس حوالے سے تہذین طاہر رقمطراز ہیں:

"تسنیم جعفری صاحبہ تو جیسے بچوں کی نفسیات کا اس قدر قریب سے مطالعہ فرماتی ہیں گویا کوئی بچہ خود ان میں آسمایا ہو اور پھر قاری کو بھی اپنے ساتھ اس کے بچپن میں لے جائے۔"(۱۸)

i۔ناول پوزی اور الیکٹرا

پوزی اور الیکٹرا تسنیم جعفری کا ایک ایسا ناول ہے کہ جس میں بچوں کے ڈی این اے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے ایسے بچوں کو تیار کرنا ہے۔جو گنی پگ ہوں۔انہیں جذبات سے عاری انسان بنانے کی کوشش کی جاتی ہے ان کے والدین اور وہاں کا طاقتور طبقہ جسے چاہے اپنے مفاد کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔اس کے دونوں مرکزی کردار پوزی اور الیکٹرا بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہیں،اسی ناول کا ایک کردار گاٹ جو کہ سائنسدان ہے جو ان دونوں بچوں (پوزی اور الیکٹرا) کا والد ہے مگر بچپن میں اس کا اپنے ماں باپ سے بہت برا رویہ ہوتا ہے اس کے لیے پیسہ اور اپنی خواہشات ضروری ہیں اپنے ماں باپ کو جب انہیں بڑھاپے میں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور واپس مڑ کر نہیں دیکھتا وہ زندہ ہیں یا نہیں۔جب وہ امریکہ میں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ ایک روبوٹ کی سی زندگی گزار رہا ہوتا ہے اس وقت حادثاتی طور پر بچے ماضی کی طرف سفر کرتے ہیں اور اپنی دادی سے ملتے ہیں جہاں انھیں جذبات جیسی نعمت کے بارے میں پتہ چلتا ہے جہاں ان کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسی زندگی گزار رہے ہیں اور کیسی گزارنا چاہتے ہیں۔وہ اپنے والدین کے بارے میں کچھ اس طرح کے خیالات رکھتے ہیں۔"ہم محض ایک کھلونا ہیں جن کو ہمارے ممی ڈیڈی اپنے بچاؤ اور بقا کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔"(۱۹)

ان کی دادی انہیں بہت محبت دیتی ہیں اسی لیے جب وہ اپنی دنیا میں واپس جاتے ہیں تو اس وقت ان کے اندر محبت اور خلوص جیسے جذبے شامل ہو چکے تھے۔جہاں وہ سب کے سامنے اپنے ماں باپ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور ساتھ فکرمندی کا بھی مگر وہاں کے لوگ وہ جذباتی منظر دیکھ کر حیران و پریشان نظر آتے ہیں جس میں سب سے زیادہ تعداد بچوں اور نوجوانوں کی ہے۔

"ان کے بچے جن میں نوجوان بھی شامل تھے،خاص طور پر حیرت زدہ تھے کہ اس طرح بھی ماں باپ کے ساتھ محبت کا اظہار کیا جاسکتا ہے کیونکہ

انہوں نے نہ تو کبھی اپنے والدین سے اس طرح محبت پائی تھی، نہ انھیں خود کبھی محسوس ہوئی تھی۔"(۲۰)

وہاں اکٹھے ہوئے لوگ یہ جاننے کو بے تاب تھے کہ وہ بچے ماضی کے سفر پر گئے تھے تو ان کی ملاقات کسی سے ہوئی۔ بچوں کے والدین کا کہنا تھا کہ ضرور کسی اہم شخصیت سے آپ مل کر آئے ہوں گے تو بچے جب ان کو بتاتے ہیں کہ وہ اپنی دادی سے مل کر آئے ہیں۔ اس کے بعد اس کے والدین کا رویہ کچھ اس طرح ہوتا ہے۔ "ممی ڈیڈی کے چہرے شرمندگی اور مایوسی سے جھک گئے۔ انہیں اپنے بچوں سے اتنی حماقت کی توقع نہ تھی۔"(۲۱)

وہ بچے جن پر وہ صرف تجربے کرنا چاہتے تھے وہ اولاد ہونے کا حق مانگنے لگے۔ پوزی جب ان بچوں کو اپنے تجربے کے بارے میں بتانا چاہتا ہے والدین کے اعتراض کے باوجود وہ اپنی کیفیت کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے:

"یہ تمام بچے جو اس وقت یہاں موجود ہیں، اس ملک کے عظیم سائنس دانوں کے بچے، جو خود بھی مستقبل کے سائنس دان ہوں گے، مجھے یہ سب گنی پگ نظر آرہے ہیں۔ خدا نے انہیں انسان بنایا ہے اور آپ نے انہیں ایک روبوٹ جیسی زندگی عطا کی۔ آپ سب اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان ہیں لیکن اس بات سے آگاہ نہیں ہیں کہ انسان اور انسان کے درمیان والدین اور اولاد کے بیچ جو سب سے مضبوط رشتہ ہوتا ہے وہ پیار، محبت اور خلوص کا رشتہ ہوتا ہے۔ کیا آپ یہ برداشت کریں گے کہ کل کو یہ روبوٹ بچے آپ کے ساتھ بھی بیگانگی اور نفرت کا سلوک کریں؟ اب بھی وقت ہے اپنے بچوں کو انسان کا بچہ سمجھتے ہوئے ان کو وہ محبت دیں جو ان کا پیدائشی حق ہے۔"(۲۲)

سب سے زیادہ حیران وہاں پر موجود بچے تھے جو شاید خود کے ساتھ ہونے والے سلوک سے خوش نہ تھے اور بچوں کی باتیں سننے کے بعد گاٹ اپنی ذات کا محاسبہ کرنے لگتا ہے کہ آج کسی موڑ پر کھڑا ہے اس کے بچوں نے جو الفاظ استعمال کیے اس کو شرمندہ کرنے کے لیے بہت تھے۔

ڈاکٹر من نشاء ضیاء ناول پوزی اور الیکٹرا سے متعلق لکھتی ہیں کہ:

”محترمہ تسنیم جعفری صاحبہ کا سائنس فکشن ناول پوزی اور الیکٹرا ایک منفرد موضوع ہے جس کا بنیادی مقصد معلومات کے ساتھ ساتھ انسان اور انسان کے درمیان والدین اور اولاد کے درمیان پیار، محبت اور خلوص کے رشتے کی اہمیت سے روشناس کروانا ہے۔“(۲۳)

پوزی کا کردار چاہتا ہے کہ وہ اسے محبت اور خلوص کا مظاہرہ کرتے ہوئے باقی سب کو بھی ان جذبات سے روشناس کروائے جس طرح پوزی اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے وہ اس کے والد کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ جب گاٹ بچوں سے ملنے ان کے کمرے میں جاتا ہے تو وہ حیران رہ جاتے ہیں کہ ان کا باپ ان سے ملنے ان کے کمرے میں آیا ہے۔

”وہ ہچکچاتے ہوئے پوچھتا ہے: بیٹا وہ کیسی تھیں؟ وہ خاتون کیسی تھیں جن سے آپ لوگ مل کر آرہے ہو؟ وہ خاتون؟ ڈیڈی! وہ آپ کی ممی تھیں آپ ان کو ممی کیوں نہیں کہتے پوزی نے الٹا سوال کر دیا تو وہ حیرت سے اس کا منہ تکنے لگے۔“(۲۴)

شوہر کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بیوی کہتی ہے تمھیں چاہیے تھا کہ تم ان کو تھپڑ لگاتے جنھوں نے ہمیں سب کے سامنے شرمندہ کر دیا تو بچے اپنے ماں کا یہ رویہ دیکھ کر اپنی ماں کے مزید خلاف ہو جاتے ہیں اور جب بیوی شوہر سے سوال کرتی ہے کہ کیا تم بچوں کی اس باغی سوچ سے پریشان ہو تو وہ کہتا ہے:

”نہیں۔۔۔۔۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے میں نے بھی بچوں کے ساتھ ماضی میں سفر کیا ہے۔ میں نے واقعی اپنی ماں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا تھا۔ بڑا ہوتے ہی ان کو چھوڑ کر چلا گیا، پھر شہر کی گہما گہمی میں ایسا کھویا کہ ان کی پلٹ کر خبر بھی نہ لی اور تم سے شادی کے بعد تو سب کچھ بھول گیا۔ یہ بھی جاننے کی توفیق نہ ہوئی کہ وہ کب تک زندہ رہیں اور کب فوت ہوئیں۔“(۲۵)

وہ والدین جنھوں نے اسے بہت محنت سے پالا پڑھایا انہیں گاٹ نے بالکل فراموش کر دیا کیونکہ گاٹ بچپن سے جو چاہتا تھا وہ اس میں کامیاب ہو گیا وہ ایک اچھا اور قابل سائنسدان بن گیا اور پیسہ کمانا جو اس کا سب سے اہم خواب تھا وہ پورا ہو گیا مگر وہ اپنے سب سے قریبی لوگوں کو بھول گیا۔ باپ کی وفات کے بعد ماں نے اکیلے کیسے زندگی بسر کی ہو گی۔ اس کو اس بات کی کوئی فکر نہ تھی وہ سب کچھ چھوڑ کر اپنے خوابوں کی تکمیل کے

لیے نکل گیا اور پھر وہ اپنے بچوں سے چاہتا ہے کہ وہ اس کے کنٹرول میں رہیں جیسا وہ چاہتا ہے وہی کریں۔ خود وہ چھوٹی عمر سے ہی اپنے والدین کے ساتھ بہت برا رویہ رکھتا ہے اور اب جب اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے تو وہ اپنے جذبات کو ٹھیک سے بیان بھی نہیں کر سکتا الٹا اس کی بیوی اس کا ساتھ دینے کی بجائے اس پر تنقید کرتی نظر آتی ہے:

> ”کاش ہمارے بچے ماضی میں نہ گئے ہوتے اس سے تو اچھا تھا اسرائیل کے ہاتھوں اغوا ہو جاتے۔۔۔۔ اتنے سارے جذباتی شاکس تو نہ لگتے۔۔ بجائے بچوں کو ان کی اس حماقت پر ڈانٹتے کہ خود بھی اپنی مرحوم ماں کا سوگ منانے لگے میں اسی لیے جذباتیت کے خلاف ہوں، انسان میں سوچ سمجھنے کی صلاحیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔“(۲۶)

اس ناول میں تقسیم جعفری نے بچوں کو یہ بتایا ہے کہ ان کے نزدیک ماں باپ کا رشتہ سب سے اہم ہونا چاہیے۔ پیار، محبت اور دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے سے ہی وہ کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں۔ اپنے خوابوں یا مقصد کی تکمیل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے قریبی لوگوں کو چھوڑ دیں۔ ان کا ساتھ دیتے ہوئے ایسا کام کرنا چاہیے کہ ان کا سر فخر سے بلند ہو سکے۔ اس ناول ناول میں بچوں کے ذریعے والدین کو ان کی غلطیاں بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر بار غلط بچے ہی ہوں بعض اوقات بڑوں کے فیصلے بھی غلط ہو سکتے ہیں۔

ii۔ ناول چھوٹو میاں

نسیم جعفری کا یہ ناول سائنسی طریقوں و تجربات کی مدد سے ان مصنوعی چیزوں کو تیار کرنا ہے جس سے لوگوں کی زندگیاں بچائی جا سکیں۔ اس ناول میں جن لوگوں کی نفسیات دیکھنے کو ملتی ہے وہ مثبت سوچ ہے جو انہیں دوسروں لوگوں کو بچانے کے لیے ایسے تجربات کرتے ہیں جس سے وہ انسان کو نئی زندگی دے سکیں۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ روبوٹ کے ساتھ ان کا جذباتی لگاؤ بھی حساس لوگوں کے لیے رشتوں جیسا ہے جہاں کے سائنس دانوں کا مقصد بھی اپنے تجربات کو انسانوں کی فلاح کے لیے استعمال کرنا ہے۔ اس ناول کی کہانی انہیں سائنس دانوں، ڈاکٹروں کے تجربات کے گرد گھومتی ہے۔ تسنیم جعفری نے اس ناول میں یہ بتایا ہے کہ سائنس کا استعمال اچھے مقاصد کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور اب واقعی سائنس کے میدان نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اس سے انسانوں کی زندگی کو مزید سہل بنایا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ تسنیم جعفری، چھوٹو میاں، ابابیل پبلشرز، لاہور، ص ۵

۲۔ تسنیم جعفری، پوزی اور الیکٹرا، اکادمی ادبیات لاہور، پاکستان، ص ۴۲

۳۔ تسنیم جعفری، چھوٹو میاں، ابابیل پبلشرز، لاہور، ص ۴۰

۴۔ تسنیم جعفری، پوزی اور الیکٹرا، اکادمی ادبیات لاہور، پاکستان، ص ۵۱

۵۔ ایضاً، ص ۷۵

۶۔ ایضاً، ص ۹۳

۷۔ ایضاً، ص ۱۰

۸۔ تسنیم جعفری، چھوٹو میاں، ابابیل پبلشرز، لاہور، ص ۴

۹۔ غلام زہرا، ''مریخ کے مسافر'' کالم، مشمولہ فیملی میگزین، ۱۲ اکتوبر ۲۰۱۹ء

۱۰۔ تسنیم جعفری، مریخ کے مسافر، ابابیل پبلشرر، لاہور، ص ۴

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۴

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۵

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۳

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۵

۱۵۔ ایضاً، ص ۳۳

۱۶۔ ایضاً، ص ۳۳

۱۷۔ ایضاً، ص ۳۸

۱۸۔ تہذین طاہر، سائنسی جنگل کہانی، تبصرہ پریس پیس پبلی کیشنز، لاہور،

۱۹۔ تسنیم جعفری، پوزی اور الیکٹرا، اکادمی ادبیات، لاہور، پاکستان، ص ۲۳

۲۰۔ ایضاً، ص ۲۷ تا ۲۸

۲۱۔ ایضاً، ص ۲۹

۲۲۔ ایضاً، ص ۳۱ تا ۳۲

۲۳۔ من نشاء ضیاء، ڈاکٹر، سائنسی جنگل کیانی، تبصرہ پریس پیس پبلی کیشنز، لاہور

۲۴۔ تسنیم جعفری، پوزی اور الیکٹرا، اکادمی ادبیات لاہور، پاکستان، ص ۳۵

۲۵۔ ایضاً، ص ۳۷ تا ۳۸

۲۶۔ ایضاً، ص ۳۹

باب چہارم

منتخب معاصر سائنس فکشن ادیبوں میں تسنیم جعفری کا مقام و انفرادیت ایک جائزہ

تسنیم جعفری اور ان کے ہم عصر نگاروں نے پاکستانی ادب میں سائنسی فکشن کو نیا زاویہ دیا ہے۔ ان کا کام نہ صرف دنیا کے سائنسی تصورات کو پاکستانی قارئین تک پہنچاتا ہے، بلکہ ان کی کہانیاں مقامی مسائل، ثقافت اور اخلاقی معاملات سے بھی جڑی ہوتی ہیں، جو اس صنف کو ایک خاص مقامی رنگ اور عالمی فکر کے درمیان توازن فراہم کرتی ہیں۔

یہ تمام سائنسی فکشن نگار سائنسی موضوعات اور سماجی، ثقافتی سوالات کے درمیان ایک مضبوط پل کے طور پر کام کرتے ہیں، جو نہ صرف تفریحی مواد فراہم کرتے ہیں بلکہ قارئین کو سائنس کے پیچیدہ موضوعات پر غور کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان کے کام نے سائنسی فکشن کو پاکستانی ادب میں ایک اہم مقام دلایا ہے اور یہ اس صنف کو نئی جہت دینے میں مددگار ثابت ہوئے ہیں۔

ا۔ نوشاد عادل

بچوں کے ادیب کی بات ہو رہی ہو تو نوشاد عادل کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ نوشاد عادل نے بچوں کے حوالے سے بہت سے ناول لکھے۔ جو مزاح، ایڈونچر اور سائنس فکشن کے ساتھ ساتھ معاشرتی، اصلاحی اور اسلامی ناول جیسے موضوعات پر مبنی ہیں۔ یہاں تک کہ بچوں کے لیے سب سے طویل ناول لکھنے کا اعزاز بھی آپ کے پاس ہے۔ نوشاد عادل ان مصنفین میں سے ہیں جن کی تحریریں لوگ پڑھنا چاہتے ہیں وہ ان کے ہنسانے اور سمجھانے کے انداز کو پسند کرتے ہیں:

> "ایک حالیہ آن لائن سروے کے مطابق نوشاد عادل اُن لکھاریوں میں سے ایک ہیں جن کو قارئین کی بڑی تعداد پڑھنا چاہتی ہے، اس کی وجہ جہاں ان کا منفرد انداز تحریر ہے، وہیں اُن کے وہ کردار بھی ہیں جو کہ بے حد مقبولیت اختیار کر چکے ہیں۔"(۱)

نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی میں بھی نوشاد عادل بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ میرے زیر بحث ان کا ناول طلسم ہوش ربا ہے جو کہ ایک سائنس فکشن ایڈونچر ہے اور خوفناک مناظر سے بھرپور طبع زاد ناول

ہے۔ناول کا آغاز ہی ہمارے ہوش اڑنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کا مرکزی کردار ایک پروفیسر نجیب ہے جو کہ ایک سائنسدان ہے اور ہر وقت اپنی لیبارٹری میں مصروف رہتا ہے اور اس کی زندگی کا مقصد کوئی ایسا تجربہ وکارنامہ کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ مرنے کے بعد بھی زندہ رہے۔ جو دنیا کو اپنے کارنامے سے حیرت میں مبتلا کرنے والا ہے۔ اختر نامی ایک ملازم اور اس کا کتا جس کا نام ہیرا ہے وہ کہانی کے اہم کردار ہیں۔

پروفیسر لیزر شعاعوں کے حوالے سے کام کر رہا ہے۔ اس کہانی میں سائنسدانوں کی تحقیق پر بات ہوئی ہے کہ کیسے وہ اپنی زندگی ایک تجربے کے نام کر دیتے ہیں اور پھر اسی کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دیے جاتے ہیں۔ پورا ناول تجسس اور عجیب و غریب معلومات فراہم کرتا ہے اور مصنف نے اس خوبصورتی کے ساتھ اپنے الفاظ کے ذریعے منظر کھینچا ہے کہ جو پڑھنے والے کے جسم میں سنسنی پھیلا دیتا ہے۔ جب پروفیسر نجیب کا دوست ڈاکٹر سراج دوران تحقیق مشکل سے دوچار ہوتا ہے تو وہ اپنی زندگی کی ساری جمع پونجی پروفیسر نجیب کو ایک فائل کی صورت میں دے کر غائب ہو جاتا ہے۔ اس کے بارے میں نوشاد عادل لکھتے ہیں:

> "نہایت عجیب۔۔۔ حیرت انگیز۔۔۔ عقل و فہم سے بالاتر۔۔۔ یقین کرو فرزند۔۔۔ انتہائی کوشش کے باوجود میں کچھ نہ سمجھ سکا۔ پوری فائل میں جیومیٹریکل لائینیں آڑھی ترچھی، سیدھی اور عمودی لکیریں بنی ہیں۔ جگہ جگہ دائرے اور چوکور خانے، مستطیل بنے ہوئے ہیں۔۔۔اور بہت سی جگہوں پر دائرے اور خانوں میں چوہوں کی تصویریں۔ بعض صفحوں پر خوفناک انسانی شکلیں ہیں۔ ان انسانی اسکیچز میں انسان کو بھیانک انداز میں بنایا گیا ہے انسان کی دم بھی ہے اور دل کے آخر میں تیر جیسا پھل بھی ہے۔ دو انسان اور چوہے لڑ رہے ہیں۔"(۲)

مندرجہ بالا اقتباس کو پڑھتے ہوئے قاری ایک عجیب کیفیت سے دوچار ہوتا ہے۔ اس کے بعد ایک کردار ڈاکٹر عاصم کا ہے جس کا پالا ایک عجیب و غریب مخلوق سے ہوتا ہے ایک تو سنسان راستہ اوپر سے دو بڑی خونی آنکھیں کسی بھی انسان کی سوچ کو ماؤف کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ پروفیسر نجیب جو اپنے تجربے میں کامیاب ہو جاتا ہے وہ شعاعیں ہیں جو اس نے لائیٹر میں قید کی ہیں شعاعوں سے کسی بھی چیز کو جسامت میں چھوٹا کیا جا سکتا ہے۔

"پروفیسر کے لائیٹر کا رخ ہیرے کی طرف تھا۔ عین اسی لمحے لائیٹر انتہائی چمک
اور سبز شعاع نکلی اور بہ یک وقت اختر اور ہیرا پر پڑی۔ اختر کو اس لمحے عجیب
سا احساس ہوا تھا کیسے کوئی انتہائی ٹھنڈی لکیر اس کے بدن میں گھس گئی
ہے۔"(۳)

اس کے بعد تو اختر کی زندگی ہی بدل جاتی ہے اور یہاں سے کہانی ایک نیا موڑ لیتی ہے۔ اپنی اصل شناخت میں نہ ہونے کی وجہ سے اختر کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ جب ڈاکٹر سراج کی وجہ سے پروفیسر کا قتل ہو جاتا ہے لائیٹر کو وہ لوگ اٹھا کر لے جاتے ہیں تو اختر کو اس کے حصول کے لیے موت کے منہ تک جانا پڑتا ہے۔ پھر انسپکٹر عاصم جو کہ پروفیسر نجیب کے قتل کیس کو حل کر رہا ہوتا ہے وہ ان قاتلوں تک پہنچ جاتا ہے اور پھر وہاں اختر عاصم کی جان بچاتا ہے اور عاصم کی وجہ سے وہ اپنی اصل حالت میں واپس آ جاتا ہے۔ اب یہ کہانی اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی ہے جہاں انسپکٹر عاصم کا ایک بلا سے پالا پڑا تھا۔ اختر اور انسپکٹر ڈاکٹر سراج کی تلاش میں اس کی لیبارٹری میں پہنچ جاتے ہیں جہاں ان کے لیے ایک نئی مصیبت تیار ہوتی ہے۔

"آگ کے نزدیک ہی ایک انسانی جسم پڑا ہوا تھا۔ وہ اسٹینلے تھا۔ اس کے قریب
ہی ایک انسانی قد سے اونچی عفریت کھڑی تھی۔ یہ وہی بلا تھی جس نے شہر میں
خوف پھیلایا ہوا تھا۔ یعنی اگر کوئی چوہا انسانی جسم جتنا ہو جائے تو یہ بات ہی اس
قدر خوفناک ہے کہ منظر تو دل کو لرزہ دینے والا ہے۔"(۴)

وہاں کے ماحول اور منظر کو جس طرح نوشاد عادل نے بیان کیا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ بعد میں ڈاکٹر سراج کی ڈائری سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی تجربے پر کام کر رہا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک کیمیکل کو تیار کرتا ہے اور لیبارٹری میں ہی مین ہول میں اسے ڈال دیتا ہے جہاں بہت سے چوہے جنم لیتے ہیں۔

"اگر اس کیمیکل کو دشمن ممالک کے مین ہولوں اور پانی کی جگہ استعمال کیا جاتا تو
کچھ ہی دنوں میں وہاں چوہوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا اس کیمیکل
سے دشمن ملک کے حساس مقامات پر استعمال کرنا تھا۔"(۵)

اور اس تجربے کے دوران ڈاکٹر کے تیار کردہ کیمیکل کا ایک جار پھٹ جاتا ہے جس کی وجہ سے ڈاکٹر خود اپنے بنائے ہوئے تجربے کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ اس ناول میں کیمیکل اور شعاعوں کے غلط استعمال کو موضوع بنایا گیا ہے جو دشمنوں کے لیے گھڑا کھودنا چاہتے تھے خود اسی کی نظر ہو گئے۔

پروفیسر نجیب اور ڈاکٹر سراج نے سائنس کا درست استعمال نہ کرتے ہوئے وہ تجربات کیے جس کی وجہ سے یا تو وہ خود پھنس گئے یا دوسروں کے لیے تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر کار وہ دونوں تجربات جو اس کی زندگی کا حاصل تھے انہیں ضائع کر دیا گیا کہ کوئی ان کی وجہ سے مشکل کا شکار نہ ہو۔

نوشاد عادل نے سائنسی ایڈونچر کے ذریعے بہت خوبصورتی سے اس کہانی کو لکھا ہے اور ساتھ ساتھ یہ سبق بھی دیا ہے کہ یہ آپ کے استعمال پر ہے کہ آپ کس چیز کا استعمال کیسے کرتے ہیں ہمیں ایسی سائنسی ایجادات کو فروغ یا تجربات کرنے چاہییں جو دوسرے کے لیے فائدہ مند ہوں تب ہی ہم دنیا میں مشہور ہو سکتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ نوشاد عادل کا موضوع منفرد اور اچھوتا ہے اور جس خوبی کے ساتھ وہ منظر کو پیش کرتے ہیں ان کا فن سے بھی وہ آشنا ہیں۔

جب قاری کو اپنے مزاح سے ہنسانے کا کام کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے وہ ایک مزاح نگار ہیں اور جب ان کا مقصد اصلاح ہوتا ہے تو قاری ان کی اس خوبی کا بھی معترف ہو جاتا ہے۔

۲۔ شجاعت علی راہی

آپ شاعر، افسانہ نگار، ڈراما نگار اور انگریزی کے استاد ہیں اور بچوں کے حوالے سے بھی بہت سی کہانیاں اور ناولٹ لکھے۔ بچوں کے حوالے سے لکھے گئے ناولوں میں "ماں، بولتے برگد، بلی کی آپ بیتی ہیں جو کہ معاشرتی اصلاحی اور اس کے علاوہ اخلاقی پہلو کو نمایاں کرتے ہیں۔

شجاعت علی راہی پاکستان کے معروف سائنسی فکشن نگار ہیں جنہوں نے اس صنف میں نمایاں کام کیا ہے۔ ان کی تحریروں میں سائنسی تصورات اور مستقبل کے امکانات کو دلچسپ اور تخلیقی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ شجاعت علی راہی کا کام نہ صرف سائنسی فکشن کے روایتی اصولوں پر مبنی ہوتا ہے بلکہ ان کی تحریروں میں پاکستانی معاشرتی، ثقافتی اور اخلاقی مسائل بھی اُبھرتے ہیں۔

ان کی کہانیاں عموماً جدید ٹیکنالوجی، خلائی تحقیقات، مصنوعی ذہانت اور دیگر سائنسی موضوعات پر مرکوز ہوتی ہیں، اور ان میں انسانیت کے مستقبل اور اس کے چیلنجز کے بارے میں سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔ شجاعت علی راہی کی تحریریں عموماً سائنسی تجزیہ، گہرے فلسفیانہ سوالات اور خیالی دنیاوں کے ذریعے قارئین کو متاثر کرتی ہیں۔

انہوں نے سائنسی فکشن کو پاکستانی ادب میں متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور اس صنف کو مقبول بنانے میں اپنی تحریروں کے ذریعے نہ صرف ادب کے دائرے میں بلکہ سائنسی فکشن کی دنیا میں بھی ایک خاص مقام حاصل کیا ہے۔ ان کی کہانیاں خاص طور پر نوجوانوں میں سائنسی تخیل اور نئی ٹیکنالوجی کے بارے میں دلچسپی پیدا کرتی ہیں۔ شجاعت علی راہی کا کام سائنسی فکشن کے ساتھ ساتھ پاکستانی ادب میں ایک اہم اضافہ ہے۔ میرے زیر مطالعہ ان کا سائنس فکشن کے حوالے سے لکھا گیا ناولٹ ہے جس کا نام "سرخ سیارہ" ہے۔

بقول فضل ربی راہی:

> "سرخ سیارہ" ایک نئے اور اچھوتے موضوع پر لکھا گیا ناولٹ ہے جسے ہم بچوں کے لیے اردو میں لکھی گئی کہانیوں میں ایک گراں قدر اضافہ قرار دے سکتے ہیں۔ سرخ سیارہ میں مریخ کے حوالے سے زندگی کا ایک تصوراتی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ جہاں زندگی ایک نئے انداز میں موجود ہے۔"(۶)

کہانی کا مرکزی کردار زہاب زہرا ہے۔ جو کہ انمول کی چھوٹی بہن ہے اور وہ اس سے بہت پیار کرتی ہے۔ ایک دن اچانک زہاب زہرا اپنے بستر سے غائب ہو جاتی ہے اور وہ انمول کے بستر سے ملتی ہے جسے سب یہ سمجھاتے ہیں کہ یہ اچھی بات نہیں تم اسے بغیر بتائے لے آئی لیکن انمول اس بات سے لاعلم ہوتی ہے کہ چند ماہ کی اس کی بہن جو چل نہیں سکتی کیسے اس کے پاس پہنچی۔ پھر ایک بحث چھڑ جاتی ہے کوئی کہتا ہے کہ اس پر جن کا سایہ ہے کوئی گھر کو آسیب زدہ کہہ دیتا ہے اور کوئی پریوں کی کہانیوں پر یقین رکھتا ہے۔ اس کے بعد ناول میں سیاروں سے متعلق معلومات کا آغاز ہوتا ہے جہاں انمول اور اس کی کزن نظام شمسی سے متعلق بات کرتی ہیں اور وہیں سے ذکر شروع ہوتا ہے مریخ کا۔ کہ وہاں ایلینز رہتے ہیں جو اڑن طشتری کی مدد سے زمین پر آتے ہیں۔ گل اندام مریخ کے حوالے سے بتاتی ہے کہ: "مریخی سال ۶۸۷ زمینی دنوں کے برابر ہوتا ہے یعنی زمین سے تقریباً دو گنا۔"(۷)

اس کے بعد سائنسی حوالے سے ایک فلم دی ماریشن کا ذکر ملتا ہے جس میں خلائی مشین مریخ پر حادثے کا شکار ہو جاتی ہے۔ اتنے میں وہ دیکھتی ہیں کہ ایک تیز روشنی ان کے کمرے سے نکلتی ہے جس کا ذکر ناول میں کچھ یوں کیا گیا ہے:

"کمرے سے ایک دھنک رنگ روشنی باہر نکلتی ہے یہ روشنی بے بی زہاب کے گرد لپٹی ہوئی تھی لگ رہا تھا کہ زہاب زہرا ہوا میں پرواز کر رہی ہے اور ارد گرد دھنک کی ایک چادر سی بچھی ہوئی ہے۔"(۸)

پھر اچانک ایک موسیقی کی آواز ابھرتی ہے جو ان کو بتاتی ہے کہ وہ مریخ سے آئی ایک شہزادی ہے وہ بس زہاب سے پیار کرتی ہے اور چند گھنٹے اپنے ساتھ لے کر جا رہی ہے۔ وہ دونوں بھی اس کے ساتھ جانے کو تیار ہوتی ہیں۔ مریخی سفر اتنا آسان نہیں کہ وہ فورا پہنچ جائیں مگر وہ چند ہی منٹ پر مریخی سرزمین پر قدم رکھ لیتی ہیں۔ جس پر انمول شہزادی سے اس کے پیچھے کیا وجہ ہے وہ دریافت کرتی ہے۔ جس کے جواب میں شہزادی کہتی ہے کہ:

"میں نے آپ لوگوں کے جسم کو توانائی میں تبدیل کر دیا تھا اور اس توانائی کو مریخی تکنیک کے ذریعے مریخ تک پہنچا دیا۔ ہمارے زمینی ساتھی ابھی سائنس کے میدان میں اس پیش رفت تک نہیں پہنچ پائے کہ ایسا کر سکیں۔"(۹)

اس کے بعد وہ ان کے سائنسی شعبوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ناول میں شہزادی ان کی تعریف کرتی ہے کہ وہ بہت خوبصورت اور اچھی لڑکیاں ہیں کیونکہ وہ اپنے والدین کی بات مانتی ہیں اور ہمیشہ سچ بولتی ہیں۔ شجاعت راہی نے اس ناول کے ذریعے بچوں کی اخلاقی و اصلاحی تربیت کی ہے۔ اس کے بعد ایک زمینی ملک یلغار کی خاتون بابا ونگا کا ذکر ہے جس نے نائن الیون کے حوالے سے پیشن گوئی کی تھی اور وہ سچ ہوئی اور اس نے کہا تھا کہ چین دنیا کی سپر پاور بنے گا اور ایسا ہی ہوا۔ یہ بات حیرت کا باعث تھی کہ مریخی مخلوق نہ صرف زمینی مخلوق بلکہ جتنی بھی نظام شمسی ہے اس کے بارے میں مکمل معلومات رکھتی ہیں یہاں تک کہ ان کے کہکشاؤں سے بھی رابطے ہیں۔

"سولہویں اور سترہویں صدی سے گیلیلیو گیلیلی اور رومی و یونانی تہذیب سے مریخی زمینی داستانوں کا ایک حصہ رہی ہے اور اس کی رنگت سرخ ہونے کی وجہ سے اس کو جنگ اور تباہی کے خدا مارس کا درجہ دیا گیا۔ اسی مناسبت سے انگریزی مہینے مارچ کا نام رکھا گیا۔"(۱۰)

انسان کی مریخی زمین پر قدم رکھنے اور یہاں پر انسانی آبادیوں کی کوششیں جاری ہیں۔ ناول کے اختتام پر یہ سبق دیا گیا ہے کہ نظام شمسی کی تمام مخلوق کو مل جل کر اور پیار و محبت سے رہنا چاہیے۔ انسان جو ایٹم بم کی

وجہ سے فتنہ و فساد پھیلاتا رہا ہے اس سے صرف نسلوں کا خاتمہ ہو گا یہ سب آپس میں لڑ کر ہی ختم ہو جائیں گے۔ سرخ سیارہ کے ذریعے مصنف نے مریخی سیارے کے بارے میں بچوں کو معلومات کا ایک ذخیرہ دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اچھے بچوں کی خوبیوں کے بارے میں بھی بتایا ہے اور یہ درس دیا ہے کہ محبت اور امن کے ساتھ زندگی کو گزارا جاسکتا ہے کوئی مخلوق کسی سے کم تر نہیں سب قابل احترام اور امن کی مستحق ہیں۔

۳۔ امجد جاوید

امجد جاوید پاکستان کے معروف سائنسی فکشن نگار ہیں جنہوں نے اس صنف کو مقامی سطح پر مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی تحریروں میں سائنسی خیالات، جدید ٹیکنالوجی، اور مستقبل کی دنیا کے حوالے سے خیالات کو انتہائی تخلیقی اور دلچسپ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ امجد جاوید نے اپنے کام کے ذریعے سائنسی فکشن کو ایک نئے اور منفرد رنگ میں ڈھالا، جس میں نہ صرف سائنسی بنیادوں پر کہانیاں بنتی ہیں بلکہ انسانی جذبات، اخلاقی مسائل اور سماجی تبدیلیوں کو بھی اجاگر کیا جاتا ہے۔

امجد جاوید کی کہانیاں عموماً خلائی سفر، مصنوعی ذہانت، اور مستقبل کے سائنسی امکانات پر مرکوز ہوتی ہیں۔ ان کی تحریریں سائنسی حقائق اور فکشن کے امتزاج سے ایک منفرد اور دلکش نوعیت کی کہانیاں تخلیق کرتی ہیں، جو قارئین کو نہ صرف تفریح فراہم کرتی ہیں بلکہ سائنسی نظریات اور مستقبل کے امکانات پر بھی سوچنے کی ترغیب دیتی ہیں۔

امجد جاوید کی تخلیقات میں ہمیشہ ایک گہرا فلسفیانہ پہلو بھی ہوتا ہے، جو ان کے کام کو دوسرے سائنسی فکشن نگاروں سے ممتاز کرتا ہے۔ ان کی کہانیاں نہ صرف سائنسی فکشن کے شائقین کے لیے دلچسپ ہیں بلکہ وہ قارئین کو مستقبل کی دنیا کے بارے میں اہم سوالات اٹھانے اور موجودہ دور کی ٹیکنالوجی اور اس کے اثرات پر غور کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ امجد جاوید نے بہت سے نامور ناول لکھے نہ صرف بچوں کے لیے بلکہ بڑوں کے لیے بھی ان کے ناول منظر عام پر آئے جنہیں بہت پسند کیا گیا۔ پہلے سپر ہیرو "جی بوائے" کا خیال "امجد جاوید" کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

بقول ابن آس محمد:

> "امجد جاوید کا سپر ہیرو نہایت منفرد اور مختلف ہے۔ جنیٹنگ سپر ہیرو، اس سے پہلے صرف انگلش اور فرانسیسی کہانیوں میں پیش کیے گئے ہیں۔ یوں اردو میں پاکستانی بچوں کا پہلا سپر ہیرو بلاشبہ "جی بوائے" ہے۔"[۱۱]

امجد جاوید کا ناول "جی بوائے" جس میں ایک ہیرو کا کردار پیش کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سائنس فکشن کے چند عناصر بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس کا مرکزی کردار جمال نامی ایک لڑکا ہے۔ جسے کچھ لوگ اغوا کرنا چاہتے ہیں وہ بہت لائق طالب علم ہے۔ اچانک جب اسے کچھ لوگ اغواہ کرنے آتے ہیں تو وہ بچہ جو کسی سے لڑتا تک نہیں وہ ان کے ساتھ ایسے لڑائی کرتا ہے کہ لوگ تو لوگ وہ خود حیراں رہ جاتا ہے۔ اس کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ طاقت کہاں سے اس کے پاس آئی ہے کہ دشمنوں کو وہ اٹھا اٹھا کر پھینک رہا ہے دیکھنے والوں کے لیے بھی یہ ایک عجیب منظر تھا کہ ایک بچے کے ہاتھوں یہ سب ہوا ہے۔ پولیس ان آدمیوں کو گرفتار کر لیتی ہے لیکن انسپکٹر منصور جو یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے وہ اس پر یقین نہیں کرتا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ پھر بتایا جاتا ہے کہ ایک ڈاکٹر رچرڈ ہیں جو کہ جینیٹک انجینئرنگ کے ماہر ہیں اور وہ انسان میں جینز کے حوالے سے کچھ تبدیلیاں کرنا چاہتے تھے کہ انسان کی قوت و طاقت بڑھ جائے اور اسی تھیوری کو بعد میں کلوننگ کا نام دیا گیا۔

جمال کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ اس میں ایسی کوئی طاقت یا قوت ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں تھا تب ہی اس کی جینز میں تبدیلیوں کا کام شروع ہو چکا تھا اور یہ تبدیلی آہستہ آہستہ اس میں نمودار ہونے لگی ہیں۔ اب اسی ڈاکٹر کا بیٹا ڈاکٹر ولیم اس کا استعمال غلط کاموں کے لیے کرنا چاہتا ہے جس کی وجہ سے وہ جمال کو اغوا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ وہ اس کا استعمال آسانی کے ساتھ کر سکتا ہے اس کے لیے اسے کوڈنگ چاہیے جو کہ جمال کے دادا کے پاس محفوظ ہے۔ انسپکٹر منصور بھی اس موضوع کو بہت دلچسپی سے سنتا تھا کیونکہ ایسی معلومات اسے بہت پسند تھی۔ وہاں سے جمال کی تربیت کا آغاز ہوتا ہے جہاں اس نے جو کام پہلے نہیں کیا ہوتا اس کی مشق کروائی جاتی ہے۔ اس واقعے کے بعد اس کا سکول جانا بند کر دیا جاتا ہے۔ اب جمال کو خطرے سے پہلے ہی کچھ روشنیاں دکھائی دینے لگتی ہیں یہ اس جینیٹک کوڈنگ کا اثر ہے جو بچپن میں اس پر تجربے کی صورت میں کی گئی ہیں۔

کہانی میں ایک اہم موڑ آتا ہے نیلی روشنی کے نام سے جہاں سے اچانک ایک روشنی کی وجہ سے نوجوان بے ہوش ہونے لگے اور اس سے لوگوں میں ایک خوف و دہشت کی فضا قائم ہو گئی۔ ایک ڈیجیٹل کرائم ماہر کی مدد سے اس ٹیپ کو پرکھنے کا کام شروع ہوا جس سے وہ نیلی روشنی نکلتی ہے۔

> "عام ٹیب میں جو ریز خارج ہوتی ہے، وہ اس قدر انسان پر اثر انداز نہیں ہوتی
> جتنی اس سے نکلنے والی شعاعیں اثر انداز ہوتی ہیں، مثلاً عام ٹیب زیادہ استعمال
> کرنے سے آنکھوں پر اثر پڑتا ہے، تھوڑا بہت اعصاب بھی متاثر ہوتے ہیں

لیکن یہ۔۔۔ یہ تو اس قدر طاقتور شعاعیں خارج کر رہا ہے کہ میرے خیال میں
اس کا براہ راست اثر دماغ پر پڑتا ہوگا۔"(۱۲)

اور اسی نیلی روشنی کی وجہ سے جمال کو بعد میں اغوا کر لیا جاتا ہے۔ جہاں جمال کو اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ نیلی روشنی مسلسل اس پر ہونے کی وجہ سے وہ اپنی طاقت کا استعمال نہیں کر سکتا وہ اسے ایک جزیرے پر لے جاتے ہیں۔ جہاں پر بے ہوشی کا ناٹک کرتا ہے تو جب اس پر سے تھوڑی دیر کے لیے روشنی ہٹائی جاتی ہے اور وہ حملہ کر کے نکلنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ وہاں سے وہ جنگل کے راستے سے ان کے کنٹرول روم میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں سے وہ اپنے گھر والوں سے رابطہ کر کے انہیں اپنی جگہ کے بارے میں بتاتا ہے انسپکٹر اور اس کی ٹیم اسے وہاں سے بچانے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔

اگلے دن دادا جان اسے ایک گھڑی دیتے ہیں جو وہ لینے سے انکار کر دیتا ہے وہ اسے بتاتے ہیں کہ وہ کوئی عام گھڑی نہیں ہے بلکہ ایک الارم اور انڈیکیٹر ہے اگر تم کسی مصیبت میں ہو تو وہ الارم بج جائے گا اور ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ تم کس جگہ پر ہو۔ نیلی روشنی کے پیچھے کیا سراغ ہے اس کی تلاش میں جمال اور دو پولیس والے جنگل سے ہوتے ہوئے پہاڑ پر جاتے ہیں۔ جہاں وہ ایک بھیڑیے سے بچنے کے لیے اس پر فائر کرتے ہیں جہاں وہ بھیڑیے گرتا ہے وہ پھر سپرنگ کی طرح اچھلتا ہے۔ جب وہ اس چیز کو دیکھتے ہیں تو وہ محتاط ہو کر چلنے لگتے ہیں قریب جانے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی پیلی روشنی ہے جمال زمین پر سر رکھتا ہے تو اسے کچھ آوازیں سنائی دیتی ہیں جہاں ایک پہاڑ میں غار بنائی گئی ہے جمال اس کے تعاقب میں آگے بڑھتا ہے تو دیکھتا ہے وہاں ایک لیبارٹری بنائی گئی ہے۔

"ہم تین طرح کی ریز بنا رہے ہیں۔ ایک جس سے انسانی اعصاب بالکل ختم نہ ہوں بلکہ کافی حد تک کمزور ہو جائیں۔ دوسری قسم ان دیکھی ریز کی ہے، جنھیں سکیورٹی مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، وہ ریز دکھائی نہیں دیتی اس لیے کسی کو معلوم نہیں ہوا کہ وہ اس ریز کے حصار میں آکر جھلس جاتا ہے، تیسری ریز ایسی ہے جس سے کسی کو بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔"(۱۳)

پھر اچانک پورے ملک میں ایک گروہ ایکٹیو ہو جاتا ہے جو نوجوانوں کا ہے اس کا کام یہ ہے کہ وہ اچانک گاڑیوں پر حملہ کر دیتے ہیں گرفتاری پر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اس کے لیے کوئی پیسے دیتا ہے وہ آئن لائن انہیں

اس کی تعلیم اور پیسے دیے جاتے تھے۔ اور یہ سب اس نیلی روشنی کے حصار میں ہوتا تھا اور اگر کوئی پکڑا جاتا تھا تو اس کو جرمانہ دینا پڑتا تھا جہاں بچوں کے ذہنوں کو کنٹرول کر کے مرضی کا کام کروایا جاتا تھا۔

”یہ تو خطرناک صورتحال ہے۔، ان سے تو جیسا مرضی جرم کروایا جاسکتا ہے، نا
جانے کتنے نوجوان ان کے ہتھے چڑھ گئے ہیں، کئی کی تو زندگی خراب ہو گئی،
ملک و قوم اور والدین پر بوجھ ہیں۔“(۱۴)

امجد جاوید نے اس ناول میں بہت سے ایسے پہلوؤں کو اٹھایا ہے جس سے ہمارا معاشرہ بہت متاثر ہوتا ہے جہاں بچے یہ نہیں دیکھتے کہ وہ غلط کام کر رہے ہیں بلکہ وہ پیسے کمانے میں اتنا آگے نکل چکے ہیں کہ انہیں غلط اور صحیح کی تمیز ہی نہیں رہی۔ کہانی میں اچانک ایک روبوٹ آتا ہے جس کا مشن تباہی کرنا تو ہے ہی دوسرا اہم مشن جمال کو اغوا کرنا ہے۔ اسے بہت اچھے اور ماہرین نے کنٹرول کیا ہوا تھا جہاں اسے آپریٹ کیا جانے لگا۔ روبوٹ میں کسی قسم کا کوئی جذبہ نہیں ہوتا اس لیے وہ راستے سے گزرتے لوگوں کو مارتا آگے کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ نہ ہی اس پر کسی قسم کا ہتھیار اثر کر رہا تھا صرف لوہے کے راڈ کو سر پر مارنے سے وہ تھوڑی دیر کے لیے رک جاتا پھر واپس اپنی پہلے والی پوزیشن میں آکر جمال کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے جہاز کی مدد سے جمال کو دوسرے ملک میں لے جانے کی کوشش کی جاتی ہے جمال اور توکسی سے قابو نہیں آتا تھا مگر روبوٹ کے آگے وہ پھڑ پھڑا کر رہ جاتا۔ جمال کو ایک ترکیب سوجھی وہ جہاز کے عین کونے پر آگیا روبوٹ نے جب اس پر حملہ کرنا چاہا تو روبوٹ نیچے گرنے لگا اس نے جہاز کے کونے کو پکڑ لیا تھا مگر وہ خود اوپر نہ آسکا وہیں پھنس کر رہ گیا۔

امجد جاوید نے سائنسی حوالے سے بہت سے پہلوؤں کو مدنظر رکھا ہے مثلاً جنیٹنگ کوڈنگ جو آج کے دور میں ایک مقبول موضوع ہے دوسرا شعاعوں کی مدد سے انسان کو کیسے کنٹرول کیا جاسکتا ہے کہ وہ دوسروں کے اشاروں پر کام کرنے لگتا ہے۔ آئن لائن ویب سائٹ کے غلط استعمال سے آج کی نوجوان نسل کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ پیسے کی ہوس نے لوگوں کو اندھا کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ جدید گھڑیاں جس میں آپ ایک دوسرے سے رابطے کے علاوہ خطرے کا بھی بتا سکتے ہیں۔ روبوٹ چونکہ اب بہت مقبولیت حاصل کر چکے ہیں مغربی ممالک میں انسان کی جگہ روبوٹ نے لے لی ہے جسے آپ کنٹرول کر کے کوئی بھی کام نکلوا سکتے ہیں۔

امجد جاوید نے سائنسی ایجادات اور اس کے خطرات سے لوگوں کا آگاہی دینے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ غلط اور درست کا تعین بھی کر سکیں وہیں ایک ایسا سپر ہیرو کا کردار بھی پیش کیا ہے جو سب کے لیے ایک مثالی کردار ہے۔

۴۔ مہوش اسد شیخ

مہوش اسد شیخ پاکستان میں سائنسی فکشن کی ایک اہم شخصیت ہیں۔ ان کی تحریروں میں عام طور پر جدید ٹیکنالوجی، سماجی مسائل اور مستقبل کی دنیا کے پیچیدہ منظرنامے نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے کام کے ذریعے سائنسی فکشن کو صرف تفریح کے لیے نہیں بلکہ ایک وسیلے کے طور پر استعمال کرتی ہیں جس کے ذریعے انسانیت، اخلاقی سوالات اور سماجی تبدیلیوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

مہوش اسد شیخ نے سائنسی فکشن کی دنیا میں اپنی شناخت اس انداز میں بنائی کہ ان کی کہانیاں نہ صرف پاکستانی معاشرتی ڈھانچے کو پیش کرتی ہیں بلکہ عالمی سطح پر بھی ان کے خیالات کو اہمیت دی جاتی ہے۔ ان کی تحریروں میں ایک مخصوص خیال یا تصور ہوتا ہے، جو مستقبل کی ممکنہ دنیاوں کے بارے میں سوالات اُٹھاتا ہے اور قاری کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

ان کی کہانیوں میں تخلیقی اور علمی سوچ کا امتزاج ہوتا ہے، جس میں سائنسی بنیادوں پر مشاہدات اور مستقبل کی ممکنہ ٹیکنالوجیز کا گہرائی سے تجزیہ کیا جاتا ہے۔ یہ خصوصیت انہیں دیگر سائنسی فکشن نگاروں سے ممتاز کرتی ہے، اور ان کا کام پاکستان میں اس صنف کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

مہوش اسد شیخ نے سائنسی فکشن کے ذریعے نہ صرف ادب میں جدت لائی ہے بلکہ نوجوان نسل کو بھی اس صنف کی طرف راغب کیا ہے۔ ان کی تخلیقات میں سائنس اور ادب کا خوبصورت امتزاج دیکھنے کو ملتا ہے، جو قارئین کو نئے خیالات اور تصورات سے روشناس کراتا ہے۔

مہوش اسد شیخ فیس بک پر مشی خان سے مشہور ہوئیں وہاں سے انہوں نے لکھنے کا آغاز کیا اور اپنی چند کتب کے بعد ہی مشہور ہو گئیں۔ انہوں نے افسانے اور کہانیاں لکھی ہیں جن کا موضوع معاشرتی و سماجی اصلاح ہے۔ آپ نے پروفیسر بونگسٹائن کے نام سے بچوں کے لیے کہانیاں لکھی ہیں جو سائنس فکشن پر مبنی ہیں۔ میرے زیر بحث مہوش اسد شیخ کی کتاب "پروفیسر بونگسٹائن" ہے۔

> "یہ کہانیاں پروفیسر بونگسٹائن کے کارناموں پر مشتمل ہیں۔ جو سائنسی تجربات میں غرق رہنے والے ایک نو عمر لڑکے کے کارناموں پر مشتمل ہیں جس کا دوست ازراہ تفنن "پروفیسر بونگسٹائن" کہتا ہے۔ ہر کہانی بونگسٹائن کا ایک نیا تجربہ ہے، وہ اپنے دوستوں کو نئے اور جدید ترین مستقبل کی دنیا کی سیر کرواتا ہے، یعنی "ٹائم ٹریول" کو بنیاد بنا کر واقعتاً لکھے گئے ہیں۔"(۱۵)

کہانی کا آغاز ہی پروفیسر بونگسٹائن کے پہلے کارنامے سے ہوتا ہے جو ٹائم ٹریول ہے جس میں پروفیسر کا دوست مستقبل کی دنیا کی سیر کرتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ وہاں جو ہوٹل ہیں اس میں انسانوں کی جگہ روبوٹ نے لے لی ہے جو اس کے لیے حیرت کا باعث ہے۔ اس کے علاوہ کھیتوں میں بھی اب انسانوں کی جگہ روبوٹ کام کرنے لگے اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ یہ دنیا نہیں کوئی اور ہی جگہ ہے۔ مصفنہ نے اس کو بہت آسان اور خوبصورت الفاظ میں لکھا ہے:

> "کس قدر سہولیات ہیں اس جنت میں۔۔۔۔ ایک جگہ مجھے ایک سائن بورڈ" الیکشن ۲۰۲۱ء حکومت پاکستان" کے نام سے دکھائی دیا میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اوہ! تو یہ کوئی جنت، کوئی طلسماتی دنیا نہیں بلکہ میرا پیارا پاکستان ہے۔"(۱۶)

ایک محب وطن ہونے کے ناطے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک ترقی کرتا رہے۔ اس لیے ہمیں اس کو پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آنے والا پاکستان اس سے مزید اچھا اور بہتری کی طرف جائے گا۔ دوسری کہانی میں پوسٹ مارٹم کو موضوع بنایا گیا ہے جس میں یہ پتہ چل سکے کہ مرنے والے کی موت کیسے ہوئی جہاں ایک عورت کی موت کے بارے میں وہاں کے لوگوں کو سالوں بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کی موت قدرتی نہیں تھی بلکہ اس کے بیٹے نے اسے مار دیا تھا۔

مہوش اسد شیخ کی کہانیوں میں بچوں کے لیے اخلاقی سبق پوشیدہ ہے۔ جدید دور میں موبائل کا استعمال اور اس سے کیا نقصانات ہو سکتے ہیں وہ بھی آپ کی کہانیوں کا موضوع ہے۔ وہیں موبائل فون کے درست استعمال اور اس کے فوائد سے متعلق بھی وہ بچوں کی اصلاح کرتی نظر آتی ہیں۔ آپ کی کہانیوں میں ٹائم ٹریول کی وجہ سے بھی سبق دیا گیا ہے جہاں وہ ماضی یا مستقبل میں جانے کے بعد ان کو سمجھ آتی ہے کہ مایوسی کفر ہے وہ جلد ختم ہو جائے گی۔ امید کی کرن آپ کی کہانیوں کا اہم موضوع ہے۔

۵۔ عشرت معین

عشرت معین نے بچوں کے حوالے سے بہت کام کیا۔ عشرت معین سیما کی تحریروں میں سائنسی فکشن کی کلاسیکی روایات اور پاکستانی ثقافت کا حسین امتزاج ہے۔ ان کی کہانیاں صرف سائنسی موضوعات پر نہیں بلکہ پاکستان کی معاشرتی حقیقتوں، مسائل اور افکار پر بھی توجہ مرکوز کرتی ہیں۔ ان کا انداز ایک تخلیقی حقیقت سے جڑا

ہوا ہے، جس میں سائنسی دائرے سے باہر جا کر انسانی جذبات اور خیالات کا بھی عکاس ہوتا ہے۔ آپ نے سائنسی کہانیاں لکھیں۔

جس میں ایک بچہ اپنے باپ سے بہت محبت کرتا ہے مگر والد وقت کی کمی کی وجہ سے اسے وقت نہیں دے سکتے اور بچہ ہر وقت توجہ پانے کے لیے بے تاب رہتا ہے۔ اس کے والد گھر کے اکیلے کمانے والے سربراہ ہیں اور آج کے دور میں ایک انسان کام کرنے والا ہو اور باقی کھانے والے تو زندگی بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کے تعلیمی اخراجات ایک بوجھ بن گئے ہیں اگر اچھی تعلیم دلوانی ہے تو اتنی ہی زیادہ فیس دینی ہے۔ کہانی کا نام لاڈلا لیپ ٹاپ ہے۔ بچے کو اپنے والد کے لیپ ٹاپ سے محبت کو جاتی ہے کیونکہ اس کے والد سب سے زیادہ وقت اسی کے ساتھ گزارتے ہیں۔ بچہ اس لیپ ٹاپ کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور وہ یہ خواہش کرتا ہے کہ کاش وہ ان کا بیٹا ہونے کی بجائے لیپ ٹاپ ہوتا۔ بچہ سوتے ہوئے اسی چیز کے بارے میں سوچ رہا ہوتا ہے اور اسی وقت اس کو یہ خواب آتا ہے کہ وہ اپنے والد کا لیپ ٹاپ بن گیا ہے جس پر وہ بہت خوش ہوتا ہے کہ وہ جو چاہتا تھا وہی ہوا۔ مگر جب اس کے والد صبح کے وقت اسے دفتر لے کر جاتے ہیں اور اس پر کام کرنا شروع کرتے ہیں تو بچے کو لگتا ہے کہ وہ تھوڑا سا کام کرنے کے بعد اسے پیار سے دیکھیں گے اور اس پر خوب گیمز کھیلیں گے۔ مگر بچے کی ساری خواہشوں کا گلہ تک گھٹ جاتا ہے جب اس کے والد بار بار اس پر ٹائپ کرتے ہیں اور ان کے پاس کھانے پینے کا بھی وقت نہیں ہوتا۔ پھر وہ ایک خاوند ہونے کے ناطے بیوی سے بات کر کے گھر میں کوئی مسئلہ تو نہیں اس کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

بچہ تب حیران ہوتا ہے جب وہ لیپ ٹاپ میں بنے ایک فولڈر کو دیکھتا ہے جو اس کا فیملی کے نام سے ہوتا ہے وہ بہت زیادہ خوش ہو جاتا ہے کہ والد صاحب نے اس میں کچھ نہ کچھ لکھا ہو گا یا یہ بھی ہو سکتا ہے اس میں سب کی تصاویر ہوں جب وہ اسے کھولتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں اس میں ان کے گھریلو اخراجات کی تفصیل ہوتی ہے۔ جس میں اضافی اخراجات میں اس کی فرمائش کیے گئے جوتے اور اس کی بہن کی چیزیں ہوتی ہیں اور وہ اپنے والد کی یہ آواز سنتا ہے کہ اب مزید گھنٹے لگانے پڑیں گے تاکہ یہ خرچے پورے ہو سکیں۔ تب اسے اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ اس کے والد کے لیے لیپ ٹاپ کوئی تفریح کا سامان نہیں بلکہ ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی مشین ہے مشین بھی ایسی جس پر وہ بہت محنت کرتے ہیں۔ بچہ اپنے والد سے کیے گئے شکوے اور شکایتوں کو یاد کرتے ہوئے مزید شرمندہ ہو جاتا ہے۔ جب وہ صبح اٹھتا ہے تو وہ اس بات کا شکر ادا کرتا ہے کہ وہ لیپ ٹاپ نہیں ہے۔ وہ اپنے والد سے بہت اچھے طریقے اور خوشی کے ساتھ ملتا ہے۔ اس

کہانی میں ایک بچے کی نفسیات کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح توجہ مانگتا ہے اور وہ اپنے سے جڑے رشتوں کے بارے میں کیا سوچتا ہے۔ مصنفہ نے بہت خوبصورتی کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے جہاں آج کل کے دور میں لوگوں کے پاس لیپ ٹاپ تفریح کا سامان بن گیا ہے وہاں ہی وہ کس طرح ایک شخص اس کا درست استعمال کرتے ہوئے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے۔

تسنیم جعفری کی انفرادیت

جدید دور میں تقسیم جعفری کا نام کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ تسنیم جعفری نے مختلف موضوعات پر لکھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سائنس فکشن کی دونوں اقسام اور ذیلی شاخوں کے ساتھ ساتھ دورِ جدید کا ایک اور اہم پہلو ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں بھی لکھا۔ تسنیم جعفری کے ناول اور کہانیاں پڑھ کر ان کی سائنسی معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ شعبہ تعلیم سے بھی وابستہ ہیں یعنی وہ جانتی ہیں کہ آج کل کے بچوں کا رجحان کس طرف ہے؟ آج کل بچوں کو کس طرح کے موضوعات میں دلچسپی ہے۔

> "پاکستانی ادب میں ایک تابندہ نام تسنیم جعفری کا ہے جو ایک معروف مصور اور سائنس فکشن رائٹر اور درجنوں کتب کی مصنفہ ہیں بچوں کے ادب کے حوالے سے آپ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کی منفرد اسلوب پر مشتمل کہانیاں اور دیگر مضامین کو علمی و ادبی حلقوں میں خوب پذیرائی ملی۔"(۱۷)

تسنیم جعفری سے پہلے بھی سائنس فکشن لکھا جارہا تھا مگر ان میں سائنس فکشن کچھ عناصر شامل تھے مگر تسنیم جعفری نے سائنس فکشن کی اقسام اور ذیلی شاخوں پر بھی ناول لکھ کر سب کو حیران کر دیا۔ ان کا نام اس حوالے سے بھی انفرادیت رکھتا ہے کہ انہوں نے اس وقت سائنسی ادب لکھنا شروع کیا جب پاکستانی ادب میں اس پر توجہ نہیں دی جارہی تھی۔ انہوں نے سائنس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ایسا ادب تخلیق کیا جو وقت کی ضرورت ہے اور خصوصاً بچوں کے ادب میں سائنس فکشن لکھنا اور بھی مشکل تھا کیونکہ اس کے لیے بچوں کی ذہنی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ان کے ذہنوں میں گردش کرتے سوالات کو سامنے رکھتے ہوئے سائنسی ادب تخلیق کیا جو ان کی بہت بڑی کوشش تھی جس میں وہ کامیاب بھی رہیں۔ آپ کے سائنس فکشن کے حوالے سے "محمد شعیب مرزا" مدیر ماہنامہ پھول لاہور، چیئرمین اکادمی ادبیات اطفال لکھتے ہیں:

”تسنیم جعفری پاکستان کی نام ور مصنفہ ہیں جن کی ایک درجن سے زائد کتب شائع ہو کر مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اچھا ادیب وہی ہوتا ہے جس کا ہاتھ معاشرے کی نبض پر ہو۔ تسنیم جعفری نے زیادہ تر توجہ سائنسی ادب لکھنے پر دی کیوں کہ پاکستانی ادب میں سائنسی ادب پر توجہ بہت کم دی گئی ہے جو لوگ بھی سائنس کے حوالے سے لکھتے ہیں وہ خشک موضوعات لکھتے ہیں جن میں عام قاری کو دلچسپی نہیں ہوتی۔“(۱۸)

تسنیم جعفری کے ناول مثبت پہلو سے ہمکنار ہیں۔ سائنس کا درست استعمال کر کے ہم کس طرح ترقی کر سکتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ بچوں کے اخلاقی تربیت بھی انہیں کا خاصہ ہے اور جدید دور میں جہاں انٹرنیٹ اور ٹیکنالوجی آگئی ہے وہاں بچوں کی تربیت کے لیے ایسے موضوعات کی بہت ضروری تھی جو بچوں کی اصلاح کرتے ہوئے انھیں مثبت اور درست طریقے پر لے جاسکے۔

”محترمہ تسنیم جعفری کو عصرِ حاضر میں اردو زبان میں استعمال فکشن کی سب سے بڑی لکھاری کہا جاسکتا ہے۔ بچوں اور نوجوانوں کے لیے سائنسی ماحولیاتی موضوعات پر اب تک ان کی سولہ کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں اس چیز کی اشد ضرورت ہے کہ بچوں کو روایتی کہانیوں اور داستانوں کے ساتھ ساتھ جدید رویوں اور ایجادات سے روشناس کروایا جائے اور اس حوالے سے تسنیم جعفری کا قلم نت نئی کہانیاں لکھ کر بچوں کا سائنس اور ٹیکنالوجی سے رشتہ جوڑنے کا کام بخوبی کر رہا ہے۔“(۱۹)

تسنیم جعفری کے ہم عصر ادیبوں کے ہاں بھی سائنس فکشن کے عناصر پائے جاتے ہیں مگر ان کے ہاں یا تو سائنس فکشن کی کسی ایک قسم پر لکھا گیا ہے یا پھر کسی ایک ذیلی شاخ پر اور کچھ ادیب ایسے ہیں کہ انھوں نے صرف بچوں کے ادب پر لکھا ہے۔ سائنسی ادب پر انھوں نے ایک یا دو کتب لکھی ہیں۔ باقاعدہ انھوں نے کسی صنف کو موضوع نہیں بنایا۔ انھیں میں سے ایک نام نوشاد عادل کا ہے۔ نوشاد عادل بچوں کے ادب پر لکھتے ہیں انھوں نے بھی کچھ سائنسی ناول لکھے جو کہ ایڈوانچر یا ہارر سائنس فکشن جیسے موضوعات شامل ہیں۔ وہ اپنی کہانیوں کو ایک ایسے خوفناک الفاظ اور پلاٹ کے زیرِ اثر تعمیر کرتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ ہم بھی اسی منظر کا حصہ ہیں اور ہمیں بھی اُس عفریت کا خوف ہے جس کی دو بڑی خونی آنکھیں ہیں۔ تسنیم جعفری کے ساتھ ساتھ

ان کے ناول بھی مثبت پہلو لیے ہونے میں جہاں ان کا مقصد دوسروں کو یہ بتانا ہے کہ سائنس سے آپ دوسروں کی مدد کر کے ہی اپنا نام اور مقام بنا سکتے ہیں۔ نوشاد عادل نے اس کے علاوہ اور بھی جو ناول لکھے وہ ایڈوانچر اور خوفناک کہانیوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔

شجاعت علی راہی نے معاشرتی اصلاح پر بہت سے ناول لکھے۔ وہ بچوں کی اخلاقی اصلاح کو بھی مدِ نظر رکھتے ہیں۔ سائنس فکشن کے حوالے سے ان کا ایک ہی ناولٹ ہے جس کا تعلق ہارڈ سائنس فکشن سے ہے۔ امجد جاوید نے بچوں اور بڑوں کے لیے ناول لکھے۔ "جی بوائے" کے نام سے پہلا سپر ہیرو کا کردار بھی انھیں کا کارنامہ ہے۔ امجد جاوید نے اس ناول میں سائنس فکشن کے عناصر کا بھرپور استعمال کیا ہے۔ بچے کے ڈی این اے میں تبدیلی جہاں اسے طاقت ور بناتی ہے وہیں وہ بہت سے مثبت پہلو لیے ہوئے ہے اس کے ساتھ ساتھ روبوٹ اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال ان کے ناول میں کیا گیا ہے۔ انہوں نے سائنس فکشن کی کچھ ذیلی شاخوں کا استعمال کرتے ہوئے اپنے ناول میں اس کا بہت اچھے سے اظہار کیا ہے۔

مہوش اسد شیخ نے افسانے اور کہانیاں لکھیں جس کا مقصد معاشرتی و سماجی اصلاح ہے۔ بچوں کے حوالے سے انھوں نے ایک کہانیوں کی کتاب لکھی جس کا تعلق سائنس فکشن کی ایک ذیلی شاخ ٹائم ٹریول سائنس فکشن سے ہے۔ اسی طرح عشرت معین نے کہانیاں اور افسانے لکھے۔ کہانی جدید دور کی اہم چیز لیپ ٹاپ سے جڑی ہے۔ جدید دور میں اس کی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ساتھ بچے کے جذبات کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ ان سب باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تسنیم جعفری نے باقاعدہ سائنس فکشن کی صنف کو اپنایا ہے۔

> ”تسنیم جعفری ایسے ایسے عنوانات کا انتخاب کرتی ہیں کہ پڑھنے والے کی دلچسپی میں نہ صرف اضافہ ہوتا ہے بل کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس کائنات کے حوالے سے مزید جاننے کے لیے انسان کی فکر انگڑائی لیتی ہے۔۔۔
> سائنس میں فکشن نگاری بظاہر مشکل کام نظر آتا ہے مگر تسنیم جعفری نے خداداد صلاحیتوں سے ثابت کیا ہے کہ ”ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا“ ظاہر ہے ہاتھ پر ہاتھ دھرے رہنے سے تو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ مشکل کام نہ صرف مہارت سے کرتی ہیں بل کہ اس کے لیے دوسروں کو بھی راغب کرتی ہیں۔“(۲۰)

تسنیم جعفری کی انفرادیت پاکستان کے سائنسی فکشن منظر نامے میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ ان کا سائنسی فکشن نہ صرف تخلیقی اور سائنسی خیالات سے بھرپور ہوتا ہے، بلکہ اس میں ایک گہرا فلسفیانہ اور سماجی پہلو بھی ہوتا ہے، جو ان کو اپنے ہم عصر سائنسی فکشن نگاروں سے ممتاز کرتا ہے۔

تسنیم جعفری کی تحریروں میں سائنسی فکشن کو صرف مستقبل کے سائنسی موضوعات تک محدود نہیں رکھا جاتا، بلکہ وہ اپنے کام میں پاکستان کی ثقافت، معاشرتی مسائل اور اخلاقی سوالات کو بھی شامل کرتی ہیں۔ ان کی کہانیاں سائنسی خیالات کو مقامی سیاق و سباق میں پیش کرتی ہیں، جو اس صنف کو پاکستانی ادب میں ایک منفرد رنگ عطا کرتی ہے۔ ان کا سائنسی فکشن محض تفریحی نہیں بلکہ انسانیت اور سماجی ترقی کے پہلوؤں پر بھی زور دیتا ہے۔

تسنیم جعفری نے اپنے سائنسی فکشن میں خواتین کے کردار کو اہمیت دی ہے، جو اس صنف میں ایک نیا پہلو ہے۔ ان کی کہانیوں میں خواتین کو نہ صرف سائنسی دنیا کے مشاہدات اور تخلیقات میں حصہ دار دکھایا جاتا ہے، بلکہ ان کے کرداروں میں اس معاشرتی ساخت کو چیلنج کرنے کی صلاحیت بھی نظر آتی ہے۔ یہ ان کی انفرادیت کا ایک اہم عنصر ہے، کیونکہ پاکستان میں عموماً سائنسی فکشن میں خواتین کا کردار محدود یا ثانوی نوعیت کا ہوتا ہے۔

تسنیم جعفری کی کہانیاں سائنسی فکشن کی روایتی حدود سے آگے بڑھ کر اخلاقی اور فلسفیانہ سوالات اٹھاتی ہیں۔ ان کے کام میں سائنسی ترقی کے اثرات پر گہرائی سے غور کیا جاتا ہے، اور یہ سوالات اُٹھائے جاتے ہیں کہ ترقی کی راہ میں انسانیت، اخلاق اور سماجی ذمہ داری کا کیا کردار ہونا چاہیے۔ یہ پہلو انہیں اپنے ہم عصر سائنسی فکشن نگاروں سے ممتاز کرتا ہے، جو عموماً سائنسی فکشن کو محض تخلیقی اور تفریحی عنصر کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

تسنیم جعفری کا سائنسی فکشن تخلیق کرتے وقت وہ مستقبل کی دنیا کے بارے میں تصورات پیش کرتی ہیں جو صرف سائنسی حد تک نہیں ہوتے بلکہ ان میں انسانی اقدار، فطرت اور معاشرتی مسائل کی پیش گوئی بھی ہوتی ہے۔ وہ سائنسی ترقی کے اثرات کو نہ صرف فنی بلکہ انسانی تناظر میں بھی دیکھتی ہیں، جو کہ ایک نیا اور منفرد زاویہ ہے۔

تسنیم جعفری کی تحریروں میں سائنسی حقیقتوں کی ایک مضبوط بنیاد ہوتی ہے۔ وہ اپنی کہانیوں میں سائنسی تصورات کو بہت ہی مہارت سے شامل کرتی ہیں اور ان کی درستگی پر خاص توجہ دیتی ہیں۔ ان کے کام میں

سائنسی تحقیق اور سائنسی فکشن کا خوبصورت امتزاج ہوتا ہے، جو قارئین کو نہ صرف کہانی کے ذریعے تفریح فراہم کرتا ہے بلکہ سائنسی حقائق پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔

تسنیم جعفری نے سائنسی فکشن کو پاکستانی ادب میں ایک نئی شکل دی ہے، اور ان کے کام نے اس صنف کو نہ صرف مقامی سطح پر بلکہ عالمی سطح پر بھی تسلیم کروایا ہے۔ ان کا کام پاکستان میں سائنسی فکشن کو ایک معتبر اور سنجیدہ صنف کے طور پر متعارف کراتا ہے، جو کہ ان کے ہم عصر نگاروں سے انہیں ممتاز کرتا ہے۔

تسنیم جعفری کی انفرادیت ان کے سائنسی فکشن کے طریقہ کار، سماجی، ثقافتی، اور اخلاقی پہلوؤں کی گہرائی میں ہے۔ وہ سائنسی تصورات کو نہ صرف تفریحی انداز میں پیش کرتی ہیں بلکہ ان کے ذریعے انسانیت اور معاشرتی ترقی کے حوالے سے اہم سوالات بھی اُٹھاتی ہیں۔ ان کی تحریریں سائنسی فکشن کو محض تخیلاتی دنیا سے نکال کر حقیقی مسائل اور معاشرتی حقیقتوں سے جوڑتی ہیں، جو ان کو اپنے ہم عصر نگاروں سے الگ کرتی ہیں۔

تسنیم جعفری کے ناولوں نے سائنسی فکشن کے پاکستانی ادب میں نہ صرف اہمیت بڑھائی بلکہ اس صنف کو ایک نئی جہت بھی دی۔ ان کے ناولوں میں سائنسی تصورات، سماجی مسائل، اخلاقی سوالات اور مقامی ثقافت کا خوبصورت امتزاج نظر آتا ہے۔ ان کے کام نے سائنسی فکشن کو پاکستانی ادب میں ایک معتبر مقام دلایا اور عالمی سطح پر اس صنف کی پذیرائی میں اضافہ کیا۔ ان کے ناولوں نے نہ صرف سائنسی تخیل کی حدود کو بڑھایا بلکہ قارئین کو ایک گہری سوچ اور نیا نظریہ فراہم کیا ہے۔

انھوں نے تقریباً سائنس فکشن کی ہر قسم اور زیادہ تر شاخوں کو سامنے رکھتے ہوئے سائنسی ناول اور سائنسی کہانیاں لکھی ہیں۔ نہ صرف وہ اس تحریک میں آگے ہیں بلکہ اپنے ہم عصر اور نئے لکھاریوں کے لیے بھی ایوارڈ کا اہتمام کرتی نظر آتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ذوالفقار علی بخاری، ادب اطفال اور آج کے ادیب: ایک جائزہ، مقالہ، ہماری ویب، اسلام آباد

۲۔ نوشاد عادل، طلسم ھوش ربا، الہی پبلی کیشنز، کراچی، ص ۲۴

۳۔ ایضاً، ص ۱۷

۴۔ ایضاً، ص ۷۱

۵۔ ایضاً، ص ۷۷

۶۔ شجاعت علی راہی، سرخ سیارہ، شعیب سنز پبلشرز، سوات، ص ۸

۷۔ ایضاً، ص ۲۳

۸۔ ایضاً، ص ۲۷ تا ۲۸

۹۔ ایضاً، ص ۳۰

۱۰۔ ایضاً، ص ۴۲

۱۱۔ ابن آس محمد، جی بوائے، س۔ن، ص

۱۲۔ امجد جاوید، جی بوائے، بچوں کا کتاب گھر، لاہور، ص ۴۱

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۴۲

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۶۳

۱۵۔ تسنیم جعفری، دیباچہ، پروفیسر بونگسٹائن

۱۶۔ مہوش اسد شیخ،، پروفیسر بونگسٹائن بچوں کا کتاب گھر، لاہور، ص ۱۴

۱۷۔ شبیر احمد ڈار، تسنیم جعفری: ایک عہد ساز شخصیت، پریس پیس پبلی کیشنز، لاہور

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ تہذین طاہر، سائنسی جنگل کہانی، تبصرہ پریس پیس پبلی کیشنز، لاہور،

۲۰۔ اصغر علی کھوکھر، "مریخ کے مسافر: تسنیم جعفری کا ایک اور قلمی معرکہ" تبصرہ، مشمولہ روزنامہ جرأت

باب پنجم

ماحصل

الف۔ مجموعی جائزہ

سائنس فکشن چونکہ ایک نئی صنف ہے۔ مغربی ممالک میں اس پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے مگر ہمارے ادب میں اس پر زیادہ کام نہیں ہوا۔ اس حوالے سے سب سے زیادہ متحرک نام تسنیم جعفری کا نظر آتا ہے جہنوں نے سائنس فکشن ہر کہانیاں اور ناول لکھے۔ سائنس فکشن ہے کیا اور اس کا آغاز کیسے ہوااااس کے بعد اردو میں سائنس فکشن کا سب سے پہلے استعمال کس نے کیا اور اس کی ادب میں اہمیت شامل ہیں۔ آج کے دور میں سائنسی مضامین اور ایجادات کی وجہ سے ملک ترقی کی طرف گامزن ہے۔ کوئی بھی ملک تب تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اسے سائنسی ترقی کے بارے میں معلوم نہیں ہو گا۔

بچوں کا ادب ایک بڑا اور اہم موضوع ہے کیونکہ اس کا تعلق آنے والے مستقبل کے معماروں سے ہے۔ بڑوں کا ادب لکھنے والوں میں تو بہت سے لوگ ہیں لیکن بچوں کا ادب لکھنے والوں میں چند لوگ ہی ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بچوں کا ادب لکھنا تھوڑا مشکل ہے کیونکہ بچے کی ذہنی سطح کو مد نظر رکھا جاتا ہے اس کے علاوہ اس کی دلچسپی اور بچے کی ساتھ اخلاقی اقدار کی تربیت بھی بہت ضروری ہے۔ تسنیم جعفری کو سائنسی موضوعات پر لکھنے والی پہلی خاتون ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف سائنسی ادب پر لکھ رہی ہیں کیونکہ وہ بھی پڑھانے کے شعبے سے وابستہ ہیں تو انہیں معلوم ہے کہ آج کل کے بچوں کی دلچسپی اور ملکی ترقی کس طرف ہے۔ اپنی سائنسی ادب کے حوالے سے دلچسپی کے لیے انھوں نے ایک بہت ہی اچھا اور عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ ان کے ادبیوں کے لیے دیے جانے والے ایوارڈ بھی یہ ثابت کرتے ہیں کہ بچوں کے ادب کے حوالے سے وہ کس قدر سنجیدہ ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ ہمارا بچہ ترقی کی منازل طے کرتا جائے۔ اور اپنے والدین کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کا نام روشن کرے۔

تسنیم جعفری نے لوگوں کو ہارڈ اور سافٹ سائنس فکشن جیسے موضوعات سے روشناس کرایا۔ تسنیم جعفری نے ہمیں یہ بتایا کہ ہارڈ اور سافٹ میں کون کون سے موضوعات شامل ہیں۔ اور انہوں نے دونوں قسموں پر طبع آزمائی کی اور اس حوالے سے وہ پہلی مصنفہ ہیں جنھیں دونوں اقسام پر عبور حاصل ہے۔ تسنیم جعفری کے

تینوں ناولوں میں اس کی دونوں اقسام پر بات ہوئی ہے۔ سائنس کے مثبت اور منفی پہلو اور اس کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت آپ کا خاصہ ہیں۔ تسنیم جعفری کے ناول پڑھنے کے بعد مریخی حوالے سے معلومات ملتی ہے کہ آج کے دور میں انسان نے کیسے جدید مشینری کا استعمال کیا ہے اور وہ کس حد تک اس میں کامیاب رہا ہے۔ مریخ کی زمین کیسی ہے کیا وہاں پر کوئی اب بھی آباد ہے یا نہیں۔ اگر ابادی نہیں ہے تو اس کے پیچھے وجہ کیا ہے۔ جینیٹک انجینئرنگ اور کوڈنگ کیا ہے۔ یہ دور جدید کا ایک اہم ترین موضوع ہے جہاں طب کے شعبے میں سائنس نے بہت ترقی کی ہے۔ سائنسی معلومات کو اس باریکی اور مشاہدے کے ساتھ دوسروں تک پہنچانا تسنیم جعفری کا کمال ہے۔ ایٹم بم سے ملکی دفاعی نظام طاقتور تو گیا ہے مگر اس کے منفی پہلو کو تسنیم جعفری نے موضوع بنایا ہے۔ ایٹم بم کی تباہی کی وجہ سے اتنے سال گزرنے کے باوجود بھی لوگ ان کیمیکل کی وجہ سے مختلف بیماریوں کا شکار ہیں۔ ایٹم بم گراتے ہوئے لوگ حکمرانی کے نشے میں چور یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن وہ اس دنیا سے جائیں گے بھی۔ مریخ کے لوگوں نے آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے غلط استعمال سے ایٹم بم تو بنا لیے مگر پھر امریکہ کے ہاتھوں چڑھ گئے۔ امریکہ نے اپنے مفاد کے لیے ان سے ایٹم بم تو بنوا لیے مگر بعد میں مریخی خود انہیں کا شکار ہو گئے۔ تسنیم جعفری نے باریک بینی سے حالات کا جائزہ لیا ہے اور اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ آج کے حالات میں بچوں کا رجحان کیا ہے وہ اب قصے کہانیوں سے آگے نکل چکے ہیں۔ اس لیے بچوں کے لیے ایسے ادب کی تخلیق اس ترقی کی طرف لے جاتی ہے۔ تسنیم جعفری کا بچوں کی تربیت کے حوالے سے جو مقصد تھا وہ ان کے ناولوں میں پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

ہر چیز کے مثبت اور منفی پہلو ہوتے ہیں یہ استعمال کرنے والے پر ہے کہ وہ اس کا استعمال کس طرح کرتا ہے۔ جہاں سائنس نے طب کے شعبے میں بہت ترقی کی ہے پہلے لوگوں کے پاس ایسی مشینری ہی نہیں تھی جو ان کا علاج کر سکے آج تقریباً ہر طرح کی سہولیات انسان کے پاس موجود ہیں اور اس کی وجہ سائنس ہے۔

علمی ترقیات کی بنیاد پر صنعتی ترقی، جو معیشت کو مستقبل کے لئے مضبوط بناتی ہے، اور جدید اختراعات جیسے کمزور دل کے مریضوں کے لئے پیسمیک دلوں کی ٹیکنالوجی کا انتظام شامل ہیں۔ لیکن اسی وقت علمی انکشافات کی بدولت بنائی گئی جدید ہتھیاروں کے خطرات، انسانی حقوق کی خلاف ورزی، اور ماحولیاتی تباہی بھی وجود میں آتے ہیں۔

سائنسی ترقی کے نتیجے میں طبی اور صحت کے شعبے میں انقلابی ترقیاں ہوئی ہیں، جیسے کہ انفرادی صحت کی دیکھ بھال میں نئے علاجی انتہائی اہم ہیں، مثلاً جینومک تجزیے اور جین ہیں۔ لیکن اسی وقت جینومک انکشافات کی

خصوصیتوں پر خطرات بھی ہیں، جیسے اخلاق اور خصوصیت کی حفاظت کی خدشات، اور بنیادی انسانی حقوق کی خطرے اور سائنس نے تعلیمی اداروں میں بہتری لائی ہے، جیسے کہ ماہرین کو مدرسہ کی تعلیم و تربیت میں مدد ملتی ہے اور تعلیم کی رسائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن یہی سائنسی ترقیات ایک دوسری جانب موادی طبقاتی فرق کی بڑھتی ہوئی گہری گھاٹ کی موجب بھی ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح، ٹیکنالوجی کا غلط استعمال معاشرتی اور اخلاقی معیارات پر بھی برا اثر ڈال سکتا ہے۔

ایک اور مثبت اثرات سائنس کا یہ ہے کہ وہ ماحول کی حفاظت اور ترقی کیلئے نئے تکنیکیں اور حل پیش کرتی ہے۔ مثلاً، جدید تجارتی انسٹیومنٹس اور انرجی تکنولوجیوں کے ذریعے ماحولیاتی اثرات کو کم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی، صنعتی ترقی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے زیادہ انرجی کا استعمال، زیادہ زمین کا استعمال، اور زیادہ انسانی فضاؤں کا استعمال بھی ماحول کیلئے ناقابل تلافی نقصانات پیدا کر سکتے ہیں۔

سائنسی ترقی نے بشریت کو انسانی حقوق، انصاف، اور برابری کی جانب بھی آگاہ کیا ہے، جیسے کہ جدید ٹیکنالوجی کی استعمال سے انصافی انتخابات کی فراہمی، انسانی حقوق کی پالیسیوں کی انفورسمنٹ، اور عدلیہ کی عملدرآمد میں بہتری۔ لیکن اسی وقت، ٹیکنالوجی کے استعمال کا موادی فرق بھی مجتمع ہوتا ہے، جیسے کہ خصوصی دستیابی کی فراہمی میں فرق، انفرادی خصوصیت کی حفاظت، اور دیگر خصوصی اور اخلاقی معاملات اور سائنس نے معاشرتی تعلیم، تحقیقات، اور فنون میں ترقی کے مواقع فراہم کئے ہیں، جو افراد کی صلاحیتوں کو بڑھاتے ہیں اور معاشرتی ترقی کو مزید بڑھاو کے راستے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ لیکن یہی سائنسی ترقیات انسانیت کے لئے معاشرتی، اخلاقی، اور موجودہ معیشتی نظامات کی خرابیوں کا سبب بھی بن سکتے ہیں، جیسے انسانیت سے دوری، مزید خصوصی دباؤ، اور موادی تفرقہ پسندی وغیرہ۔

سائنس کی ترقی نے طبیعی آفات اور بیماریوں کے علاج میں بہتری لائی ہے، جیسے کہ ویکسینیشن، اینٹی بائیوٹکس، اور دوسرے دوائیوں کے ترقیاتی انکشافات۔ اس کے علاوہ، اینٹی بائیوٹکنالوجی نے زراعت کو بھی بہتر بنایا ہے، جو زیادہ غذا اور کمیاب پیداوار فراہم کرتی ہے۔ لیکن یہ ترقیات بھی انسانیت کو نئے اخلاقی، معاشرتی، اور موجودہ معیشتی مسائل کا سامنا کرانے کے قابل ہیں، جیسے کہ جینومک اصلاحات کے اخلاقی اور معاشرتی مواقع، اور زراعتی اور طبیعی موادوں کی بحرانیت شامل ہیں۔

سائنس نے فضائی تحقیقات کی مدد سے ہمیں بہتر سمجھنے کی صلاحیت فراہم کی ہے، جیسے کہ ہمارے سورج سے متعلق علم، مریخ کی کھودائی، اور بیرونی ماحول کے بارے میں نئی معلومات فراہم کرتی ہے لیکن اسی

وقت، فضائی تحقیقات کی منفی اثرات بھی ہیں، جیسے کہ اس کے ماہرین کی صحت پر موادی اور روحانی دباؤ، اور فضائی خلائی دھواں کے اثرات وغیرہ۔ ایک اور مثبت اثرات سائنس کا یہ ہے کہ وہ انسانیت کو بہتر معیشتی مواقع فراہم کرتا ہے، جیسے کہ نئی صنعتوں کی پیداوار، مزید موادی فراہمی، اور مزید مواقعِ کاروباری ترقیات شامل ہیں لیکن اسی وقت، ان ترقیات کی نقصانات بھی ہوتی ہیں، جیسے کہ ماحولیاتی تباہی، معیشتی تشدد، اور موادی فرق بنا رہنا۔ سائنس فکشن لکھنے والوں میں بہت کم نام نظر آتے ہیں۔ نوشاد عادل کا نام سپنس اور ہارر کے حوالے سے زیادہ مشہور ہوا لیکن اس میں سائنسی عناصر کا تڑکہ اسے مزید چار چاند لگا دیتا ہے۔ پورے ناول میں ایک تجسس کی آمیزش موجود رہی کہ اب کیا ہوگا کردار متحرک نظر آتے ہیں۔

شجاعت علی راہی نے سائنسی حوالے سے جو ناولٹ لکھا ہے وہ آسان اور سادہ زبان میں بچوں تک پہنچایا جس میں بچوں کی اخلاقی اقدار اور نشوونما بھی موجود ہے۔ ان کے کردار زیادہ تر ان کے آس پاس کے لوگ ہی ہوتے ہیں یہاں ان کا کردار زہاب زہرا دراصل ان کی پوتی ہے جس سے انھیں بہت محبت ہے۔ امجد جاوید نے ایک ایسا مثالی کردار پیش کر دیا ہے جو بچوں کے لیے ایک رول ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر بچہ چاہتا ہے کہ وہ برائی کا خاتمہ کر دے۔ اس کے ساتھ جس طرح سائنسی عناصر کو شامل کیا ہے ان کے اس انوکھے طرز کے موضوع کو جتنا سراہا جائے کم ہے۔

مہوش اسد شیخ نئی ابھرتی ہوئی لکھاری ہیں۔ آپ نے بچوں کے ادب کو موضوع بنایا اس کی وجہ آپ کا اپنا بیٹا تھا جس کے لیے وہ قصے کہانیاں لکھنے سے انھوں نے آغاز کیا۔ مہوش اسد نے بہت کم وقت میں اپنا نام ادب اطفال کی صف میں شامل کر لیا ہے۔ معاشرتی اور اصلاحی موضوع کے ساتھ جس طرح ٹائم ٹریول کو انھوں نے موضوع بنایا ہے وہ اچھوتا اور منفرد موضوع ہے۔ ٹائم ٹریول کی مدد سے لوگوں کو اس بات کا احساس دلانا کہ وہ کیا کر رہے ہیں ایک بہت اہم بات ہے۔ جتنے بھی لوگ ادب اطفال کے حوالے سے لکھ رہے ہیں ہر کسی کا اپنا طرز بیان اور اسلوب ہے جو اسے ممتاز بناتا ہے لیکن تسنیم جعفری کی یہ خوبی ہے کہ انھوں نے سائنس فکشن کی دونوں قسموں پر کام کیا اور جس پر بھی کام کیا لگتا ہے یہی ان کا خاصہ ہے کہ دونوں میں کام کرنے کے باوجود وہ سب سے منفرد لکھتی ہیں اس سے بھی بڑھ کر وہ ہر وقت مدد اور تعاون کے لیے تیار رہتی ہیں۔ وہ بچوں کے حوالے سے ہونے والی ادبی محفلوں کا حصہ ہیں اور اپنی خدمات پیش کر رہی ہیں۔ آج کے دور میں بچے کتابوں سے بہت دور ہو گئے ہیں بچوں کو ان کے پسندیدہ موضوعات دینا بھی بہت اہم کام ہے۔ تسنیم جعفری کی یہ خوبی کہ وہ نہ تو خود ہمت ہارتی ہیں نہ کسی اور کو ہارنے دیتی ہیں وہ اپنی کتابوں کے ذریعے بچوں کو راغب کرنے کی بھرپور

کوشش کرتی ہیں اور بہت حد تک وہ کامیاب بھی رہیں وہیں دوسری طرف نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتی دکھائی دیتی ہیں اس لیے انھوں نے بچوں کے ادیبوں کے لیے انعامات کا سلسلہ بھی شروع کیا اپنی محدود آمدنی سے اس طرح کا کام کرنا بھی اعلیٰ ظرف کے لوگوں کی نشانی ہوتی ہے۔

ب۔ تحقیقی نتائج

سائنس فکشن کا آغاز مغرب سے ہوا مگر کچھ عرصے سے اردو میں بھی اس کے نمونے ملتے ہیں۔ اظہار اثر، مظہر کلیم، اشتیاق احمد، ابن صفی نے سائنس فکشن کے عناصر کا استعمال کیا ہے۔ اس میں ٹائم ٹریول، ریڈار، آب دوز جہاز، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، سی ڈی، ایٹم بم، ٹینک، وڈیو پلئیر، پکچر فون، روبوٹ، آکسیجن ٹینک، بایونک اعضاء جیسے موضوع تخلیق کیے ہیں۔

سائنس فکشن کی تکنیک سے ناول کے موضوعات میں کئی اضافے ہوتے ہیں، جیسے فضائی سفر، روبوٹکس، مصنوعی زندگی، زمین بائیولوجی، جدید ٹیکنالوجی، اور بہت کچھ۔ یہ ناول عام طور پر مستقبل کی تصورات کے ارتقاء اور ان موضوعات میں عموماً جدید ٹیکنالوجی کی ترقی، انسانیت کے اثرات، معاشرتی تبدیلی، اخلاقی مسائل، اور انسانی تجربات کے بارے میں بھی غور کیا جاتا ہے اور ان ناولوں میں عموماً دینی، فلسفی، اور سماجی مسائل بھی شامل کیے جاتے ہیں جو مختلف تجربات کے زاویے سے دیکھے جاتے ہیں۔

سائنس فکشن کی تکنیک سے ناول میں عموماً خیالی دنیا، مخلوقات، اور دیگر سرگرمیوں کا تصور بھی شامل کیا جاتا ہے، جو قارئین کو نئے اور دلچسپ دنیا میں لے جاتا ہے۔

تسنیم جعفری کے ناولوں نے پاکستانی معاشرت میں خواتین کے حقوق، جنسیت اور ان کے سماجی کردار کے حوالے سے اہم سوالات اٹھائے ہیں۔ ان کی کہانیاں خواتین کو محض معاون یا ثانوی کردار میں نہیں دکھاتیں، بلکہ انہیں مرکزی کردار کی حیثیت سے پیش کرتی ہیں، جو سائنسی مسائل میں حصہ دار بھی ہیں اور معاشرتی تبدیلی میں بھی ایک فعال کردار ادا کرتی ہیں۔ اس طرح انہوں نے نہ صرف سائنسی فکشن بلکہ پاکستانی ادب میں خواتین کے کردار کو اہمیت دی، جس نے ایک نیا سماجی بیانیہ تخلیق کیا۔

تسنیم جعفری کے ناولوں نے مستقبل کی دنیا کو تخیلاتی طور پر پیش کیا ہے، جہاں سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ سماجی تبدیلیاں بھی واقع ہو رہی ہیں۔ ان کے کام میں یہ دکھایا گیا ہے کہ مستقبل میں سائنسی ترقی انسانیت کو بہت سے چیلنجز سے روبرو کر سکتی ہے، اور ان چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے معاشرتی ترقی، تعلیم اور اخلاقی

اقدار کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہو گی۔ اس نے سماج کو سوچنے کی ترغیب دی کہ وہ مستقبل کے لیے تیار ہو اور اپنی موجودہ حالت میں بہتری لانے کی کوشش کرے۔

تسنیم جعفری نے سائنسی فکشن کے ذریعے نوجوانوں میں سائنسی تخیل اور سوچ کو بڑھایا ہے۔ ان کے ناولوں میں سائنسی تصورات کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ وہ نوجوانوں کو نہ صرف مستقبل کے سائنسی تصورات سے آگاہ کرتے ہیں بلکہ انہیں تخلیقی اور انتہائی متجسس طریقے سے سائنسی دنیا کا حصہ بننے کی ترغیب دیتے ہیں۔ یہ اثر نوجوانوں کو سائنسی سوچ کی جانب راغب کرتا ہے اور انہیں مستقبل کے چیلنجز کے لیے تیار کرتا ہے۔

سائنس فکشن کی وجہ سے بچوں پر مثبت اور منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں جس میں بچوں کو آنے والے وقت کے تقاضوں کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ اس سے بچے کی ذہنی سطح میں بہتری آتی ہے اور دوسروں کے ساتھ تعلقات میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ جہاں آپ ایک جگہ بیٹھے دنیا بھر کا معلومات کو ایک کلک کی مدد سے حاصل کر سکے ہیں۔ دنیا میں کون سی سائنسی ایجادات ہیں جن کو استعمال میں لا کر اپنے ملک کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ سائنس فکشن بچوں کو صرف راہ نہیں دکھاتی بلکہ ٹھوس دلائل دے کر اسے یقین دلاتی ہے کہ وہ کس طرح مثبت طریقوں کا استعمال کر کے نہ صرف خود ترقی کر سکتا ہے بلکہ اپنے ملک کو بھی بہتری کی طرف لے جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سائنس فکشن کے منفی اثرات بھی بچوں پر اثر انداز ہوتے ہیں جس میں (اپنی عمر سے زیادہ) ذہنی سطح سے بڑھ کر بچوں کو ضرورت سے پہلے آگاہی اسے نقصان سے بچا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ تنہائی یعنی آپ دوسروں کے ساتھ مل بیٹھنے کی بجائے موبائل کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں جو انسانوں میں فاصلوں کو جنم دیتی ہے۔

تسنیم جعفری کے ناولوں میں نفسیاتی اثرات اہم موضوعات میں شامل ہیں اور ان کا کردار انسان کی ذہنی حالت، جذبات اور نفسیاتی کشمکش کی عکاسی کرنے میں اہمیت رکھتا ہے۔ ان کے ناولوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے ساتھ انسانی نفسیات کا گہرا تعلق ہوتا ہے، جس کے ذریعے وہ قارئین کو نہ صرف سائنسی ترقی کے اثرات پر سوچنے کی ترغیب دیتی ہیں بلکہ ذہنی اور جذباتی پہلوؤں پر بھی سوالات اٹھاتی ہیں۔ تسنیم جعفری کے ناولوں میں سائنسی تجربات اور تکنیکی پیشرفت کے اثرات انسانی نفسیات پر مرتب ہوتے ہیں۔ ان کی کہانیاں اس بات کو اجاگر کرتی ہیں کہ کس طرح ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقی انسان کے جذبات، رویوں اور ذہنی حالت کو متاثر کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، جب انسان اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بڑھانے یا مصنوعی ذہانت سے تعلق پیدا کرنے

کی کوشش کرتا ہے تو اس کے اندر نفسیاتی کشمکش، عدم تحفظ، اور شناخت کا بحران پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ اثرات ان کے ناولوں کے نفسیاتی پہلو کی عکاسی کرتے ہیں۔

تسنیم جعفری کے کردار زیادہ تر ذہنی اور جذباتی لحاظ سے مضبوط ہوتے ہیں۔ وہ مختلف مشکلات، جیسے شناخت کے بحران، اخلاقی کشمکش، یا سائنس کی دنیا میں پیش آنے والی نفسیاتی پریشانیوں کا سامنا کرتے ہیں۔ ان کی مضبوطی اس بات میں پوشیدہ ہوتی ہے کہ وہ ان چیلنجز کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی اندرونی طاقت کو جِلا دیتے ہیں۔ چاہے وہ کسی ٹیکنالوجی کے ذریعے اپنی خودی کو تلاش کر رہے ہوں یا اپنے جذباتی دباؤ سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہے ہوں، ان کا عزم اور جرات انہیں مضبوط بناتا ہے۔

تسنیم جعفری کے ناولوں میں کرداروں کی ایک اور مضبوط خصوصیت خود اعتمادی ہے۔ ان کے کردار خود پر یقین رکھتے ہیں، اور ان کے فیصلے کسی نہ کسی طرح انہیں اپنی حقیقت اور مقصد سے ہم آہنگ کرتے ہیں۔ یہ کردار اپنے خوفوں، ناکامیوں اور کمیابیوں کے باوجود اپنے راستے پر چلتے ہیں، اور اس دوران ان کا اندرونی اعتماد انہیں راستہ دکھاتا ہے۔ چاہے یہ کسی سائنسی تجربے میں ہو یا اخلاقی دباؤ کا سامنا کرتے ہوئے، ان کا کردار اپنی خودی پر انحصار کرتا ہے۔

تسنیم جعفری کے کردار صرف موجودہ چیلنجز کا سامنا نہیں کرتے، بلکہ ان کا عزم اور ارادہ انہیں مستقبل کی جانب بھی پیش قدمی کرنے کی طاقت فراہم کرتا ہے۔ ان کی کہانیاں اس بات کو اجاگر کرتی ہیں کہ کردار نہ صرف سائنسی دنیا میں تبدیلی لانے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ وہ سماجی اور اخلاقی سطح پر بھی تبدیلی کے خواہش مند ہیں۔ یہ کردار مستقبل کی تخلیقی دنیا کے لیے اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں، اور ان کی یہ امید اور عزم ان کی مضبوطی کی علامت ہے۔

تسنیم جعفری کے ناولوں میں کئی کردار سماج کے روایتی اصولوں اور توقعات کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں۔ وہ ان اصولوں کو چیلنج کرتے ہیں جو عام طور پر خواتین یا کمزور طبقات پر عائد کیے جاتے ہیں، اور اس مزاحمت کے ذریعے اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھاتے ہیں۔ ان کرداروں کی مضبوطی ان کی بے خوف مزاحمت میں ظاہر ہوتی ہے، جہاں وہ اپنی ذاتی شناخت اور آزادی کے لیے لڑتے ہیں۔

تسنیم جعفری نے اردو میں سائنس فکشن کے شعبے کو آگے بڑھانے کے لیے ایک منفرد اور تخلیقی انداز اپنایا۔ ان کی کہانیاں نہ صرف سائنسی تخیلات بلکہ انسانی تجربات اور جذبات کو بھی ایک نئے انداز میں بیان کرتی

ہیں۔ ان کا کام اردو ادب میں سائنس فکشن کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور انہیں اس صنف کا ایک اہم مصنف تسلیم کیا جاتا ہے۔

تسنیم جعفری کے ناولوں میں نفسیاتی اثرات نہ صرف کرداروں کی ذہنی اور جذباتی حالتوں کی عکاسی کرتے ہیں، بلکہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے اثرات کو انسانی نفسیات پر گہرے انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے کام نے قارئین کو اس بات کا احساس دلایا ہے کہ سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ انسان کی ذہنی، جذباتی اور اخلاقی حالت کو بھی مد نظر رکھا جانا ضروری ہے۔ ان کے ناولوں میں دکھائی جانے والی نفسیاتی پیچیدگیاں اور اخلاقی سوالات قاری کو نہ صرف سائنسی فکشن کی گہرائی میں لے جاتی ہیں بلکہ انہیں انسانی نفسیات اور ذہنی حالتوں پر بھی سوچنے کی ترغیب دیتی ہیں۔

تسنیم جعفری کے ناولوں میں جو کردار سامنے آتے ہیں، وہ مضبوطی کی ایک بہترین علامت بن کر ابھرتے ہیں۔ ان کرداروں کی مضبوطی نہ صرف جسمانی سطح پر نظر آتی ہے بلکہ ذہنی، جذباتی اور اخلاقی سطح پر بھی یہ کردار اپنے آپ کو ثابت کرتے ہیں۔ ان کی کہانیاں عموماً انسانی خواہشات، چیلنجز، اور داخلی کشمکش کے گرد گھومتی ہیں، جہاں ہر کردار اپنی مضبوطی کے ذریعے مختلف مشکلات کا مقابلہ کرتا ہے۔

تسنیم جعفری اردو ادب کی ایک اہم مصنفہ ہیں، جنہوں نے خاص طور پر بچوں کے سائنسی ادب میں قابل ذکر کام کیا۔ ان کی تحریریں نہ صرف بچوں کے لئے دلچسپ اور معلوماتی ہوتی ہیں، بلکہ ان میں سائنسی موضوعات کو بھی تخلیقی اور آسان انداز میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ بچے سائنسی تصورات کو سمجھ سکیں اور ان میں دلچسپی پیدا ہو۔ تسنیم جعفری نے بچوں کے ادب میں سائنس فکشن کی صنف کو متعارف کرایا اور اس کو اردو میں مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

تسنیم جعفری نے سائنسی موضوعات جیسے خلا، خلا کے سفر، مشینیں، ٹیکنالوجی، قدرتی قوتیں، اور ماورائی مخلوقات کو بچوں کے لئے دلچسپ اور قابل فہم انداز میں پیش کیا۔ انہوں نے سائنسی موضوعات کو تخیلاتی انداز میں بیان کیا تاکہ بچے نہ صرف سیکھیں بلکہ ان میں تجسس اور تخیل کی صلاحیت بھی بیدار ہو۔ تسنیم جعفری کی تحریروں میں زبان سادہ اور آسان ہوتی ہے تاکہ بچے بآسانی ان کہانیوں کو سمجھ سکیں۔ ان کی کہانیاں بچوں کے لیے نہ صرف تفریح کا ذریعہ ہوتی تھیں بلکہ سائنسی تصورات سے آگاہ کرنے کا ایک ذریعہ بھی تھیں۔

ان کی کہانیوں میں سائنسی تصورات کے ساتھ ساتھ تعلیمی اور اخلاقی پیغامات بھی ہوتے تھے۔ تسنیم جعفری نے بچوں کو سائنسی حقیقتوں سے متعارف کرانے کے ساتھ ساتھ انہیں اچھے اخلاق، محنت اور جستجو کی اہمیت بھی بتائی۔

ان کے ناولوں میں مستقبل کی ٹیکنالوجی، خلائی سفر، اور مصنوعی ذہانت جیسے موضوعات کو پیش کیا گیا، جو بچوں کے لیے دلچسپی کا باعث بنے اور ان میں نئے تصورات کی جستجو پیدا کی۔

تسنیم جعفری کے ناولوں کی ایک خصوصیت سے یہ بھی ہے کہ ان کے ہاں سائنس فکشن کا مثبت اثر دکھائی دیتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بچوں کو صرف سائنسی معلومات نہیں دینا چاہتی بلکہ وہ ان کی تربیت کو سرِفہرست رکھتی ہیں تاکہ وہ اپنے لیے درست فیصلہ لے سکیں۔ تسنیم جعفری کے ہاں سائنس فکشن ادب بچوں کے لیے بہت مثبت انداز میں دیکھنے کو ملتا ہے۔جہاں اسے یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کے لیے کیا چیز بہتر ہے اور وہ کیسے اس پر عمل کرکے اپنا اور ملک کا نام روشن کر سکتا ہے وہیں دوسری طرف منفی پہلو اس کے لیے بہت سے سوالات چھوڑ جاتے ہیں کہ اگر وہ اس راستے کو اپنا تا ہے تو اس سے اسے کیسے کیسے نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ج۔سفارشات

۱۔ سائنس فکشن ایک نئی صنف ہے اس کے حوالے سے افسانوں، کہانیوں، ڈراموں اور فلموں میں بھی اس کو موضوع تحقیق بنایا جاسکتا ہے۔

۲۔ زیر نظر موضوع ہارڈ اور سافٹ سائنس فکشن کا احاطہ کرتا ہے اس کے علاوہ تسنیم جعفری کے ہاں ماحولیاتی آلودگی کو بھی موضوع تحقیق بنایا جاسکتا ہے۔

۳۔ تسنیم جعفری نے اینیمیٹڈ کہانیوں کے ساتھ انگریزی لوک کہانیوں کے تراجم بھی کیے ہیں ان کو موضوع تحقیق بنایا جاسکتا ہے۔

کتابیات

بنیادی مآخذ

- تسنیم جعفری، پوزی اور الیکٹرا، اکادمی ادبیات لاہور، پاکستان، اشاعت اشاعت ۲۰۲۲ء
- تسنیم جعفری، چھوٹو میاں، ابابیل پبلشرز، لاہور، اشاعت ۲۰۲۱ء
- تسنیم جعفری، مریخ کے مسافر، ابابیل پبلشرز، لاہور، اشاعت ۲۰۱۹ء

ثانوی مآخذ

- ارتضیٰ کریم، اظہار عثمانی، مرتبین، پاپولر لٹریچر: روایت اور اہمیت، دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۱۵ء
- امجد جاوید، جی بوائے، بچوں کا کتاب گھر، لاہور اشاعت اشاعت ۲۰۲۳ء
- خورشید اقبال، ڈاکٹر، اردو میں سائنس فکشن کی روایت، بک ٹاک لاہور، اشاعت ۲۰۱۸ء
- خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کا ادب، دہلی، مکتبہ جامعہ، ۱۹۸۹
- خوشحال زیدی، ڈاکٹر، اردو میں بچوں کے ادب کی انتھالوجی، ساہتیہ اکیڈمی فروزشاہ روڈ، نئی دہلی، ۲۰۰۲ء
- شجاعت علی راہی، سرخ سیارہ، شعیب سنز پبلشرز، سوات اشاعت ۲۰۱۹ء
- فیضان اللہ خان، سائنس برائے سلامتی، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۱۸ء
- نوشاد عادل، طلسم ھوش ربا، الہی پبلی کیشنز، کراچی اشاعت ۲۰۲۳ء
- مہوش اسد شیخ، پروفیسر بونگسٹائن بچوں کا کتاب گھر، لاہور اشاعت ۲۰۲۲ء

انگریزی ڈکشنری

- Cambridge Academic Content Dictionary, 2012

انگریزی کتب

- Maas, Wendy. Ray Bradbury: "Master of Science Fiction and Fantasy" Enslow Publishers 2004
- William Wilson, Alittle Earnest Book upon a Great Old, Subject, London, 1987.

ویب گاہیں

- http://en.wikipedia.org/wiki/science Fiction

- https://www.oxfordlearnersdictionaries.com/definition/english/science-fiction
- https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/science-fiction
- http://dawn,com
- http://hindisciencefiction.blogs post_28 html. 2011
- http://www.sigmaforum,org/members,php

رسائل و جرائد

- ارشد اویسی، پروفیسر، ڈاکٹر، مریخ سے ایک پیغام اور ماحول سے دوستی کیجیے، ایک مطالعہ، مضمون، پھول پبلیکشنز لاہور ستمبر ۲۰۱۹ء
- اصغر علی کھوکھر، "مریخ کے مسافر: تسنیم جعفری کا ایک اور قلمی معرکہ" تبصرہ، مشمولہ روزنامہ جرأت، ۱۲، اکتوبر ۲۰۱۹ء
- تہذین طاہر، سائنسی جنگل کہانی، تبصرہ، پریس پیس پبلیکشنز، لاہور ۲۰۲۱ء
- منور مرزا، انسانیت کی ترقی میں سائنس فکشن کا کردار، سنڈے میگزین، جنگ، کراچی پاکستان ۳ نومبر، ۲۰۱۹ء